UTL AT DOWNSVIEW
D RANGE BAY SHLF POS ITEM
39 14 12 10 11 018

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

DS Ahmad, S. Maqbul
62 'Arab aur unka mustaqbil
A4

Ahmad, S. Maqbul

عن ابی ہریرة قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعة حتی
تعود ارض العرب مروجا وانہارا (مسلم)



'Arab aur unka mustaqbil

عرب اور انکا مستقبل

جسمین

عربون کے گزشتہ کارنامون اونکے ممالک اور
اونکی موجودہ جدوجہد کی سرگزشت کے ساتھ
انکے پولیٹیکل مستقبل کے افکار کی ایک نئے پیرائے
مین ترجمانی کی گئی ہی

از

سید مقبول احمد الہ آبادی

باہتمام احقر الزمن سید نور الحسن مالک و منیجر مطبع
نور المطابع واقع لکھنؤ مین چھپا

۱۹۲۱ء

بار اول ۵۰۰ جلد

قیمت [illegible]

۱۵۱۷

DS
62
A4

قابلِ توجہ مشاہیر اہلِ قلم و صاحبانِ اثر

جدید ماہواری رسالہ "رفیع الزمان" جس مین موجودہ اصول درایت و تحقیق فلسفیانہ و آثار و جغرافیہ کے مطابق مذہب اسلام پر خصوصاً اور عام مذاہب پر عموماً تبصرہ کیا جائیگا اور جو یورپ کے اورنٹیل سوسائٹی کے موقت الشیوع رسالے مثل میر اسلاما (پیٹروگراڈ) ریویو روماند مسلمان (پیرس) دور اسلام انیڈ دی کلٹر و اسلامکے اورنٹ (اسٹراسبرگ) مسلم ورلڈ (لندن) ڈائی لٹڈی سلامسکے (برلن) کیطرح ہندوستان کی اس جماعت کے خیالات کا آئینہ ہوگا جنکے دماغ علوم دینیہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مغربی علوم کی معرفت سے منور ہین اور جنکے لیے ابتک کوئی ذریعہ انکی بے بہا تحقیق کے حصول اور اشاعت کا نہ تھا۔ پس بذریعہ اس اعلان کے ایسے حضرات کی خدمت با ادب التماس ہے کہ منتظمین رسالہ ہذا کی طرف سے انکے ہر مضمون کے معاوضے مین جو قبول کیے جائین گے بحساب فی صفحہ (جس مین اوسطاً ۲۱ سطر ہون اور فی سطر ۲۰ الفاظ ہون) ایک روپیہ معاوضہ نذر کیا جائے گا۔ کوئی مضمون سولہ ۱۶ صفحہ سے کم اور بیس ۲۰ صفحہ سے زائد نہ ہو۔ اور اپنے موضوع کی مفصل بحث پر ختم ہو۔ بطور نمونہ چند موضوع درج کیے جاتے ہین۔ یہ بھی واضح ہو کہ اس رسالے کا مقصد طبقہ فلاسفہ و محققین مین اشاعت اسلام ہے خصوصاً یوروپین مستشرقین کے اسلام پر اعتراضات کا جواب ہے۔ اس لیے کوئی بحث جو اس مفاد اور منشا کے خلاف ہو وہ قطعاً نظرانداز کی جاویگی۔ لیکن اس کے ساتھ واعظون۔ روضہ خوانون اور ملایون کے عامیانہ اور بے سروپا باتون پر بھی توجہ نہ کی جائیگی۔ مضمون نگار کو اپنے پتہ کا ایک ٹکٹ لفافہ مضمون کی واپسی کے لیے بھیجنا چاہیے ورنہ مضمون واپس نہ کیا جائے گا۔

قرآن (۱) قوم عاد و ثمود کی تحقیق عرب کے موجودہ آثار کی روشنی مین (۲) ہامان (وزیر فرعون) بائبل اور قرآن مین (۳) جبل جودی یا ارارات (مستقر کشتی نوح) (۴) سد سکندری اور یاجوج ماجوج (۵) اوقات نماز (۶) دین حنیف (۷) سلیمان عفریت و ہدہد (۸) سیل عرم (۹) آل عمران (۱۰) ناسخ و منسوخ (۱۱) ہاروت و ماروت (۱۲) فرعون کا حشر (۱۳) اصحاب الرس (۱۴) اصحاب الکہف والرقیم (۱۵) اصحاب الفیل (۱۶) اصحاب الایکہ (۱۷) مدین (۱۸) احقاف (۱۹) سبا (۲۰) طور سینا (۲۱) الحجر (۲۲) مکہ وادی غیر ذی زرع مسجد الحرام (۲۳) مسجد الاقصےٰ (بارکنا حولہ) (۲۴) تحقیق لفظ شہید (۲۵) تحقیق لفظ شیطان ابلیس (۲۶) تحقیق لفظ عزیز مصر (۲۷) لیلۃ القدر (۲۸) لیلۃ الاسرے (۲۹) لیل شق القمر وغیرہ وغیرہ۔

حدیث (۱) تاریخ جمع حدیث (۲) اقسام حدیث (۳) علم الرجال موجودہ درایت و تحقیق کی روشنی مین (۴) ابوہریرہ

ڈیڈیکیشن

بنام

رئیس الاحرار العرب

سعد پاشا۔زاغلول المصری ایداللہ نصرہ وشکر اللہ مساعیہ

لاتقنطوا الدر من نیسر عقدہ

لیعود احسن بالنظام واجملا

LIBRARY
JUN 21 1972
UNIVERSITY OF TORONTO

IDARAH-I ADABIYAT-I DELLI
2009, Qasimjan Street,
DELHI-6 (India)

ممالک عرب


مراکش
الجزائر
طرابلس الغرب
مصر
نجد
الیمن
حضرموت
بوزانتی
راوندوز
موصل
حلب
خانقین
سرحد عرب بموجب صلح سیوری

مقدمہ

صلح نامہ سیورے کے مطابق جو خط عراق اور شام کے برطانوی اور فرانسیسی ادعات کے
ر عثمانی دولت کے بقیۃ السیف حصے کی حد بندی کرتا ہے وہ ایک خط مستقیم ہے. جو
اسکندرون مین داخل ہونے والے ایک چھوٹے دریا جیحون (یہ دریا ترکستان کے
یائے جیحون سے جدا ہے) اور کردواغ کے متوازی اسلیشیا کے مقام عثمانیہ
زانتی کے نقطہ سے شروع ہو کر وہان سے براہ راست سرحد ایران تک عرض البلد کے
ڈگری سے ملا ہوا کھینچ دیا جائے۔ اسمین حلب اور موصل کا بغداد ریلوے سیکشن جسمین
ب نصیبین شامل ہین ٹرکی سے جدا ہو جاتا ہے اور اس حد کے اندر راوندوز۔ اسکندرون
رہ ابن عمرؓ۔ اور رقہ بھی فرانسیسی اور انگریزی حلقہ اثر مین آجاتے ہین۔ ولیکن مرعش۔
نہ طرسوس وغیرہ ٹرکی کے پاس باقی رہ جاتا ہے۔

یہ خط جسکو ہم آیندہ راوندوز۔ اسکندرون خط کے نام سے بولین گے۔ ایشیائے عثمانی کو
بڑے ٹکڑون مین تقسیم کر دیتا ہے۔ ایک وہ جسمین غالب بلکہ کل آبادی ترک ہی
دوسرا جسمین آبادی کا زیادہ حصہ عرب ہے۔ اس تقسیم سے کردون کی پہاڑی قوم
انگریزی۔ فرانسیسی۔ ترکی اور ایرانی چار دولتون مین تقسیم ہو جاتی ہے۔ مگر چونکہ
دون نے کسی زمانے مین قومی امتیاز حاصل نہ کیا تھا انکی عشیرت کا جو حصہ ایرانی
ستان مین ہے وہ ایرانیون مین اور جو الجزیرہ بالائی مین (قدیم ارمنستان) ہے وہ

ترکون مین جذب ہوکر عملی طور سے ایرانی اور عثمانی بن گیا ہے - کرد جو شام اور عراق
حدود مین رہ گئے ہین وہ البتہ عربون سے نسلاً فرق رکھنے کی وجہ سے ان مین جذب
نہو سکین گے - عراق مین ولایت موصل جو ولایت بغداد سے ایک چھوٹی پہاڑی
جبل حمرین سے جُدا ہے اور شام مین ولایت حلب اسوقت تین قومون ترک و عرب
اور کرد کا آماجگاہ ہے - بعض جگہون پر تینون قومین ایسی مل جُلکر رہتی ہین کہ انکو کوئی جغرافی
خط انکو دوسرے سے جدا نہین کر سکتا - لیکن ان کی کمی بیشی پر بالفعل ان کے حدود
حسب ذیل ہین -

ولایت موصل مین مغرب کی طرف قرا داغ پہاڑ سے اربیل اور موصل کو چھوڑ
ہوا جو خط جبل سنجار تک کھینچا جائے گا اس کے اندر کرد قوم کی آبادی آجائے گی اور
اسمین البجہ - سلیمانیہ - چم جمال - کوئی سنجاق - رانیہ - راوندوز - عقرہ - عمادیہ اور
سنجار کے اضلاع شامل ہین - دوسرا خط جو اس خط اور دریاے دجلہ کے درمیان ہے
ہے اسمین ترک آبادی زیادہ ہے - یہ ترک عثمانی نہین بلکہ ان قدیم ترکون کے اولاد
ہین جو خلفاء بنی عباس کے زمانہ مین عراق مین آئے تھے - اسمین اربیل - کرکوک
کفری - خانقین - طوز خرماتلی - تازہ خرماتلے - وغیرہ ہین دجلہ کے پار تکریت - حمام علی
موصل مین عرب ہین - شام کے ولایت حلب مین انطاکیہ نفس حلب کو شمال
مین چھوڑ کر اسکندرون کی طرف ترک اور عنتاب کی طرف کردون کی غالب آبادی ہے
اسلیے اگر راندوز اسکندرون کا خط عربون اور ترکون کے درمیان امتیازی خط سمجھا
جائے تو عربون کے حصے مین غیر عرب آبادی کا (جس کے حقدار قومیت کی بنا پر ترک
ہو سکتے ہین) تقریباً ایک ملیون نفوس حصہ آجاتا ہے - جزیرہ عرب کی واقعی حدود ہی

لوغریب ٹرکی نے اپنے جواب صلحنامہ مین پیش کیا تھا اور جو اسکندرون اور خانقین
رحد ایران) کا خط ہے اور یہ خط جبل حمرین - دجلہ جبل سنجار - اور بالائے حلب خط منتہا - دمشتمل
سکندرون کا ہی جسمین صرف حلب - دیر الزور - موصل - تکریت جدا ہو جاتے ہین - اصلی سرحد جزیرہ عرب
یہی ہے

عرب سامی نسل کے لوگ ہین اور اس نسل مین یہودی - قدیم مصری - اہل کارتھج - ارامی کلدانی
ی ہین - چنانچہ عربون کی فتوحات کے بعد جب انکا قبضہ بحر اطلانتک سے دریاے سندھ
ب ہوگیا تو ایک مدت قلیل کے بعد عربی قوم پھیلکر عراق سے مراکش تک ہوگئی مگر ایران
ستان مین کبھی بھی عربون کو وہ وقعت حاصل نہوئی جو انکو عراق - شام - مصر - شمالی افریقہ
ن ہوئی تھی - اصل بات یہ تھی کہ ایران اور ترکستان کی عجمی قوم نسلاً عرب سے جدا تھی اور وہان
رچہ عرب کے عالمگیر مذہب نے پوری فتح حاصل کرلی - مگر ان کے زبان اور تمدن نے کبھی
یت حاصل نہ کی - اسکا سب سے بڑا سبب یہی تھا کہ سامی اور آریہ نسل پانی اور
ں کی طرح ایک دوسرے سے مل نہین سکتے -

عربون کی حکومت جو سات سو برس تک دنیا مین قائم رہی اور جنھون نے اپنے اقبال
ے زمانے مین غیر عرب کو اگرچہ وہ مسلمان ہی کیون نہون اوسی نظر سے دیکھتے تھے جس
ظر سے آجکل انگریز ہندوستانیون کو دیکھتے ہین - ان کے انحطاط اور زوال کے
مانے مین جب ان پر ترکون اور مغلون نے غلبہ کیا تو فطرتاً ان کو ترکون کے ساتھ اگرچہ
ہ ان کے ہم مذہب ہی تھے ویسی ہی کبیدگی اور نفرت رہی جو ایک خوددار قوم کو
ونا چاہیئے - جسطرح ایرانی ابتک حضرت عمرؓ کو جنھون نے انکی قومی جاہ وحشمت خاک
ین ملادیا تھا اچھے نام سے یاد نہین کرتے اگرچہ اب خود بھی مسلمان ہین - یا جس صورت

مین انگریز اور جرمن اگرچہ دونون ہم مذہب ہی کیون نہون ایک دوسرے کے ماتحت رہنے کو کسی صورت سے گوارا نہین کر سکتے۔ جن مین قومی خودداری کا احساس نہین جیسے ہمارے ہندوستانی مسلمان وہ عربون کے نقطۂ خیال سے کیا واقف ہو سکتے ہین یہ بات غالباً رضاکاران اور مجاہدین خلافت ترکیہ کے کانون کو نہایت عجیب معلوم ہوگی کہ عربان کا عموماً یہ قول ہے کہ ترکون کا عرب کی سرزمین پر کوئی حق نہین انھون نے انکی حکومت کو اُسوقت تک گوارا کیا جب تک کہ وہ خود بے دست و پا تھے اور خدا نے انکے لیے کوئی سبیل نہ نکالی تھی اور اب جبکہ ترک عرب سے نکل چکے ہین تو یہ مسئلہ ہمیشہ کیلیے طے ہو گیا کہ انگریز اور فرانسیسون کیوجہ کی طرح ترکون کی رجعت بھی ناگوار ہے۔ لیکن اگر یوروپ کی بالادستی کا بجز ترکون کے علاج نہین تو اسوقت بے شک وہ مرجح ہین۔

سرزمین عرب کی نسبت موجودہ جغرافیئین نے ہمیشہ غلطی کی ہے وہ شام اور عراق کو عرب کا حصہ نہین سمجھتے حالانکہ کیا طبعی۔ کیا سیاسی۔ کیا قومی۔ کیا جغرافیائی کسی حیثیت سے یہ خطہ عرب سے جدا نہین۔ اگر یہ کہا جائے کہ صحراے شام ان ممالک اور بقیہ جزیرۂ عرب کے درمیان قدرتی حد فاصل ہے تو جنوب کی طرف بھی اسیطرح صحراے ربع الخالی یمن اور عمان کو وسطی عرب سے جدا کر دیتے ہین۔ مگر وہ کون جغرافیہ دان ہے جو یمن اور عمان کو عرب سے جدا سمجھتا ہے ان ممالک کو عرب سے جدا سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا ہندوستان سے پنجاب اور بنگال کو علیحدہ سمجھنا۔ پس جزیرۃ العرب فتوحات قرن اولے سے ابتک اسی خطے پر شامل ہے جو خشکی کی طرف سے ایران اور ایشیاے کوچک کے حدبی علاقے سے طبعی طور سے جدا ہے اور پولیٹیکل حیثیت سے اس خط تک محدود ہے۔ جہانتک

ربی قوم آباد ہے - جزیرۃ العرب کی صورت یون واقع ہوئی ہو کہ اس کے شمال اور
نوب کے لق ودق صحراے - یعنی صحراے شام اور صحراے ربع الخالی کے ایک طرف زرخیز
شام وعراق ہے اور دوسری طرف یمن اور عمان ہے - بیچ مین نجد کا حدبی علاقہ جس کے
یک طرف تہامہ حجاز اور دوسرے طرف الحصار بحرین ہے - یہ سب ملا کر اور سب سے
نوب کوہستانی علاقہ حضر الموت کو لیتے ہوئے بقول پالگریو عرب کا تین چوتھائی حصہ زرخیز
ور ایک چوتھائی خشک ریگستانون پر مشتمل ہو جاتا ہے - جنھون نے عرب کے صحراؤن کو
سنکر یا اسکے کنارے کے خشک پہاڑون کو دیکھ کر اسکے اوپر تمام ملک کا اندازہ لگایا تھا
نھون نے تقریباً اب اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے - اس صورت مین عرب کی مجموعی
آبادی بھی کسی صورت مین ۱۵ یا ۲۰ میلون سے کم نہوگی -

اس ملک کو ترکون کے غفلت کے زمانے مین کوئی اقتصادی یا ملی ترقی نہین ہوئی
یہانتک کہ عربون کے آثار قدیم مین سے وہ چند قبور اور زیارات باقی رہ گئے ہین - جنکا محفوظ
ر کھنا ترکون کے نزدیک مذہبی فرض تھا - مگر عربی ملت - عربی علوم - عربی مدارس اور سب سے
زیادہ زمین کی خداداد زرخیزی کو کچھ ایسا مٹی کے تلے دبا یا کہ جب تک انھون نے خاک
پاک عرب کو اپنے بوٹون سے نہ جھاڑ لیا - بیروت کے صرف ایک عیسائی مشنری کالج کے
سوا جو عربون کے تمدن اور علوم کو اپنی خفیف ضیاء سے منور کرنے کی کوشش کر رہا تھا -
عربون کا کوئی ذریعہ دینی اور دنیوی نجات کا باقی نہ رہ گیا تھا -

سنہ ۱۹۱۷ء مین شریف مکہ کے خروج اور ترکون کے کوچ کی بانگ ورائے ایسی گونج
پیدا کی کہ مسلمانان عالم اور خصوصاً مسلمانان ہند اب تک یہ نہ سمجھ سکے کہ آیا یہ قافلہ اہلاء
کے کوچ کا بگل یا صور اسرافیل ہے یا ترکون کے سرزمین عرب سے اخراج کا مژدہ شادمانی ہے

مگر وہ کچھ عرب سے ایسے دور اُفتادہ ہین کہ ان کی لاعلمی اور شبہات اگر عربون کی اس ظاہرا بے وفائی سے مکدر کرکے ان کو نشانہ تیر ملامت بنائے تو اسمین نہ عرب کا قصور کہا جا سکتا ہے نہ مسلمانان ہند کا۔ یہان پر یہ بات فرو گذاشت نہ کرنا ہے کہ شریف مکہ نے اسوقت خروج کیا تھا جبکہ ترکون کی طرف سے حفاظت عرب کی بالکل مایوسی ہوگئی تھی اور یہ ظاہر تھا کہ عرب خواہ اُٹھتے یا نہ اُٹھتے ترک ان ملکون کو ہاتھ سے گنوا دیتے۔ قطع نظر اس بات کے کہ جمال پاشا کے نادر شاہی حکم اور انکا قتل عام عربون کی بغاوت کا سبب ہوا۔ عربون نے کم سے کم فاتحین کے ساتھ اپنے حقوق کو محفوظ کر لیا۔ جو شاید ایسا نہ کرے پر انکو اور ترکون دونون کو شام اور عراق سے محروم کر دیتا ۔ یہ دوسری بات ہے کہ فرانسیسون اور انگریزون نے اپنے عہد کی پابندی نہ کی اور اس شکایت مین عرب مسلمانان ہند کے ساتھ ہین۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربون کو حقارت سے دیکھنے یا بغض رکھنے والے کو وعیدین فرمائی ہین۔ ہمارے بعض جوشیلے مسلمانون نے اکثر عربون کے متعلق ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ ان کو خائن۔ وحشی۔ بد دین۔ جاہل۔ سلطنت کے لیے ناقابل۔ غرض ہر قسم کے ناروا الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ خاکسار مصنف نہ صرف عربون کا مداح ہے بلکہ عربون مین عرصہ تک رہنے کی وجہ سے انکی پولٹیکل سائیکالوجی کے سمجھنے کا پورا موقع بھی ہاتھ آیا ہے اور اسلیے اسنے جو کچھ اپنے اہل وطن کے خوان نعما پر عرب کی کھجورین چُننے کا تہیہ کیا ہے وہ غالبًا کل جدید لذیذ کے نظر ہی سے قبولیت کی عزت حاصل کرین گے۔ والسلام

بجنور یکم جنوری ۱۹۲۱ء

سید مقبول احمد
الہ آبادی

فہرست مضامین

پہلا باب

عرب قدیم

عربون کے صرف تمام مشہور مؤرخین مثل طبری - ابوالفدا مسعودی - ابوالفرج کا ہی نہین بلکہ یہودی رومی اور یونانی مؤرخون کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ عرب قحطان کی اولاد سے ہین جنکا سلسلہ جبر اور سام کی توسط سے حضرت نوح ابوالبشر ثانی تک پہونچتا ہے - ابوالفدا کا قول ہے کہ قحطان کی اولاد سے صرف اہل یمن ہین - لیکن دیگر مؤرخین قحطان ہی کو ابوالعرب کہتے ہین - عہد نامہ قدیم کی تاریخی حصص کے بموجب (جسکی روایت ہمارے نزدیک زیادہ قابل وقعت نہین) اہل مصر - اہل فلسطین اور اہل حبشہ اولاد کوش ہین جو حام کی نسل سے ہین - اسی بنا پر قدیم جغرافیہ دانون مثل

ڈایوڈورس - اسٹرابو - تالمی (بطلیموس) نے عرب کو جزیرہ کوش ہاکشتی کے نام سے تعبیر کیا ہی مگر چونکہ کسی عرب مورخ نے اہل حبشہ اور اہل عرب کو ایک نسل سے نہین مانا اسلئے ہم اس سے گذر کر خود عربون کی تحقیق کا مطالعہ کرین گے -

قرآن مین جن قدیم عرب قومون کا ذکر ہے - ان مین عاد - ثمود - طسم - جدلیس زیادہ معروف ہین ان کے متعلق الہام نے جو مختصر طور سے یہ بتایا ہے کہ عاد نے اپنے نبی ہودؑ اور ثمود نے اپنے نبی صالحؑ کو جھٹلایا اور وہ اپنی اس نافرمانی کے سبب سے عذاب مین مبتلا ہو کر معدوم ہو گئے (ثمود کا ذکر ثمودی کے نام سے ڈایوڈ درس اور پلائنی رومی جغرافیہ دانون نے بھی کیا ہے - عاد کی نسبت قرآن شریف مین یہ بھی ہے کہ وہ صحراے الاحقاف مین بستے تھے اور ثمود پہاڑون کو کھود کر گھر بناتے تھے ان کا نشان اب بھی مدینہ کے قریب مدائن صالح مقام پر پایا جاتا ہے) اس سے زیادہ عامی مفسرین اور عجائب پرستون نے جو حاشیہ چڑھایا ہے مثلاً شداد اور ارم کے فسانے وہ اگرچہ دلچسپی سے خالی نہین مگر تاریخی حیثیت سے فضول ہین - یہ فسانے غالباً یہودیون کی روایت بن ہداد بادشاہ سیریا اور قدیم عربون کے متخیلات سے مل جل گئے ہین جسکو مشتاقین قصص نے مذہبی رنگ دے کر اب تاریخی استدلال کا دروازہ بند کر دیا ہے -

ان افسانون کو چھوڑ کر جہان سے قابل اطمینان قول ملتے ہین وہ یہ ہے کہ قحطان کی اولاد عرب کے جنوب مین آباد ہو کر قوت پکڑتی گئی اور رفتہ رفتہ تمام عرب پر پھیل گئی - انسے پہلے قومین جو یقیناً عاد ثمود وغیرہ رہے ہونگے اور جو حوادث زمانہ اور آپس کی خانہ جنگیون سے معدوم ہو چلی تھین اسکی انھون نے جگہ لے لی - قحطان کی اولاد سے یعرب یمن کا بادشاہ ہوا اور جرہم حجاز کا - یعرب کی اولاد عرب العاربہ کے

نام سے مشہور ہے - حضرت ابراہیمؑ جو مسلمانون کے باپ کہلاتے ہین - عراق سے
ہجرت کرکے جب فلسطین اور مصر مین آئے تو مسلمانون کے روایت کے مطابق بادشاہ
مصر جو خود سامی النسل کا تھا یہ معلوم کرکے کہ حضرت سارہ حضرت ابراہیمؑ کی بہن ہین -
عقد کی خواہش کی - مگر بعد کو جب اسکو اپنی غلطی کا علم ہوا تو اسنے حضرت سارہ کو نہایت
عزت و آبرو سے رخصت کردیا اور اپنے ساتھ قرابت کے اشتیاق سے خود اپنی بیٹی
حضرت ہاجرہ کا عقد بھی حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کردیا - حضرت ہاجرہ سے حضرت
اسمٰعیلؑ پیدا ہوے اور ان کے چودہ۱۴ برس کے بعد حضرت سارہ سے حضرت اسحٰقؑ ہوے
غالباً حضرت ہاجرہ اور حضرت سارہ سے کسی بات مین ناچاقی ہوگئی اور وہ اسمٰعیلؑ
کو ساتھ لیکر بئر السبع (جو خاندان ابراہیمؑ کا مسکن تھا) سے جنوب ایک خشک وادی
مین جارہین - یہان حضرت ہاجرہ کی گریہ وزاری اور دعا سے خدا نے پانی کا ایک
چشمہ پیدا کردیا جو آب زمزم کے نام سے مشہور ہے - اس پانی کو دیکھ کر قبائل جرہم کے
لوگ بھی آکر آباد ہوگئے - اور وہان پر شہر مکہ آباد ہوگیا - حضرت اسمعیل نے خود جرہم
کی بیٹی سے نکاح کیا - اور ان کی اولاد عرب مستعربہ کے نام سے مشہور ہوئی - حضرت
ابراہیمؑ اکثر اپنی اولاد کو دیکھنے بئر السبع سے تشریف لایا کرتے - اور اسی دوران مین دنیا
کی سب سے پہلی مسجد یعنی بیت اللہ کو اپنے بیٹے کے ساتھ تعمیر فرمائی - حضرت اسمعیلؑ
کی اولاد مکہ پر قابض رہی اور انھین کے اولاد سے عدنان - فہر - قصی - ہاشم -
عبد المطلب رؤسار مکہ ہوے ہین جو قریش کے نام سے مشہور ہین - اور آنحضرتؐ
کے اجداد مین سے ہین - ان رؤسار مکہ کو مندرجہ ذیل شرف حاصل تھے - اوّل
دار الندوہ کی ریاست جسمین تمام بڑے بڑے امور کا تصفیہ ہوتا - ۲- لوا یعنی قومی علم کا صیغہ

۳- تولیت یا حجابت کعبہ - ۴- سقایا یعنی حاجیون کو پانی پلانا- ۵- رفادہ حاجیون کے ضیافت کا انتظام-

ملوک یمن جو یعرب کے نسل سے ہوئے ہین انھون نے بقول عرب مؤرخین ۳ ہزار سال تک حکمرانی کی- انکی چوتھی یا پانچوین پشت مین سبا یا عبد الشمس نے سبا کی بنیاد ڈالی اور کہتے ہین کہ اسی سے ستارہ پرستی کی ابتدا ہوئی اسی لیے ستارہ پرست ابتک سبائی یا صابی کے نام سے مشہور ہین - حمیر جو چھٹی یا ساتوین پشت مین ہوا ہے- اس کی موت پر سلطنت یمن دو حصّون مین تقسیم ہوگئی - ایک سبا دوسرے ظفر- رومی مؤرخ اریَن نے یمن کی دو سلطنتین سباتھ اور اوفر کا ذکر کیا ہے- وہ یہی دو سلطنتین تھین انھین ملوک یمن کی فہرست مین شدّاد- لقمان -بلقیس -اور ذو القرنین کے نام بھی ملتے ہین لیکن ان مین کسی کی نسبت کوئی محقق بات کہ آیا وہ واقعی یمن کے ملوک تھے نہین ملتی- خلاصہ یہ کہ ایک مدت تک یمن کی دو سلطنتین جُدا رہین تا آنکہ حارث نے پھر اُن دونون کو ملا کر ایک کر لیا- اور اسی کے وقت سے ملوک حمیری کا لقب تبّع چلا آتا ہے- مؤرخون نے لکھا ہے کہ ملوک حمیری سے ذو المنار نے حبش تک اور شمر نے ترکستان- ہتبّت اور چین کو فتح کیا- بلکہ کہا جاتا ہے کہ تبّت کا لفظ تبع ہی سے ماخوذ ہے-

اگر چہ ان ملوک یمن کے حالات پر افسانون کا تاریک پردہ پڑا ہوا ہے- لیکن اسمین شک نہین کہ زمانہ قدیم مین ملوک یمن بابل اور مصر کی طرح ایک متمدّن دولت کے نگران تھے - مارب کے سیل ارم کے متعلق جسکا ذکر قرآن مین آیا ہے- اسمین ہمکو تاریخی اثارون کی بنا پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی-

ایک زمانہ مین یقیناً مارب اور سبا بھی بابل اور نینوا کی طرح دُنیا کے معروف اور مشہور شہرون مین تھے۔ مارب کی شادابی اور سرسبزی کے متعلق مورخین عرب کا قول ہے کہ باغات اور جنگلات کی وہ کثرت تھی کہ مہینون کی راہ مین انسان مشکل سے آفتاب دیکھ سکتا تھا اور یہ تمام شادابی پانی کو اپنے اختیار مین کرنے یعنی بند ارم پر منحصر تھی جہان پہاڑون کے سیل اور چشمون کا پانی جمع ہو کر باقاعدہ تقسیم ہوا کرتا تھا۔ یہ بند دو پہاڑون کے درمیان پانچ فرسنخ کے دور مین بنایا گیا تھا۔ اور سنگی عمارت جس کے ٹوٹے پھوٹے نشانات اب بھی مارب کے قریب پائے جاتے ہین۔ اسقدر مضبوط خیال کیا جاتا تھا کہ لوگ اس سے ملا کر مکانات بنوانے لگے۔ ایک عرصے تک مرمت نہونے کے سبب سے اسمین شکستگی کے آثار پیدا ہوگئے۔ بعض دور اندیش قبائل انجام کو دیکھ کر وہان سے رخصت ہونا شروع ہوئے۔ حتیٰ کہ یہ بند ٹوٹ گیا اور تمام یمن کی خوشحالی غرقاب ہوگئی بعض یوروپین مورخ اس واقعے کو میلاد مسیح کے بعد کا بتاتے ہین۔

آخری بادشاہ یمن عمران جس کے زمانے مین یہ حادثہ پیش آیا تھا اسکے بعد مدت تک یمن مین بےنظمی اور تباہی پھیلی رہی۔ آخر کار تبّع ثانی کے نام سے دوسرا سلسلہ ملوک یمن کا شروع ہوا۔ اس سلسلے کے بادشاہان ممکن ہے کہ نہایت الوالعزم رہے ہین۔ مگر ان کے محیر العقول فتوحات جو بقول مورخین عرب کے تمام عجم چین منگولیا سودان۔ حبش پر حاوی تھے اگر میلاد مسیح کے بعد واقع ہوئے ہین تو اسکی شہادت کوئی تاریخ نہین دیسکتی ہان یہ ممکن ہے کہ انہین سے بعض ملوک یمن سے باہر دوسرے عرب خطون کو قبضے مین لائے ہون۔ اور یثرب (مدینہ) سے یہودیون کا اسیر کر کے یمن مین لیجانا لوٹنا ہر ہے کہ ملوک یمن طیطس فاتح یروشلیم کے بعد ہوئے ہین کیونکہ یثرب کے یہودی طیطس کے فتوحات سے

بھاگ کر مدینہ مین آباد ہوے تھے - یہودی اسیرون سے یمن مین یہودی اثر پھیلنا
شروع ہوا - آخری تبّع ذوالنواس جسکا پیشرو ایک نہایت ظالم اور فاسق شخص تھا -
اور اسکی یہ خاص عادت تھی کہ نوجوان لڑکون کے ساتھ فعل شنیع کرکے انکا گلا کٹوا کر باہر
محافظون مین پھینک دیتا ذوالنواس جو بہت خوبصورت تھا جب اسکی نوبت آئی تو وہ
کسی ترکیب سے خنجر چھپا کر اپنے ساتھ لے گیا اور اس ظالم بادشاہ کو قتل کرکے اسکا سر باہر
چوکیدارون مین پھینکدیا اور خود آپ بادشاہ بن بیٹھا - ذوالنواس یہودیون کے اثر سے
یہودی ہو گیا اور خصوصًا عیسائیون پر جنکی ایک مختصر آبادی نجران مین رہتی تھی نہایت
سختی کرنے لگا - قرآن شریف مین ان عیسائیون کو مومن کہا گیا ہے اور ذوالنواس کے ان کو
تنور مین ڈلوا دینے کا ذکر ہے - جب ان مظالم کی خبر اہل حبشہ کو پہونچی جو عیسائی مذہب تھے
تو انھون نے یمن پر ایک مہم ارباط کے ماتحتی مین روانہ کی - یہ فوج عدن کے قریب
اُتر کر یمن مین بڑھی اور ذوالنواس کو شکست دیکر تمام ملک پر قبضہ کر لیا - ذوالنواس
خود سمندر مین ڈوب کر مر گیا - ان تمام واقعات کی تائید کتبون اور اہل حبش کی تاریخون
سے بھی ہوتی ہے - یہ واقعہ غالبًا جسٹن قیصر قسطنطنیہ کے زمانے کا ہے -

ارباط کی مخالفت مین ایک دوسرا حبشی سردار جو اصل مین ایک رومی غلام تھا - اور
جسکا نام ابرہہ یا ابراہیم تھا اُٹھا - دونون سردارون نے آپس مین تلوار سے فیصلہ کرنیکا
تہیہ کیا - ابرہہ کے ناک پر ایک زخم لگا جس کے باعث وہ ہمیشہ اشرم یعنی پھٹی ناک والے
کے لقب سے مشہور ہو گیا - ارباط کو دھوکے سے ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا - اب
ابرہۃ الاشرم یمن کا حاکم ہو گیا - اور نجاشی حبش نے بھی اسکی سرداری کا اعتراف کر لیا
ابرہہ نے یمن مین عیسوی مذہب کی نہایت شد و مد سے ترویج شروع کی - صنعا

پاۓ تخت یمن مین ایک بڑا گرجا تعمیر کیا اور عربون کو مجبور کرنے لگا کہ وہ مکہ کا حج ترک کرکے اسکا حج کیا کرین - اہل قریش کو یہ بات ناگوار گذری اور ان مین سے ایک غیرتمند ایک رات صنعا کے گرجے مین جاکر اسکو ناپاک کرکے بھاگ گیا - صبح جب تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ اہل مکہ کا کام تھا تو ابرہہ بدلہ لینے کی غرض سے بہت بڑا لشکر جس کے ساتھ ہاتھی بھی تھے کعبہ کے ڈھانے کو چلا - اسوقت مین عبدالمطلب رئیس مکہ تھے - اون کے کچھ اونٹ اہل حبشہ پکڑلے گئے وہ ابرہہ کے پاس شکایت کے لیے آئے - ابرہہ نے ان کی بڑی تعظیم کی مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ یہ صلح کے ارادے سے نہین بلکہ اپنے اونٹ طلب کرنے کے لیے آئے ہین تو اسکو بڑا تعجب ہوا - عبدالمطلب نے کہا کہ اونٹ میرا ہے اور کعبہ کی حفاظت وہ خود کرے گا جسکا وہ ہے -

ایسے وقت مین خداۓتعالے نے ایک وبا بھیجی - کہتے ہین کہ یہ چیچک کی بیماری تھی جو عرب مین سب سے پہلے ظاہر ہوئی - قرآن شریف مین اسکا ذکر اصحاب فیل کے سورہ مین یون ہے کہ چڑیون کا ایک دل ان پر چھوٹی چھوٹی آتشی کنکریان مارتی تھین جسکی مار سے فوج کے لوگون کا جسم کھائی ہوئی کھیتی کی طرح کرم خوردہ ہوگئے -

اس غیبی تائید سے کعبہ اور حجاز پر عیسائی حبشیون کا پھر قبضہ نہوا - ابرہہ خود بھی اسی مرض مین مبتلا ہوکر مرگیا - ابرہہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے یقسوم اور مسروق یکے بعد دیگرے اسکے جانشین ہوے - واقعہ اصحاب فیل کے دو برس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوے -

اہل حبشہ کے مظالم جب ناقابل برداشت ہوگئے تو عربون کا ایک دفد اہل فارس کی امداد حاصل کرنے کے لیے کسرے کے دربار مین گیا - کسرے نے

اس وفد کی طرف توجہ نہ کی اور ان کے سردار سیف کو کچھ انعام دے کر رخصت کر دینا چاہا۔ مگر سیف نے انعام لیتے ہی اسکو تمام حاضرین پر تقسیم کر دیا۔ اور یہ کہا کہ جس کے یہان خود سونے چاندی کی کانین ہون اوسکو ان روپیون اشرفیون کی کیا پروا۔ کسریٰ نے اسکو سُنکر اپنا ارادہ بدلدیا اور اس کے ہمراہ ملک کے ان قیدیون کو جو واجب القتل تھے ساتھ کر دیا کہ اگر یہ مارے جائین تو گویا انکی جزا ہو جائے گی اور اگر زندہ رہے اور فتح کر لیا تو سلطنت عجم مین ایک ملک کا اور اضافہ ہو جائیگا۔

سیف ان چار ہزار قیدیون کو لے کر عدن مین اُترا۔ اہل حبشہ سے لڑائی ہوئی جسمین مسروق ایک ایرانی سردار بہرازکے ہاتھ سے مارا گیا اور اسکی تمام فوج پراگندہ ہو گئی ایرانیون کے عمل دخل کے بعد کسریٰ کی طرف سے سیف حاکم مقرر ہوا حبشیون پر سختی کرنے کی وجہ سے کچھ عرصے کے بعد حبشیون نے ایک سازش کر کے اسکو قتل کر دیا۔ اسکی جگہ بہراز قائم ہوا اور اس نے اسکے بدلے مین یمن کے تمام حبشیون کو ہلاک کرا دیا۔ اسی طرح کسریٰ کی طرف سے یمن پر حاکم مقرر ہوتے رہے تاآنکہ باذان انحضرتؐ کے وقت مین اسلام لایا۔ اور عجمیون کا تعلق منقطع کر دیا۔

سلطنت حیرہ سیل ارم کے بعد بعض قبائل جو یمن سے نکل کر عرب کے دوسرے خطون مین آباد ہو گئے تھے۔ ان مین سے بنی طے نجد مین اور بنی خزاعہ نے مکہ کے قرب و جوار مین بود و باش اختیار کی۔ مالک اپنے قبیلہ ازد اور خداعی کو لیکر بحرین اور یمامہ مین جا رہا اسوقت عجمی حکومت عراق مین ضعیف ہو رہی تھی۔ ان قبائل نے یکبارگی عراق پر حملہ کر دیا اور دجلہ اور حلوان تک ملک کو فتح کرتے چلے گئے۔ آخرکار جب انکو عجمی شاہنشاہیت کے مقابلے مین ہٹنا پڑا تو اُنھون نے زیرین فرات کو اپنا مستقر

بنالیا - جہان کچھ عربی قبائل جنکو بخت نصر بادشاہ بابل شمالی عرب سے اسیر کرکے لایا تھا پہلے سے آباد تھے - مالک جوان قبائل کا سرگروہ تھا اسنے اپنا پایۂ تخت پہلے انبار مقرر کیا اور اسکے بعد حیرہ کو - یہ دونون مقام زیرین دجلہ اور فرات کے درمیان شط الحی پر واقع ہین اسی دریا پر اسلامی شہر واسط بھی آباد ہوا تھا - ملوک حیرہ کی ابتدا غالباً میلاد مسیح کے دوسری صدی مین ہوئی ہے - اور خلافت حضرت عمر رض تک انکی سلطنت باقی رہی - یہ ملوک بعد کو عجمی اثر مین آگئے تھے - مالک نے اپنی سلطنت کے اندر بت پرستی کو رواج دیا - ایکبار جب کہ وہ بھیس بدلکر باہر پھر رہا تھا ایک شخص سلیمہ کے تیر نے اتفاقاً اسکا خاتمہ کردیا - جذیمۃ الابرش اسکے جانشین نے اپنی سلطنت کو بحرین اور نجد تک بڑھالیا - اسنے سب سے پہلے عرب مین فوج مرتب کی ہے اور پہلا شخص ہے جسنے منجنیق کا استعمال کیا ہے - ملوک اہل یمن نے اس کے ملک پر حملہ کیا اور اسکو ہزیمتین اُٹھانی پڑین مگر خود اہل یمن کے فوج مین نفاق پھیل جانے کی وجہ سے اسکی سلطنت پر کوئی حادثہ نہ آیا -

جذیمہ کے بعد عمرو جو اسکا نواسہ اور قبائل بنی لخم (یہ قبیلہ اب بھی دریاے دجلہ کے کنارے آباد ہے اور اب اسکو بنی لام کہتے ہین) کے رئیس کا بیٹا تھا بادشاہ ہوا اور اسی سے قبائل بنی لخم کا سلسلہ شروع ہوتا ہے - عمرو نے شام کی عربی ملکہ سے جذیمہ کے خون کا بدلہ لیا - جسکو اسنے دھوکے سے مرواڈالا تھا اور اس کے بعد اسکی سلطنت بھی اپنی سلطنت مین شامل کرلی - انھین ملوک مین نعمان نے شام کے اور ممالک بھی فتح کیے اور اپنے ملک کو شاداب اور سرسبز بنانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا - اسی کے بنوائے ہوے دو عالیشان محل خورنق اور سدیر ابتک عرب مین ضرب المثل ہین - یہ نعمان بہرام گور کا اتالیق بھی تھا کہتے ہین کہ اپنے شاہی مہمان کے خاطر یہ دو محل اسنے تعمیر کرائے تھے -

بادشاہان حیرہ کے آخری مشہور بادشاہون مین سے منذر اول اور منذر ثانی ہین جنھون نے نوشیروان اور قباد کی رومیون کے خلاف نہایت قابل قدر امداد کی اور رومی معترف ہین کہ اسوجہ سے انکو پچاس برس تک راحت اور امن نصیب ہوا۔

منذر ثالث کو قبیلہ بکر نے اسیر کر کے حارث کو اسکی جگہ پر بٹھایا۔ اسوقت ایران کی کمزوری اور بدنظمی سے سلطنت حیرہ بالکل خود سر ہوگئی تھی۔ حتیٰ کہ آخری بادشاہ منذر خامس کے زمانے مین مسلمانون نے عراق کی حکومت مین اسکو بھی شامل کر لیا۔

سلطنت غسان انھین قبائل ہین مین سے جو شمال و مغرب کی طرف گئے وہ دمشق کے قریب غسان ایک مقام کی سرسبزی اور شادابی دیکھ کر وہین رہ پڑے۔ ان پر کچھ عربی قبائل پہلے سے قابض تھے۔ خصوصاً ایک قبیلہ صالح جو عیسائی ہو گیا تھا اور جسکو رومیون نے شام کی سرحد کے محافظت کے لیے مقرر کیا تھا۔ ان نوواردون سے کسی معاملے مین غالباً خراج کے دینے دلانے مین جھگڑا ہو گیا۔ اور انھون نے قبیلہ صالح کو نکالکر انکے بہت سے امرا کو قتل کر ڈالا اور ان کی زمین پر قبضہ کر لیا۔ یہ فاتح قبائل اوس اور خزرج کے تھے۔ اور انکی حکومت میلاد مسیح کے ۳۰ برس بعد سے خلافت حضرت عمرؓ تک تقریباً ۶۱۹ برس رہی اور اسمین ۳۲ یا ۳۰ سلاطین گذرے ہین۔ ان سلاطین نے مذہب عیسوی اختیار کر لیا اور سلاطین حیرہ کے خلاف رومی سلطنت کے حلیف تھے۔

آخری بادشاہ غسان جبلہ مسلمان ہو کر مدینے مین رہنے لگا تھا مگر ایک بار اسنے غصّے سے حالت حج مین ایک حاجی کے طمانچہ مار دیا جسکا پیر بھولے سے اسکی چادر پر پڑ گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مساوانہ فیصلہ سے سرتابی کر کے مرتد ہو گیا۔ اور وہان سے بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا۔

سلاطین غسان نے دمشق پر بھی حکومت کی ہے - چنانچہ پولوس نے دمشق کے بادشاہ عرب کا ذکر کیا ہے - ایکبار ہرمز نے ان عیسائی عربون سے خراج طلب کیا لیکن اُنھون نے روم کی مدد پر انکار کر دیا اور دلیری سے اسکا مقابلہ کیا - عراق کی سرسبزی کو پامال کرتے ہوے ہرمز اور اسکی فوج کو گھیر کر تباہ کرڈالا - لیکن بعد کو شاپور نے جسکو عرب ذوالکتف کہتے ہین (یعنی وہ قیدیون کے کاندھون کو چھید کر رسیون سے اکھڑوا کر اذیت دیا کرتا) عیسائیون سے نہایت بے رحمانہ بدلہ لیا اور عربون کو قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ تک پہونچ گیا -

ملوک یمن - حیرہ اور غسان کے علاوہ اور بھی قدیم عربی سلطنتین تھین - اور ان کے امرا اپنی شان و شوکت کے لیے مشہور تھے - اس زمرے مین بنی کندہ - معاد - بنی کلاب کے سلاطین ہین - اگرچہ تاریخ نے زیادہ تر انکی آپس کی خانہ جنگیون کا ذکر کیا ہے - مگر انکا بڑی طاقت کے مقابلے مین قائم رہنا اور مخالف قوم کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صرف قبیلون کے شیخ نہ تھے - بلکہ متمدن حکمران کی حیثیت رکھتے تھے - یہان یہ بات بھی قابل ذکر ہو کہ سلاطین عرب کی فہرست مین بہت سے اولوالعزم عورتون کے نام بھی ملتے ہین - بلقیس ملکہ سبا سے تو عوام واقف ہونگے مگر یہ نہ جانتے ہونگے کہ یمامہ کے ملک کا نام وہان کی حکمران عورت کے نام پر رکھا گیا ہے کتاب ایوب مین جہان اس بات کا ذکر ہے کہ صابیون نے انکی مویشی لوٹ لیے تھے وہان کلدانی مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان صابیون کی رئیسہ ایک عربی ملکہ لیلےٰ تھی - معادیہ کے نام کی کئی اُمرا عورتون کا ذکر دوسرے مفسرین توریت نے بھی کیا ہے - جب اہل غسات نے قسطنطینہ کا محاصرہ کیا تو رومی شاہنشاہ کی مدد کے لیے ایک

فوج ایک عربی ملکہ کے طرف سے گئی تھی - آخر مین عربی شاہزادی زینوبہ (زینب) کے معرکہ رومی قیاصران کے مقابل مین بھی قابل ذکر ہین - یہ ملکہ پترا کی تھی جسکا ذکر آگے آتا ہے -

ملوک بنی اسمٰعیل قدیم زمانہ سے فلسطین اور مصر کے سرحد دار بنی اسمٰعیل کے رہا کرتے ہین ان کے بے شمار لڑائیان مصریون - کنعانیون - اسوریون سے ہوئین جسمین آخر دشمن انسے عاجز ہی رہا - ڈایوڈورس نے لکھا ہے کہ تیرہ سو برس قبل میلاد مسیح سیسوطرس بادشاہ مصر کو انھین کے خوف سے جزیرہ نما سینیا کی سرحدات کو مستحکم کرنا پڑا - یہی بنی اسمٰعیل کے امرا تھے جنھون نے حضرت موسےٰؑ اور بنی اسرائیل کو اپنے زمین عدوم سے فلسطین مین گذرنے کی اجازت نہین دی - جب حضرت داؤدؑ کا زمانہ آیا تو انھون نے انپر کچھ دنون کے لیے تسلط پاکر بنی اسرائیل کی فوج محافظت کے لیے مقرر کی تھی لیکن حضرت سلیمانؑ کے بعد وہ خودسر ہو گئے - بخت نصر نے جب القدس پر حملہ کیا تو بنی اسمٰعیل نے بھی اسکی مدد کی تھی -

باوجودیکہ ان کے اردگرد بابل - اسور - ایران - یونان کی عظیم الشان دولتین پیدا ہوئین اور مٹ گئین مگر بنی اسمٰعیل کو تابع کرنے کی کسی کی ہمت نہ پڑی تھی جن سلاطین نے مثلاً بیلیس - سنشوسیا یا بخت نصر وغیرہ نے عرب کی حکومت کا دعوے کیا ہے - وہ صرف برائے نام چند قبیلون سے زیادہ نہ تھی انٹیاکس نے اپنے زمانے مین چار ہزار پیادے اور ۶۰۰ سوار بھیجے تاکہ ان اسمٰعیلیون کی سرزنش کرے جنھون نے اسکو خلیج اسفالیت (بحر مردار) سے زفت برآمد کرنے مین ہارج ہوے تھے مگر ان عربون نے سب کو گھیر کر فنا کر دیا - سکندر اعظم کے بعد جب اسکی سلطنت چار حصون مین منقسم ہوئی

تو شام و مصر کے حصے مین کچھ عرب کا بھی حصہ ترکے مین ملا تھا مگر وہ صرف چند سرحدی نخلستان یا بحر احمر پر دو ایک بندرگاہون سے زیادہ نہ تھا۔ میلاد مسیح سے دو سو برس قبل بنی اسمعیل یہودیون کے خلاف مصریون اور شامیون کو مدد دیتے رہے۔ ایک سو ستر برس قبل مسیح انکا رئیس حارث جنکو یونانی ارتیا لکھتے ہین فلسطین کی سرحد سے عمان تک حکومت کرتا تھا۔ مشہور یہودی مورخ یوسفس کے بیان کے بموجب حارث نے دمشق کے بادشاہ کو شکست دیکر بیت المقدس پر چالیس ہزار آدمیون سے چڑھائی کی۔ مگر بعد کو جب معلوم ہوا کہ رومی انکی مدد پر ہین تو وہ واپس چلا گیا۔ جب رومیون کا غلبہ مصر و شام سے فرات تک ہو گیا تو رومی والیون کو ہمیشہ ان اسمعیلی امرا سے جنگ کرنا پڑتی جسطرح آجکل سرکار انگریزی سرحد پر افغانی قبائل سے جنگ کرتی ہے۔

رومی تاریخ مین ان امرا کے نام ارتیاس (حارث) ملکاس (مالک) عبداس (عبیدہ) ملتے ہین۔ انتونی نے مالک کو شکست دیکر اسکو ملکہ کلیوپیٹرا کو خراج دینے پر مجبور کیا۔ مگر صرف تھوڑے دنون کے لیے۔ پلوتارک نے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اغسطس نے اپنی طرف سے ایک بادشاہ ان پر مقرر کرنا چاہا مگر انھون نے فوراً ہی اپنی طرف سے ارتیاس (حارث) کو مقرر کر لیا۔ یہ رومی سلطنت کے ساتھ صلح جو طریقہ سے رہنے لگا۔ اغسطس ہی کے زمانے مین رومی حاکم مصر نے یمن پر ایک مہم بھیجی۔ یہ ۸۰ جنگی جہاز ۱۳۰ جہاز باربرداری دس ہزار رومی سپاہ پانچ سو یہودی اور ایک ہزار اسمعیلی حلیفون پر مشتمل تھی۔ عربی راہبر نے دھوکہ سے بحر احمر کے نہایت مخدوش مقامات سے لیجا کر

موئلہ پر یہ مہم اتاری جسمین رومیون کے کئی جہاز غرق ہو گئے۔ موئلہ سے چلکر اس مہم کو مکہ اور مدینہ کے صحراؤن کو طے کرنے مین بڑی مصیبت پیش آئی لیکن آخرکار نجران پہونچکر اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ اہالی بھاگ کر پہاڑون پر چلے گئے۔ دہانسے کوچ کر کے یہ فوج عطا اور الزولہ مین داخل ہوئی۔ ان محاربون مین دس ہزار عرب کام آئے۔

اسکے بعد فوج مآرب کو بڑھی جو اسوقت یمن کا پایۂ تخت تھا۔ یہان پہونچکر فوج مین بددلی پھیل گئی۔ اور سپاہی نہایت پریشان ہو گئے۔ چند ماہ گذرنے کے بعد رومی فوج براہ جہاز اسکندریہ کو واپس آئی۔ لیکن راستے مین بنی اسمٰعیل کے حملون اور ملک کی دشواریون سے اسکا بہت بڑا حصہ ضایع ہو گیا۔ عربی راہبر دغابازی کے جرم مین قتل کیا گیا۔ رومی سردارون نے یمن کے متعلق جو رپورٹ کی ہے اسمین یمن کے کثیر باغون سونے کی کانون۔ شہد۔ موم۔ لبان و مُرہ اور دوسری خوشبودار مصالحون کی پیداوار کا ذکر کیا ہے۔ بعض یوروپین مؤرخین کا گمان ہے کہ مارب کے بند کو رومی فوج ہی نے توڑ ڈالا تھا۔

پترا جو بنی اسمٰعیل کے سلطنت عدومیہ کا پایۂ تخت تھا (یہ غالباً عربی الحجر کا ترجمہ ہے) سترہ سو برس قبل مسیحؑ سے زوال سلطنت رومہ تک یہ شہر نہایت پُر رونق اور مشرق اور مغرب کی تجارت کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ اسکی خوشحالی اور شادابی کی وجہ سے عرب کے باغ ارم شداد کا اشارہ شاید اسی طرف ہے۔ رومیون نے اپنے وقت مین اسکا کئی بار محاصرہ کیا لیکن ناکام رہے۔ آخرکار انکی سلطنت مٹنے سے اسکا بھی زوال شروع ہوا۔ اور رفتہ رفتہ اسکی قدیم عظمت ریگستانون مین

دب گئی - محاربۂ صلیبی مین اسی مقام پر ترکون اور مصریون کا خزانہ محفوظ رہتا تھا
رقیم جسکا ذکر کتاب یشوع مین ہے اور جس کے معنی الحجر یا پترا کے ہین - غالبًا یہی
جگہ ہے - عرصے تک گمان تھا کہ موجودہ قصبہ کرک جو فلسطین کے مغرب واقع ہے وہ
پترا کی جگہ واقع ہے - لیکن اب محققون نے اس سے پرے اس کے آثار ڈھونڈھ
نکالے ہین - اسکے چارون طرف اب لق ودق میدان ہے - اور اس کے اندر
یہ عظیم الشان کھنڈرات انسانی دل پر بہت اثر پیدا کرتے ہین -

قدیم عربون کی تمدنی اور اقتصادی حالت

عربون کی ہمیشہ دو قسم رہی ہین - ایک مدنی یعنی شہر کے رہنے والے لوگ - دوسرے بدوی یعنی بیابان
مین رہنے والے - قدیم زمانے سے یہی تفریق عربون کی نسل مین برابر موجود رہی
اور آجتک بھی اسی حالت مین باقی ہے - بدوی لوگ ہمیشہ شہر کے رہنے
والون اور انکی حرفت وزراعت کو حقارت کی نظر سے دیکھتے رہتے اور اگر
خود انہین کا کوئی شخص شہریون کی طرح رہنا اختیار کرتا تو وہ پھر ان کے سوسائٹی
مین داخل ہونے کے قابل نہین رہ جاتا تھا - بدویون کا سب سے بڑا معزز پیشہ
گلہ بانی ہے اور بھیڑ بکریون کی کثرت و قلت ان کی دولت کا معیار تھا - انکے
تعلقات شہر کے لوگون سے بہت کم ہوتے تھے اور ان کی ضروریات پوشش اور خورش
بھی عمومًا ان تکلفات اور آرائش سے خالی ہوتے تھے جو شہریون کے لیے مایۂ فخر ہوتین ہین انکی
خوراک کھجور یا اونٹ کا دودھ - اور انکا لباس اونٹون کی بالون کی عباؤن اور کرتون پر
منحصر تھا -

اسطرح سادہ زندگی بسر کرنے کے ساتھ نہ انکو عمدہ محلون کی اور نہ زمین اور باغ کی ملکیت

کی پرواہ ہوتی لیکن جس کی وہ سب سے زیادہ قدر کرتے تھے وہ انکی آزادی ہے۔ آزادی کے فطرتی شوق کے آگے انکے سامنے اہل شہر کے آرام اور آسائش کے سامان ہیچ تھے۔

بدوی بنی اسرائیل کے انبیاء اور جناب رسالتمآب کے زمانے سے لیکر ابتک اسی وضع و طریقے پر ہے چٹیل کف دست میدان اور خشک پہاڑیان جہان وہ بلا کسی پابندی کے گھوم پھر سکین انکو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہین جو چیز کہ ہماری آنکھون کے سامنے ایک ہو کا عالم ہوتا ہو وہ بدوی کے نظر مین سب سے زیادہ دلفریب اور راحت بخش منظر ہے۔ انہین اسکے جسمانی آزادی کے ساتھ خیالات کی آزادی بلند پروازیان کرتی ہین۔ وہ اپنے سادے خیمون کو تمام خوبیون کا منبع جانتا ہے۔ وہ شہرون کے سامان راحت اور تمدن کے مقابل اپنی ریگستانی آزادی کو کسی قیمت پر بیچنے کے لیے راضی نہین ہو سکتا۔ اسکا مقولہ ہے کہ انسان کی تمام آرزؤن اور خواہشون کا لب لباب اور جس نعمت سے بہتر خدا نے کوئی دوسری نعمت عطا نہین کی وہ تلوار، گھوڑا، باعصمت زن اور شاعری ہے۔ ابو الفدا نے ذکر کیا ہے کہ جب ایک بدوی عورت سے خلیفہ دمشق نے نکاح کیا تو وہ اپنے قدیم مسکن اور آزادی کی یاد مین بیقرار رویا کرتی اور ہجر پہ اشعار پڑھا کرتی۔

شمالی ریگستان کے بعض خطون مین بدویون کے ایسے قبایل بھی تھے جنھون نے گلہ بانی کا پیشہ ترک کر دیا تھا اور شہر بنا کر کے مثل شہریون کے رہنے لگے تھے۔ بعض تو زراعت کرنے مین مشغول ہو گئے اور بعض نے اپنے بازو کے قوت سے کمانے کا طریقہ یعنی آس پاس کے شہرون پر حملہ کرنا اور لوٹنے کا پیشہ اختیار کر لیا۔ جب رومیون کے اقبال کا زمانہ آیا تو ان کے شہرون پر بھی رومیون نے حملے کیے بعض کو تباہ و برباد کر دیا اور جو باقی رہے وہ اطاعت پر مجبور ہو گئے۔ کتاب عہد نامہ قدیم مین بھی یہ ذکر آیا ہے کہ بعض عرب قبایل

بادشاہ یہودا کو خراج دینے پر مجبور ہوگئے۔ جب انکی آزادی مین اسطرح خلل واقع ہونے لگا تو انھون نے خانہ بدوشی کو غنیمت سمجھا۔ جہان ان پر کوئی جابر بادشاہ کسی طرح غالب نہین آسکتا۔ ڈایوڈورس نے ذکر کیا ہے کہ نباطیون کے نزدیک (بنی اسمعیل) گھر بنانا۔ درخت لگانا۔ شراب پینا ناقابل معافی جرم تھا۔

شہریون کی حالت اُن سے بالکل مختلف اور جُدا تھی۔ وہ زمین کی ملکیت اور تقسیم اور کھیتی باڑی کے کامون مین کسی قدیم قوم سے پیچھے نہین ہین۔ اگرچہ ان کے اصول زراعت و فلاحت کی ہمارے پاس کوئی معلومات نہین۔ لیکن اسکی پوری شہادت ہی کہ ان کی تجارت کو خاصی ترقی تھی عربون نے اپنے گرد جزیرہ کے سمندرون مین سب سے پہلے جہاز رانی کی ہے اور وہ سب سے پہلی قوم ہے جس نے مشرقی تجارت کا دروازہ مغربی ممالک پر کھولا ہے حضرموت سبا۔ عمان قدیم سے تجارت کی عظیم الشان منڈیان رہی ہین وہ بحر احمر اور خلیج فارس حتی کہ بحر عرب کو متعدد بار عبور کرکے دوسرے ملکون مین پہونچے ہین۔ جسکا علم اسوقت تک اہل یورپ کو نہ ہوا تھا۔ انھین کی بدولت بنی اسرائیل کی قربانگاہ پر کثرت سے بخورات کا استعمال ہونے کی شریعت بن گئی ہے۔ اور انھین کے طفیل سے مصر کی لاشون کی ممیان بنتی تھی۔ مصر کے قدیم شہر عربون سے تجارت کیا کرتے۔ حضرت سلیمانؑ کے زمانے مین بحر احمر کی تجارت سے انکو خاص نفع تھا اور رومیون کے وقت تک اہل سبا کی تجارت گاہین ہندوستان اور دیگر مشرقی اشیاء سے معمور تھین اہل یمن کی تجارت کے متعلق صحف انبیاء بنی اسرائیل مین بھی کثرت سے ذکر پایا جاتا ہے۔ بنی حزقیل نے صور و صیدا کی تجارت کا جہان خاکہ کھینچا ہی اس سے پتہ چلتا ہے کہ کہانتک عربون کے ساتھ قدیم قومون کے تجارت و معاملات مشہور و معروف ہوگئے تھے۔ وہ کہتے ہین "اہل طرشیش بڑے تاجر ہین۔ اس سبب سے کہ ان کے پاس

بہت تجارتی سامان ہے - وہ چاندی - سونے - سیسہ - رانگا کے ڈھیر بڑے میلون مین تجارت کے خاطر لاتے ہین - اہل ویدان قیمتی کپڑے لاتے ہین - شام کے لوگ ہر قسم کی دستکاری مہیا کرتے ہین - وہ بڑے بازار مین لاجورد - زمرد - اور زردوزی کے کام کے عمدہ کتان - مونگے - زبرجد لاتے ہین - ایوب نے بھی ایسی ہی قیمتی اشیاء کا ذکر کیا ہے - مثلاً موتی - یاقوت زمرد وغیرہ - ڈایوڈورس کا تو یہ خیال ہے کہ یمن کے لوگ انتہا درجے کے مالدار تھے اور ان کے ملک مین کسی چیز کی کمی نہین - اسی طرح قدیم یونانی مورخ اگاتھرادس نے بطلیموس کے زمانے یعنی مسیح سے دو سو برس قبل یمن کی تجارت کا حال لکھا ہے - اس وقت عرب مصر اور ہندوستان کے درمیان سلسلہ تجارت کا واسطہ تھا اور عرب کے بندرگاہون مین یونانی ہندوستان کی اشیاء خریدنے آیا کرتے - وہ لکھتا ہے کہ سبا مین تمام چیزین جو زندگی کی آسایش کے لیے ضروری ہین پیدا ہوتی ہین - زمین مین اس کثرت سے خوشبودار مصالح کی پیداوار ہوتی ہے اور ہوا ان کی خوشبو سے ایسی معطر ہو جاتی ہے کہ اہل شہر گھبرا کر بدبودار چیزون کا استعمال کرنے لگتے ہین - وہ اپنا کھانا خوشبودار لکڑیون سے پکاتے اور آرام کے ایسے سامان قدرت کی طرف سے مہیا تھے کہ اُنکو کسی بات کی ضرورت نہوتی - اور اسی سبب سے انکا ملک خوش حال کہلاتا ہے - یمن کا ہر فرد بشر بادشاہ سے زیادہ غنی و دولتمند ہوتا ہے - ان کے گھر کے ستون سونے چاندی سے منڈھے ہوتے ہین - ان کے دروازے ہاتھی دانت کے بنے ہوتے اور ان کے استعمال کے برتن مین جواہرات لگے ہوتے ہین وہ اپنی روزمرہ کے استعمال کے چیزون کی نفاست مین دُنیا کے تمام لوگون پر فوقیت رکھتے تھے - دوسرے مورخون نے بھی اسی طرح یمن کی خوشحالی کا ذکر کیا ہے - ایرین نے اپنی کتاب سریلس مین ان کی نفیس پوشاکون ان کے چاندی اور سونے کے برتنون اور انکی

عورتون کے زیورون کی بڑی تعریف کی ہے۔ اسٹرابو نے ان کے سونے اور جواہرات کے کنگن اور ہار اور استعمال کے برتن جو سونے اور جواہرات کے بنے ہوتے ہین کی ایسی ہی تعریف کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یمن مین سونا اس کثرت سے دستیاب ہوتا ہے کہ اسکی قیمت تانبے اور لوہے سے ایک دو ہی حصہ زیادہ ہوتی ہے۔ یمن مین اسکے خالص ڈھیلے پہاڑون کے ذرون مین بقدر زیتون کے پھل کے ملتے ہین۔ ڈایوڈورس نے بھی ایسا ہی راگ گایا ہے۔ اگرچہ یہ باتین مبالغے سے بیان کی گئی ہین لیکن کچھ نہ کچھ اسکی اصلیت ضرور تھی۔ جو چیزین خصوصاً عربی ممالک سے باہر جاتی تھین اور جنکا رومی مورخون نے ذکر کیا ہے۔ اسمین سونا چاندی لوہا جست۔ رانگ۔ تانبا جس سے استعمالی برتن اور ہر قسم کے زیور بنائے جاتے تھے۔ ہاتھی دانت۔ کچھوے کی ہڈی۔ بلور۔ اصنام۔ کپڑے۔ عسکری لبادے۔ دھاری دار چادرین۔ ململ۔ ریشم۔ کتان۔ موٹے کپڑے۔ رنگے ہوے کمل۔ خوشبودار مصالحے جن کی دس بارہ قسمین تھین۔ پیریلس نے بیان کیا ہے کہ شہد۔ شکر۔ مرچ۔ آنکھون مین لگانیکا سرمہ نورا اور بندر وغیرہ اور اس قسم کی دوسری چیزین عربون کی تجارت کے ذریعے ہندوستان سے مغربی ممالک مین پہونچتی تھین۔

خود عرب کی پیداوار مین سے اوّل تو خوشبودار مصالحے ہین جو قدیم سے مشہور چلے آتے ہین اور جنکا ذکر بنی اسرائیل کے پیغمبرون اور قریب قریب تمام یونانی اور رومی مورخ نے کیا ہے۔ مر۔ لبان۔ ایک قسم کا تیل جس سے قدیم مین عطر نکالا جاتا تھا۔ بلسان۔ قہوہ آخر الذکر قدیم سے عرب مین پیدا نہین ہوا کرتا تھا۔ بلکہ اسکی پیداوار کثرت سے افریقہ مین ہوا کرتی تھی۔ خیال غالب ہے کہ حبشیون نے یمن مین اسکا رواج دیا ہے۔ مگر قرون اولے کے مسلمانون کو ان کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا اور نہ شریعت مین ضرور کچھ نہ کچھ اس کے استعمال کے

بارے مین ذکر ہوتا۔ انگور کی بھی کاشت عرب مین ہوتی تھی۔ لیکن بہت کم اور اسی واسطے عرب مین ہمیشہ سے انگوری شراب بہت قیمتی سمجھی جاتی تھی۔ ابوالفدا لکھتا ہے کہ عرب اپنے انگورون اور کھجورون پر رال لگادیا کرتے۔ شکر کے متعلق جو عرب ہندوستان سے لاتے تھے رومیون مین خیال تھا کہ یہ دانے درخت مین اُگتے ہین اور اسکا استعمال بہت دنون تک دوائیون مین ہوتا رہا۔ آخرکار اسلامی عربون ہی نے گنّے کی کاشت اور شکر نکالنے کے طریقے یوروپ مین رواج دیے۔ عربون کی تجارت کن کن ممالک سے تھی اور وہ کیا چیز باہر لے جاتے اور کیا چیز اپنے ملک مین لاتے اس کے بارے مین معلومات کافی نہین۔ لیکن انکی تجارت کو نہایت ترقی تھی اور وہ اس سے معقول نفع اُٹھاتے تھے اسکا ثبوت ان کے آرائش اور آسایش کے سامان سے ملتا ہے۔ جسکا قریب قریب ہر مورّخ نے ذکر کیا ہے ان کی دُنیا سے کثیر تجارتی معلومات اسی سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ صرف اپنی ہی ملک کی چیزین مغرب کی بازارون مین فروخت کے لیے نہ لے جاتے۔ بلکہ دوسرے ممالک کے تجارتی سامان بھی جنکے وہ وکیل ہوتے۔ جغرافی حیثیت سے عرب کا ملک ایشیا۔ یوروپ۔ افریقہ کی تجارت کا مرکز تھا۔ قدیم زمانے مین عربون کے تجارتی مراکز بحر احمر کے مغربی کنارے پر ارسنو۔ میوس۔ ہرسوس۔ ٹولیموس۔ بھترون۔ اور راورلیس جہان اغطس کے زمانے مین رومیون کی فوج رہتی تھی۔ یہ مقامات غالباً ۲۷ درجہ طول البلد مین واقع تھے۔

بحر عرب کے ساحل پر ایلانا یا ایرن گاہ ہوتے تقریباً ہزار میل خلیج کے نیچے اور راوسیلس ابنائے دہری یا باب المندب کے کنارے عدن قدیم سے ہندوستان اور عرب کے تجارتی مرکز تھے جو جہاز ابنائے باب المندب کو عبور نہ کر سکتے وہ اپنا سامان اسی بندر پر اُتارتے شاہنشاہ کلاڈیس نے اپنے زمانے مین اسکو تباہ کر دیا تھا کہ رومیون کے تجارتی امور مین

دوسری قوم مقابلے مین نہ آوے لیکن قسطنطین کے زمانے مین پھر یہ آباد ہوکر اپنی پرانی جگہ لے لی - کانے - سہار - موسکا مسقط بھی عرب کی مشہور تجارت گاہین تھین جہان سے خوشبودار اشیا باہر کو جاتی تھی - جرہہ خلیج فارس پر ایک اور مشہور مقام تھا - پلائمنی نے لکھا ہے کہ یہ شہر پانچ میل کے دور مین بنا ہوا تھا - اور اسکی دیوارین اور برج پتھر کے نمک سے بنے ہوے تھے - اگاتھر سائڈس نے یہان کی دولت کا مقابلہ سبا اور یمن سے کیا ہے -

عربون کی تجارت صرف سمندرون پر موقوف نہ تھی - سمندر کے خطرات و جہاز رانی کے مشکلات کے سبب سے وہ اپنا بہت سا تجارتی مال خشکی کے راستے سے دوسرے ملکون مین لے جاتے - اس لیے عرب مین اندرونی کاروانون کے راستے بھی موجود تھے - اہل جرہہ (اس مقام پر موجودہ جغرافیہ دانون کا خیال ہے کہ الاحسا بحرین کا پایۂ تخت القطیف آباد ہے) ریگستان کو عبور کر کے پترا - بصرے اور دمشق پہونچتے تھے - اور اسٹرابو نے لکھا ہے کہ اہل فنشیا کو خوشبویات اہل عرب سے تجارت ہی مین ملتی تھین جسکو وہ بحر روم کے بندرگاہون مین لیجاتے - اہل قریش یعنی اہل مکہ ہمیشہ اندرونی تجارت کے لیے مشہور تھے بلکہ انکی تجارت سے دولت پیدا کرنے کے باعث ہی انکا نام قریش یعنی پیسے والا پڑ گیا - جاڑے مین انکا قافلہ یمن مین جاتا اور وہان سے عدن اور موسے سے یمن اور ہندوستان کی قیمتی اشیا خرید کر دوسرے موسم مین شام لے جاتا - اور وہان سے قیمتی کپڑے اور مغرب کے سامان خرید کر کے مکہ واپس لاتا - اگاتھراسائڈس اور ڈایوڈورس نے اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ عرب مین ہر سال ایک مذہبی میلہ لگا کرتا تھا (جو یقیناً حج تھا) اور اس میلے مین ہر قسم کی تجارتی خرید و فروخت بھی ہوا کرتی -

ان اندرونی تجارتون کی ترقی اور گرم بازاری ملک کی پولٹیکل حالت پر موقوف

ہوتی - جب اہل فینشیا کی بحری تجارت کو زوال آیا تو مصر نے اسکی جگہہ لی - اور جو قافلے صور وصیدا کو جاتے تھے وہ اب اسکندریہ کی طرف جانے لگے اور اسکندریہ شرق کی تجارت گاہ بن گیا - جب رومیون نے مصر کو فتح کیا تو تجارت اور ثروت انکی طرف منتقل ہوگئی - رومیون کو عربی اشیاء خریدنے کا اسقدر شوق تھا کہ پلائنی نے شکایتاً لکھا ہے کہ سال مین چار لاکھ پونڈ صرف انھین فضول آرایشون پر صرف کیے جاتے ہین ہورس نے اپنے شاگرد کو بھی ایسے ہی طعنے دیے ہین کہ وہ بجائے فلسفیون کا طریقہ رکھنے یا سپاہیون کی وضع اختیار کرنے کے عربی آسائشون پر اسقدر بیجا صرف کرتا ہے - رومیون کے بعد عرب اسلامیون نے اور اسی طرح ان کے بعد اہل پرتگیز و لندیز اور انگریزون نے تجارت پر کامیابی حاصل کی -

غیر ملکون کے ساتھ ان رسل ورسائل کے باوجود عربون کا قومی طرز ہمیشہ بے لوث رہا وہ ویسے ہی آزادی کے دلدادہ اور رشیدا رہے اور دلیر و جنگجو ہونے کے باعث وہ ہر چیز کو جو ان کو اپنے دست بازو سے حاصل ہوسکے اسپر اپنا حق سمجھتے تھے - ان کا قول تھا کہ خدا نے ان کی قسمت مین قدرتی دولت کے زیادہ حصے کی جگہ جسمانی اور دماغی دولت دی ہے - اور اس کے ذریعے سے وہ اپنی پہلی کمی کے پورا کرنے کے حقدار ہین عرب فطری طور پر کینہ پرور - زود رنج - سخت طبیعت والے اور نام و نمود کے بڑے دلدادہ ہوتے ہین اور بعض اوقات ان کی بیجا خشونت یا مباہات قبائل مین تفرقے ڈالنے کو کافی ہوتی اور ان کے اندر آپس مین جنگ وجدال کا بازار گرم ہوجاتا - اس قسم کی قبائلی جنگ قبل اسلام دو ہزار سے زیادہ ہین - قبائل اوس اور خزرج مین چالیس برس تک جنگ قائم رہی اور بنائے خصومت یہ تھی کہ

سالبقت خیل مین ایک قبیلہ کے آدمی نے مخالف قبیلہ کے گھوڑے کو بھڑکا دیا تھا
اسی طرح جنگ البسوس جو بنو بکر اور بنی تغلب مین ایک اونٹ کے تھن کاٹنے پر ہوئی تھی
وہ تاوقتیکہ کے فریقین کے تمام مشہور آدمی کٹ نہ لیے ختم نہوئی - جنگ الفزاوت جسنے تمام
غسان مین آگ لگادی تھی وہ ایک بڑھیا عورت کے مکھن کے برتن اُلٹ دینے پر
پیدا ہوئی - عربون کا کینہ اُن کے اونٹون مین بھی پایا جاتا ہے - عمداً ضرر پہونچانے والے کو
نہ وہ اور نہ انکا اونٹ کبھی معاف نہین کرتا - قدیم عربون مین خون کا بدلہ پشتہا پشت
تک چلا جاتا تھا اور اس کے لیے صرف ایک شاعر کی رجز آگ لگانے کو کافی ہوتی ہے
سال مین چار ماہ یعنی ایام حج مین آپس کے قول و پیمان سے یہ جنگ بند ہو جاتی تھی -
یہ قول تمام عربی قبائل مین بجز ٹے اور کتھم کے قائم تھا - اور یہ رسم ہزارون سال مین
بجز دو ایک بار کے کبھی نہ توڑے گئی -

جہان عرب لڑائی کے وقت جنگجو اور خونریز ہوتے وہان وہ صلح کے ایام مین نہایت
متواضع اور مہمان نواز بھی ہوتے تھے - جس مسافر نے ان کے خیمہ پر پہونچکر ان کی امداد
یا مہمانی کی درخواست کی وہ صاحب خانہ کی خندہ پیشانی سے استقبال اور حمایت سے
کبھی مایوس نہ پھرتا - عرب اسکو صرف مہمان ہی نہین سمجھتا بلکہ اپنے خاندان کے ایک
آدمی کی طرح برتاؤ کرتا - وہ اسکی حفاظت مین اپنی جان لڑا دیتا - اور جب مہمان
رخصت ہوتا تو اُسکو دعائین اور زاد راہ کے توشے کے ساتھ کرتا - عرب کے لوگ اپنے
قول و پیمان کے بھی بڑے پکے ہوتے تھے - جسکو انھون نے قول دیا اسکے باطل ہونیکا
شک بھی دوسرے کے دل سے اُٹھ جاتا - قدیم مورخون نے انکی اس صفات حمیدہ کی
بڑی تعریف کی ہے - اگاتھر اساڈس نے انکو دنیا کے سب سے بڑے خلیق اور مہمان نواز

تبایا ہے۔ عرب شاعرون نے نہایت غیر متعصبانہ طور سے اپنے قوم کی جہان خوبی ہے اُسکو سراہتے اور جوان مین برائیان ہوتین اُسکو بھی وہ چھپا نہ رکھتے۔ چنانچہ داسطے کے خدمت مین ایک پُرانے عربی شاعر نے کہا ہے۔ اُنکے مرد بخششون کے لیے دل نہین رکھتے مگر انکی عورتین۔ عربون کی مہمان نوازیان صرف ان کے گھرون اور خیمون تک محدود نہ ہوتین۔ پہاڑیون پر آگ روشن کی جاتی تا کہ اسکی روشنی دیکھ کر راہ گم مسافر ان کے مکان تک پہونچ[۱] سکے۔

یہ آگ جتنی بڑی ہوتی اوتنی ہی صاحب خانہ کی قدر و قیمت ہوتی۔ اور ان کے آپس مین یہ رقابت رہا کرتی کہ کس کی آگ سب سے زیادہ جلتی ہے۔ ایک شاعر نے کسی کی تعریف مین کہا ہے "تیرے ہر وادی مین غروب آفتاب ہی سے آگ روشن ہو جاتی ہو اور تھکا مسافر اندھیری رات مین اسکی سُرخ علامات دیکھ کر اپنی تکلیف بھول جاتا ہے" نویری نے لکھا ہے کہ عرب ۱۴ مطالب کے لیے آگ کا استعمال کرتے تھے۔

سلہ بالکل ایسا ہی واقعہ ایک بار خاکسار کو پیش آیا۔ گرمیون کے موسم مین مین بغداد سے ایک مقام سعدیہ پر بنی تمیم کے شیخ سے ملنے گیا۔ مجھکو شام کو لوٹ کر مکان کو پہونچنا تھا مگر ان کے اصرار سے دیر ہو گئی۔ کیونکہ اُنھون نے بغیر شام کا کھانا کھلائے مجھے نہ چھوڑا۔ آفتاب غروب ہونے کے بعد مین گھوڑے پر سوار ہو کر واپس چلا تھا کہ اندھیرے اور چٹیل میدان مین بالکل راستہ بھولکر دجلہ سے بہت دور مغرب کو چلا گیا حتی کہ آدھی رات سے زیادہ گذر گئی۔ اور مجھے راستے کا کوئی نشان معلوم نہوا۔ دور سے ایک آگ روشن معلوم ہوئی مین نے اسکے قریب پہونچکر دیکھا کہ کسی بدوی عشیرت کے یہان دو چار خیمے پڑے تھے کتے نے بھونکنا شروع کیا اور فوراً خیمے سے ایک شیخ نے نکلکر مرحبا کہا۔ مجھے خاطر سے اُتار کر خیمے مین لیگیا۔ گھوڑے کی خدمت کی اور میرے سونے کا سامان کیا۔ صبح مجھے معلوم ہوا کہ مین بغداد سے بیس۲۰ میل دور نکل گیا تھا۔ بدوی مجھے بغداد لائن کے ایک قریب اسٹیشن سمیکا تک پہونچا گیا۔ اس بدوی کے پاس کوئی گلہ نہ تھا اور مجھے حیرت تھی کہ نہ جاڑے کی وجہ اور نہ بھیڑیون کی وجہ تھی پھر یہ آگ کیون۔ اب معلوم ہوا کہ صرف مہمانکو راستہ بتانے کے لیے تھی۔

جب یہ مسافر کے مکان سے نکلنے کے وقت روشن کی جاتی تو اس کے یہ معنی یے جاتے کہ خدا نہ کرے تم اس گھر مین پھر داخل ہو - ایک آگ اسوقت جلائی جاتی جب اپنے قبیلون کو یہ خبر کرنا ہوتی کہ لوگ لوٹ مار کرکے صحیح سلامت واپس آگئے ہین - اسی طرح جنگ کے پھیلنے کی خبر بھی آگ روشن کرنے سے دی جاتی - درندون کو دور رکھنے کے لیے آگ کا دوسرا استعمال تھا - شکار کے وقت ہرن کے آنکھون کو خیرہ کرنے کے لیے بھی یہ روشن کیجاتی اور ایک قسم کی آگ ہوتی ہے جسمین گندھک ڈالکر قول و پیمان کے وقت اس کے ثبات کے لیے دعا کرتے وقت روشن کی جاتی - قول کے توڑنے والے کی دغا بازی کا اعلان بھی آگ کے ذریعہ سے ہوتا -

قدیم عرب بعض اوقات حد سے زیادہ سخاوت کرنے کے لیے بھی ضرب المثل ہین - ان مین سب سے زیادہ مشہور شخص طے قبیلہ کا حاتم تھا - جسکی جود وسخا اب تک زبان زد خلائق ہے - جب آنحضرت صلعم کے سامنے قبیلہ طے کے لوگ کسی جہاد مین پکڑ کر آئے تو ان مین حاتم طائی کی لڑکی بھی تھی - آنحضرت صلعم کو جب معلوم ہوا تو آپ نے اُس کو رہا کرنے کا حکم دیا - لیکن اسنے محض اپنی ذاتی آزادی کے لینے سے تاوقتیکہ اس کے تمام اہل قبائل آزاد نہو جائین انکار کیا - آنحضرت صلعم نے آخر کار سب کو رہا کر دیا -

قدیم عربون مین جو چیز سب سے زیادہ قابل وقعت تھی وہ ان کی شاعری اور لسانی ہو جسطرح حاتم طائی اپنی سخاوت مین مشہور ہے - اسیطرح قس اپنی فصاحت کے لیے اسکے برجستہ خطبے کبھی تو مقفع عبارت مین ہوتے کبھی مسجع نظم مین ابو تمان جسنے حماسہ مین قدیم شعرا کے کلام کو جمع کیا ہے وہ دیباچہ مین لکھتا ہے کہ شعرا قدیم کے کلام جب نثر مین ہوتے تو گویا جیسے بکھرے ہوے موتی ہون اور جب نظم مین ہوتے تو ایسے جیسے موتی کے

کنگن۔ فصاحت وبلاغت مین ریگستان کے آزاد بدوی بہ نسبت شہریون کے زیادہ گوے سبقت لے گئے تھے جس قبیلہ مین شاعر پیدا ہوگیا گویا اُس کے اقبال کا دروازہ کھل گیا۔ اُس کے کارنامون کو بلند و روشن کرنا اس کے گھوڑون کی تعریف اس کے مہمانون کی تعریف۔ اس کے عورتون کی تعریف۔ غرضکہ قبائل شاعر کی بدولت زندہ رہتے اور قبائل ہی اپنی فیاضیون سے شاعرون کی ہمت بڑھاتے۔ شاعری کا عرب مین ایسا چرچا تھا کہ قبائل قبائل کے شعرا مجمع عام مین اپنے شعر سناتے اور اپنے ممدوح کے حسب ونسب اور اس کے کارنامون کو ایک [illegible]رے کے مقابل سبقت دینے کے لیے اپنی تمام فصاحت وبلاغت کا دفتر کھولدیتے۔ شاعرون ہی کی بدولت ہرایک قبائل اپنے نسب اور اپنے کارنامون کو سینہ بسینہ یاد رکھتا۔ طائف کے پاس عکاظ مین ہرسال ۲۰ دن کے لیے ایک بڑا میلہ لگا کرتا تھا۔ جہان تجار اپنے مالِ تجارت کے تبادلہ کے لیے جمع ہوتے تھے۔ ان مین شعرا کو سب سے زیادہ اپنی بلاغت کے جوہر دکھانے کا موقع ملتا۔ اور بعض اوقات ان کے جوش مین لانے والے اشعار اکثر قبائل کے نار حرب کو بھڑکانے کے لیے شرارے کا کام دیتے۔

انھین شعرا کے سحر بیانیون سے وہ مشہور قطعات ہین جو مذہبات یا سبعہ معلقات کے نام سے مشہور ہین کہا جاتا ہے کہ سات شعرا کے بڑی کے کلام سونے کے حرفون مین لکھ کر کعبے کے دروازے پر لٹکا دیے گئے تھے۔ اور شعرا کو صلاے عام تھی کہ اس کے مقابل کے شعر لکھین۔ قرآن کی فصاحت سے مات ہوکر آخر یہ اُتار لیے گئے۔ عمرو اور اور حارث نے بکر اور تغلب کی معمولی لڑائی کو شہرۂ آفاق بنادیا۔ اسیطرح عنتر اور زہیر نے عبس اور ذبیان کی لڑائی تاریخ بنادی۔ لبید اور امراء القیس عشقیہ شاعری

کے لیے مشہور ہین - عرب کی اس فطری لسّانی اور برجستگی کلام ہی کا نتیجہ ہے کہ عربی زبان نہایت کثیر اللغت معنی خیز اور خیالات کے اظہار کرنے والی ہو گئی ہو - کلدانی - ارامی - عبرانی - حمیری اور عربی زبانین سب ایک اصل سے ہین - حمیری زبان یمن مین بولی جاتی تھی اور خالص عربی قریشیون کی زبان سمجھی جاتی ہے - مگر ان مین آجتک جو زبان زندہ ہے وہ عربی ہے - عربی کی کثیر اللغاتی کا یہ حال ہے کہ صرف تلوار کے ہزار نام ہین - سانپ کے دُوسو نام اور اونٹ کے تین سو - فیروز آبادی مصنف قاموس نے شہد کی ۸۰ لغتین لکھی ہین - اور معنی خیز ایسی ہے کہ گھوڑے - پانی - بادل یا قدرت کی کسی چیز کی ہر حرکت اور حالت کے لیے ایک علٰحدہ عربی لفظ موجود ہے -

آنحضرت صلعم کے تولد سے پہلے تھوڑے دنون سے عربی رسم تحریر کا رواج ہو چلا تھا - اہل حیرہ اور غسان اس سے واقف تھے - یمن مین بھی اسکا رواج ہو چلا تھا جسکا ثبوت سبعہ معلقات کو مذہب لکھکر لٹکانے سے ملتا ہے - انبار کے رہنے والے معرا بن مرہ نے سب سے پہلے اس رسم خط کی بنیاد ڈالی جو خط کوفی کے نام سے مشہور ہو گیا ہے - اس کے تین سو برس بعد بغداد کے ابن مقلہ نے نسخی حروف کا رواج دیا مگر بعض سکون پر نسخی حروف ابن مقلہ سے پہلے کے لکھے ہوے پائے گئے ہین - یعقوب معتصم کے وزیر نے اسکو اور ترقی دی اور اسکو اس حالت پر پہونچایا جسمین عام طور پر اب یہ لکھا جاتا ہے حمیری زبان کا رسم تحریر کوفی سے جُدا تھا اور وہ زیادہ تر قدیم سریانی زبان سے ملتا تھا -

علم ادب کے بعد قدیم عربون کا دوسرا مایہ ناز علم ستارون کا علم تھا - لیکن اس علم کے وہ ایسے ماہر نہ تھے جیسے اہل مصر اور بابل - اور نہ وہ اسکو کسی اصول پر جانتے تھے - انکا علم زیادہ تر خود ان کے کھلے ہوئے میدان اور تارے بھرے صاف آسمانون کے متواتر

مشاہدون سے پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس علم کی ابتدا اہل سبا یعنی اہل یمن سے ہوئی ہو مگر اس مین شک نہین کہ عربون کا قدیمی علم ہئیت اہل بابل مصر اور ہندوستان کے علم سے بہت ہی کم تھا۔ قدیم عربون کی مصنوعات اور ایجادات کے متعلق غالباً بہت کم شہادتین بہم پہونچ سکتی ہین اگر انکا سامان آرائش جسکی تعریف مورخون نے کی ہے ان کے ملک کی دستکاریان تھین تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ ان کا کام کسی طرح ہندوستان اور مصر کے متمدن ملکون سے کم نہ تھا۔ ارین نے لکھا ہے کہ ایک قسم کی دھاری دار چادر (یمن کی مشہور بردیمانی) یمن مین بنائی جاتی تھی۔ عربون کے سلاح مثل دیگر قومون کے تیر و تلوار ہوتے تھے اور اس کے استعمال مین وہ اُستاد ہوتے تھے۔ ہیرو ڈوٹس نے ذکر کیا ہے کہ ان کے تیرون پر ایک قسم کا تیز پتھر لگا ہوتا تھا اور اسٹرابو نے لکھا ہے کہ وہ ایک قسم کی لمبی لکڑی جس کے سرے نوکیلے ہوتے تھے استعمال کرتے تھے (یہ غالباً نیزے ہونگے) لڑائی کے وقت تیر چلانے والے دو آدمی اونٹ پر اپنی پیٹھ ملا کر دو رُخ منھ کر کے بیٹھتے تھے تاکہ آگے یا پیچھے سے اچانک حملہ کا دفعیہ کر سکین

دنون اور مہینون کے شمار مین قدیم عربون کا اصول کسی قدر ناقص تھا۔ سنین کا شمار وہ کسی مشہور واقعات کی بنا پر کیا کرتے۔ مثلاً حضرت اسمعیلؑ سے آنحضرتؐ کی ولادت تک دس مشہور واقعات کے سنین اسطرح جیسے سنہ بنائے کعبہ۔ سنہ سیل ارم۔ سنہ اصحاب فیل کے طور پر یاد رکھے جاتے تھے۔ اور چونکہ بعض واقعات قبائلی شہرت سے زیادہ نہوتے اسلیے ہر قبیلے کے سیکڑون سن بے شمار چھوٹے بڑے واقعات کی ایک لمبی فہرست ہو جاتی۔

قدیم قومون کی طرح انھون نے بھی سال کو بارہ مہینے اور ہفتہ کو سات دن مین تقسیم

کر رکھا تھا - لیکن اُنکا سال بجاے شمسی کے قمری ہوتا ان قمری مہینون کے حساب سے سولہ برس کے اندر جو مہینہ گرمی مین پڑتا وہ جاڑے کا ہو جاتا اور اگر رویت ہلال مطلع صاف ہونے کی وجہ سے نہوتی تو ایک دن آگے یا پیچھے کی غلطی پڑ جاتی - عموماً انکا مہینہ ۲۹ اور ۳۰ کا یکے بعد دیگرے ہوتا اس حساب سے سال کے صرف ۳۵۴ دن ہوتے - قمری مہینون کے نام سب سے پہلے عرب مین کلیب قریشی نے مقرر کیے تھے - اور وہی قمری مہینے اسلام مین باقی رہے - اور تمام اسلامی ممالک مین پھیل گئے -

عربون کے اخلاق اور عادات مین اگرچہ بعض باتین بہت خوبی کی ہوتین مگر رسم و رواج کی ماتحتی مین ان مین بہت سی بیہودہ باتین بھی تھین - مثلاً لڑکا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے سوتیلی مان کو مدخولہ بنا لیتا شراب خواری اور حرام کاری پر بھی وہ مفتخر ہوتے اور عیب نہ جانتے تھے - اسٹرابو نے غالباً اسی واسطے لکھدیا ہے کہ عرب قبیلون مین بعض قبیلہ بالکل زناکار عورتون کا ہوا کرتا ہے*-

اس کے خلاف ان کی بیجا اور جاہلانہ غیرت بھی اس حد تک تجاوز کر گئی تھی کہ قریش اور بنی کندہ اپنی لڑکیون کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے - اس کے ساتھ ان مین اوہام پرستی بھی حد سے زیادہ تھی - کاہنون - معبدون اور سیاحون کی باتون کو وہ منزل من اللہ سمجھتے اور ان مین عجیب عجیب قسم کے شگون - فال اور ٹوٹکے بھی تھے - شوہر اپنے گھر سے نکلنے کے وقت ایک رسی مین گرہ دیجاتا اگر وہ گرہ ویسے ہی پائی گئی تو اطمینان ہوجاتا کہ عورت باعصمت رہی ہے - مرنے کے بعد مردے کے قبر پر اوسکا اونٹ باندھ دیا جاتا کہ روز محشر

* آجکل ایرانی کردستان مین کرد قبائل کے اندر بھی زندیون کے ایسے ہی قبیلے مع اپنے کدخدا - کلانتر اور ریش سفید کے ہوا کرتے ہین -

مین وہی سواری اُسکو کام دے۔ مقتول کی نسبت اُن کا خیال تھا کہ اس کے سر سے ایک چڑیا نکل کر ہر رات اُس کے خون کے انتقام کے لیے شور مچایا کرتی تا آنکہ مقتول کا بدلہ نہ لے لیا جاتا۔ ایک رسم ان مین تیرون سے فال نکالنے کی تھی اور وہ تیرون سے قمار بھی کیا کرتے تھے۔ المیسر ایسے ہی جوے کا نام تھا کہ سات آدمی ملکر ایک اونٹ خرید لیتے۔ پھر گیارہ تیر لیکر ان مین سات پر سات آدمیون کے نام لکھتے اور چار خالی چھوڑ دیتے وہ سب ایک تھیلے مین رکھے جاتے اور ایک دوسرا شخص اسکو نکالتا جس نام کے ساتھ خالی تیر نکلتا وہ حصے سے محروم رہتا۔ باقی تین آدمی اُسے تقسیم کر لیتے۔ تیر سے فال نکالنا جسکو الازلام کہتے تھے وہ یہ ہوتا کہ مخصوص تیرین تخانون مین رکھی رہتین اور جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا تو وہ پہلے بُت پر چڑھاوا چڑھاتا پھر اس کے سامنے ان تیرون کو آنکھ بند کر کے نکالتا اگر اس کے ہاتھ وہ تیر آتا جس پر لکھا ہوتا کہ خدا نے مجھے کام کرنے کا حکم دیا تو وہ کام کرتا اور اگر وہ تیر نکلتا جسپر لکھا ہوتا کہ خدا نے مجھے منع کیا ہے تو وہ کام نہ کرتے۔ اور اگر سادہ تیر نکلتا تو وہ پھر بُت پر چڑھاوا چڑھا کر ایسا ہی کرتے۔ ایسی فال اور قرعہ اندازی صرف عربون مین مخصوص نہ تھی بلکہ قدیم سے یونانیون اور کلدانیون وغیرہ مین اسکا رواج تھا۔ اور آجکل اگرچہ قرآن شریف نے المیسر اور ازلام کو شراب کی طرح شیطانی کام بتایا ہے۔ کتنے مسلمان ہین جو لاٹری اور فال لینے کو بُرا نہین سمجھتے۔ قدیم عربون کی اوہام پرستی کے ساتھ انکی بت پرستی لازم ملزوم تھی۔ بت پرستی مین عرب کچھ نرالے نہ تھے۔ سوا ے فلسطین کے چھوٹے خطے کے جہان خدا نے اولاد ابراہیم کی ایک نسل پر اپنی خاص برکتین نازل کی اور اپنی شناسائی کے لیے متعدد پیغمبر مبعوث کیے۔ بت پرستی تمام دنیا کا مذہب ہو گیا تھا

اور اسمین بھی شک ہے کہ حضرت موسٰیؑ کے وفات کے بعد خود بنی اسرائیل کی عبادت بجز سوختنی قربانی کے ۔ خالص عبادت الٰہی تھی یا نہین وہ بھی خدا کو مجسم تصور کرتے ۔ اور اُسکو کینہ پرور ۔ بڈھا ۔ زود رنج ۔ غرض ہر قسم کی افترا پردازیان کرتے ۔ عرب کے بت پرست بھی مثل دیگر بت پرست قوم کے ضرور ایک ایسی طاقت کے قائل تھے جو اس نظام عالم کے پیچھے ہے ۔ ایک قدیم عرب شاعر کہتا ہے ۔ کہ جب ہم اونٹ کی مینگنیان دیکھ کر یقین کر لیتے ہین کہ اس طرف سے کوئی اونٹ گیا ہے ۔ تو کیا ہم یہ یقین نہ کر لین کہ ان مخلوقات کا کوئی خالق بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا لفظ اسلام کے قبل کا ہے ۔ مگر انکا طریقہ عبادت حضرت اسمعیلؑ کے بعد ویسا سادہ نہ رہا ۔ دور جہالت مین ان کے سات بت خانے عرب مین مشہور تھے ۔ مکہ کا بت خانہ زحل کے لیے مخصوص تھا ۔ صنعا مین بیت غمدان زہرہ کے لیے ۔ حمیری لوگ آفتاب کی پرستش کرتے ۔ اور ایک بت خانہ آفتاب کے لیے مخصوص عدن مین تھا ۔ بعض قبائل چاند کی پرستش کرتے تھے ۔ انکا خیال تھا کہ ان کے رزاق یہی ستارے ہین اور ان کے اندر جو ملائک ہین انکی پرستش ان پر فرض ہے ان ملائک کے بت اللات ۔ العزہ اور منات عورتونکی شکل کے بنائے جاتے ۔ اور یہ اُنکو خدا کی بیٹیان کہتے ۔ اللات کا بت نخلہ طائف مین تھا ۔ العزہ قریش کا اور منات قبیلہ خزاعہ اور ہذیل کا بت تھا ۔

اس کے علاوہ ودّ قبیلہ کلب کا بت تھا ۔ سواع قبیلہ ہمدان کا ۔ یعوق ۔ ہبل ۔ یغوث ۔ نصر ۔ دوسرے مشہور بت تھے ۔ جنکا ذکر قرآن مجید مین ہے ۔ ہبل مرد کی شکل کا یاقوت کا بنایا گیا تھا اور یہ کعبہ کے چھت پر رکھا ہوا تھا ۔ اُس کے ایک طرف حضرت اسمعیلؑ اور دوسری طرف حضرت ابراہیمؑ کے مجسمے تھے ۔ کعبہ کے اندر کہتے ہین تقریباً

۳۶۰ بت جمع تھے - بعض فرقے ایسے تھے کہ وہ آٹون کے بُت بناتے جسکو وہ پوجتے اور جب بھوک سے تنگ ہوتے تو اُسی کو کھا جاتے - ہر ہر قبیلہ کا ایک بت تھا اور بُت پرستی کی یہانتک حد ہوگئی تھی کہ سفر مین کسی پتھر کو اُٹھا کر بُت بنا لیتے - عربون کے درمیان بعض فرقے ملحد بعض مسیحی اور بعض یہودی تھے - مدینہ طیبہ مین چند قبائل جو زمانہ طیطس سے بھاگ کر عرب آئے تھے اور یمن مین کچھ یہودی تھے - عیسائی مذہب غسان اور نجران مین پھیلنا شروع ہوگیا تھا مگر جسوقت مسیحیت نے عرب کی سرزمین مین قدم رکھا - اسوقت اسکی حالت عربون کی بت پرستی سے کچھ کم نہ تھی ان کے قسیس ریاکاری - غلاظت - جہالت اور بدمعاشی کے نمونہ تھے - عربون کو توریت اور انجیل کا کچھ علم نہ تھا کیونکہ یہ کتابین نہ اسوقت عربی مین ترجمہ ہوئین تھین اور نہ خود اسوقت عرب مین رسم تحریر پھیل چکی تھی -

۲
دوسرا باب

فتوحات عرب

حضرت مسیحؑ کے چھ سو برس بعد عرب مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا یعنی آنحضرت سرور کائنات رسول رب العالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب مین مبعوث ہوے اور اس خالص توحید کو جو ملت ابراہیمؑ کا مایہ فخر تھا - تجدید کرتے ہوے عربون مین ۲۳ برس کے اندر اتفاق - خودداری - قومیت مذہبی جوش کی ایک نئی روح پھونکدی جسنے ان کے بعد نصف صدی کے اندر مشرق سے مغرب تک عربون کے نام اور فتوحات کے دبدبہ کو چار دانگ عالم مین زلزلہ کی طرح محسوس کرادیا -

بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارے نزدیک تو اس نبی اُمّی (روحی فداہ) کا رتبہ* بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" ہے۔ لیکن چونکہ یہ کتاب کسی مذہبی نظر سے نہین لکھی گئی۔ آنحضرتؐ کے روحانی مراتب اور ان کے اخلاق اور شمائل کے ذکر جمیل سے اُسکو مجبوراً محروم ہونا پڑیگا۔ مختصر اور سادہ طور سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آنحضرتؐ عرب کے لیے۔ موسیٰؑ۔ داؤدؑ۔ ذوالقرنین اور مسیحؑ کا ایک مجموعہ* تھے۔ پس بحیثیت فاتح اور شاہنشاہ عرب کے جسمین انکی ذات داؤدؑ اور ذوالقرنین کے مقابل ہے وہی ہماری مدعا رہے گی۔ اور ہم ان کے زندگی کی مغازیات کو فتوحات جزیرہ عرب اور اُن کے خلفاء کے فتوحات کو فتوحات شام۔ مصر۔ عراق۔ عجم۔ اندلس وغیرہ کے مختصر عنوان سے اس باب مین بیان کرین گے۔

فتوحات جزیرۃ العرب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو قریش مکہ کی عداوت کی آگ اور بھی مشتعل ہوئی۔ جب اس کے پہلے مسلمانون نے حبشہ کو ہجرت کی تو اُن کو وہان بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ اُس وقت چھوڑا جب ان کے قتل کی تمام سازشین مکمل ہو چکی تھین۔ اسواسطے ان کے رسول کے ہاتھ سے صاف نکل جانے کا مایوسانہ غصہ پیدا ہونا لازمی تھا۔ مدینہ مین مہاجرین اور انصار کی جمعیت کے مقابلے مین کچھ پیش نہ جاتی تھی مگر دوسرے قبائل خصوصاً یہودیون کو مشتعل کرنے کے لیے ان کے مختلف وفود تجارتی کاروانون کے نام سے آتے جاتے رہے۔ آخرکار جب ان کی یہ چالین بھی مسلمانون کی سخت نگرانی کے باعث ناکامیاب نظر آئین تو انھون نے ایک بڑے

---

* کسی شاعر نے اسی مطلب کو کیا خوب ادا کیا ہے ؎

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری * آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

حملہ کی تیاری کی اور مدینہ منورہ کے قریب بدر کے میدان مین ان کی بڑی جمعیت جمع ہوئی - ادہر انکا قافلہ جو شام سے ابو سفیانؓ کی ماتحتی مین مال و اسباب لیکر واپس آرہا تھا اُسکو بھی خبر بھیجی گئی کہ وہ میدان بدر مین اس فوج سے ملجائے - تاکہ سامان رسد و بار برداری سے بھی استغنا رہے - آنحضرتؐ کو اُن کے مقابلے مین مدافعانہ کارروائی کرنے کی ضرورت پیش آئی - اور آپ مدینے کے مسلمانون کو جنکی مجموعی تعداد ۳۱۳ مردون کی تھی اور جسمین ۷۷ مہاجرین تھے لیکر مقابلے کے لیے باہر نکلے -

اُنکے مقابل کفار عرب کی تعداد تگنے سے متجاوز تھی - آنحضرتؐ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ بڑھے اور میدان جنگ مین نظر ڈال کر فرمایا "میرے بچو - مردون کی طرح دلیری سے لڑو - اپنی جماعت کو بکھرنے مت دو - اور اپنے تیرون کو چلاؤ - اور اے خدا جس کا تونے وعدہ کیا ہے پورا کر - اس کے بعد آپنے کنکریان اُٹھا کر کفار کی طرف پھینکین - اور جوش دلاتے ہوے میدانِ جنگ مین آگے بڑھے - مسلمانون نے آپ کی اقتدا کی اور ایک گھمسان لڑائی ہوئی - جسمین قریشیون کے پیر اُکھڑ گئے - اور وہ ستر قیدی اور ۷۰ مقتول جسمین ابو جہل بھی تھا چھوڑ کر بھاگ گئے - یہ فتح اسلامی عربون کی پہلی فتح تھی - اور اسکا ذکر قرآن شریف مین بھی آیا ہے - جہان ملائکہ کی امداد غیبی کا خدائے تعالےٰ نے ذکر کیا ہے -

اس شکست کے بعد دوسری مشہور لڑائی احد کی ہے - جہان قریشیون نے ۲۸۰۰ پیادے اور ۲۰۰ سوار کے ساتھ پھر اسلامی عربون پر حملہ کیا - مسلمانون کو اسمین بھی فتح حاصل ہوئی لیکن انھون نے فتح کی خوشی اور مال غنیمت کے شوق مین اپنے پیچھے کی حفاظت کا خیال چھوڑ دیا - حضرت خالدؓ جو اُسوقت مسلمان نہوے تھے - انھون نے موقع پا کر

مسلمانون پر پیچھے سے حملہ کرکے انکی ترتیب کو درہم برہم کردیا - اس ناگہانی حملہ سے اسلامی فوج مین سراسیمگی پھیل گئی اور لوگون کے پیر اُکھڑ گئے - آنحضرت اپنے چند ہمراہیون کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہے اور مدافعت کرتے رہے اور بھاگتے ہوے مسلمانون کو بھی لوٹنے اور لڑنے کے لیے اُن کو ہمت دلاتے رہے - جہان خطرہ دیکھتے وہان بلا کسی پس و پیش کے آپ آگے بڑھ جاتے - حتی کہ دشمنون کے تیر اور تلوارون کی کثرت سے آپ زخمی ہوئے اور ایک کافر کی اینٹ سے آپکا اگلا دانت بھی شہید ہو گیا - زخمون سے چُور ہوکر حضرت ایک خندق مین گر پڑے اور آپ کی زرہ کی کئی کڑیان آپکے رخسار مبارک مین گھُس گئین - طلحہؓ حضرت ابوبکرؓ کے بھانجے نے آپکی حفاظت مین اپنا ہاتھ قربان کردیا جب حضرت اپنی جگہ پر نظر نہ آئے تو کافرون نے مشہور کردیا کہ آپ شہید ہو گئے - مسلمان اس سے اور بھی حواس باختہ ہو گئے - حضرت عثمانؓ کو جب آپکے زندہ رہنے کا علم ہوا تو وہ تھوڑے سپاہی لیکر کفار عرب کے مجمع مین سے گھُسکر آپکو نکال لائے اور ایک علیحدہ مکان مین آپ کی مرہم پٹی کی - اس جنگ مین مسلمانون کے ۷۰ آدمی شہید ہوئے جسمین حضرت حمزہؓ آنحضرتؐ کے چچا بھی تھے - کفار قریش نے اگرچہ اچانک لڑائی کا رنگ بدل دیا تھا مگر انکی ہمت مسلمانون کی مدینہ تک تعاقب کرنے کی نہ پڑی - ایسے نازک وقت پر پیچھے سے ہر وقت یہودیون کے فساد پیدا کردینے کا خوف تھا - مگر خدا نے اپنا فضل کیا - کفار قریش بجائے تعاقب کے شہدائے احد کی لاشون کی بےحرمتیون مین مشغول رہے - حضرت حمزہؓ کا جگر نکالکر سفیان کی عورت ہندہ چبا گئی اور ان کے چہرہ کو کاٹ کر ابوسفیان نے اپنے نیزون پر بلند کرکے ہبل کی تعریف مین گیت گائے -

قریش کے واپس چلے جانے کے بعد یہودیون کی دغابازی پر انکو سزا دینی ضرور تھی
جنگ بدر کے بعد بنی قینوقہ نے ایک مسلمہ عورت کی اہانت کی اور اپنے زعم باطل مین یہ
کہا کرتے تھے کہ اگر وہ بدر کی جنگ مین شریک ہوتے تو کفار قریش کو کبھی شکست نہ ملتی
بالآخر انکی اس بیہودہ حرکتون کو مسلمان برداشت نہ کر سکے اور وہ ذلت کے ساتھ مدینہ
سے نکالدیے گئے۔ احد کی شکست کے بعد یہودیون نے اپنی قومی دشمنی کے بدلہ لینے
کا اچھا موقع سمجھا مگر قبل اسکے کہ انکا فساد نقصان پہونچاوے۔ بنی نضیر ذلت کے ساتھ
نکالے گئے۔ اب یہودیون کے بغض و عناد کی کوئی انتہا نہ رہی اور یہ یقینی امر تھا کہ احد
کے پانچوین سال قریشیون نے انھین کی سازش اور ایما سے مدینے کے محاصرے کے
لیے ایک کثیر فوج بھیجی۔ قریشیون کا یہ محاصرہ جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے۔
کیونکہ آنحضرتؐ نے بصلاح سلمانؓ فارسی مدینے کے گرد اگرد حفاظت کے لیے خندق
کھدوائی تھی۔ بیس دن کے ناکامیاب محاصرے کے بعد جب ہوا اور سردی کی شدت نا
برداشت نہوئی تو قریش خود بخود پسپا ہو گئے۔ پیغمبر صاحب صلعم یہودیون کی غداری کی
سزادہی پر متوجہ ہوے۔ بنی قریظہ نے ایک سخت مقابلے کے بعد صلح کی درخواست
پیش کی اور یہ شرط کی کہ خود ان کے حلیف اوس کے رئیس ان کے بارے مین جو حاکمہ
کرین گے انکو منظور ہے۔ چنانچہ سعدؓ بن معاذ نے حکم دیا کہ تمام یہودی قتل کیے جائین اور
ان کے بچے اور بوڑھے غلام بنائے جائین۔ حضرتؐ نے سعدؓ بن معاذ کے حکم کو سنکر فرمایا
کہ سعد نے بادشاہون کا سا حکم دیا ہے۔ مگر چونکہ خود انکی یہ شرط تھی۔ مطابق سعدؓ بن معاذ
کے فیصلے کے انکا قصہ پاک ہوا۔

ہجرت کے چھٹے سال آنحضرتؐ نے مکہ کے حج کی تیاری فرمائی اور اپنے ساتھ پندرہ ہزار مومنین

لے کر مکہ روانہ ہوئے - مکہ کے قریب حدیبیہ مین قیام کیا قریش آپکے مکہ مین داخل ہونے کے مانع ہوئے - مسلمانون کی طرف سے حضرت عثمانؓ مکہ مین گئے تاکہ قریش کا عندیہ معلوم کرین - ان کے قتل کی خبر مشہور ہونے پر مسلمانون نے ایک درخت کے نیچے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کی - یہ بیعت تاریخ مین بیعت رضوان یا بیعت تحت الشجر کے نام سے مشہور رہے - بالآخر حضرت عثمانؓ کے واپس آنے پر قریشیون سے صلح ہوگئی - جسمین مسلمانون کو دوسرے سال حج کی اجازت دیگئی بشرطیکہ وہ بے سلاح آوین - اور دس۱۰ برس تک کوئی جنگ نہ کیجائے - اس صلح سے قریش نے مسلمانون کی قوت کو تسلیم کرلیا جو ابتک کفار کے سامنے بہت ہی کم تعداد مین اپنی محافظت کے لیے متواتر جنگ کرنے کے لیے مجبور کیے جاتے تھے -

یہودیون کا ایک قبیلہ خیبر مین مسلمانون کے پہلو کا خار باقی رہ گیا تھا وہ اپنی آراضی کی زرخیزی اور اپنی قوت کے بھروسے پر فطرتاً مسلمانون کے لیے مارِ آستین سے کم نہ تھے - آخرکار پولیٹیکل وجوہات کی بنا پر غالبًا سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ خیبر کا قلعہ کفار قریش کے تجارتی راستے پر تھا - اور یہود اُنسے سازباز رکھتے اور یہ اُنکو پناہ گاہ اور کمین گاہ کا موقع دیتا - مسلمانون نے ایک بڑی جمعیت سے خیبر کا محاصرہ کیا - جسمین خصوصًا حضرت علیؓ کے کارنامے بہت معروف ہین - یہودی آخر مغلوب ہوئے اور ذمیون کی طرح رہنا اور اپنی زمین پر محصول دینے کا وعدہ کیا - یہ یہودی مدینے مین حضرت عمرؓ کے زمانے تک رہے - جب اُنھون نے اُنکو کسی غداری پر جلاوطن کردیا - اس کے بعد مسلمان مدینے اور اس کے حوالی مین بجاے پناہ گزین کے حاکم ہوگئے اور اب ان کے مقابل صرف اہل مکہ کے قریش تھے - جن پر حدیبیہ کے منور سے اچھی دھاک بندھ

چکی تھی - اور اُنھون نے خود بخود دس برس تک مسلمانون کو آرام سے رہنے کے لیے چھوڑ دیا
تھا اور جب مطابق شرط صلح کے حضرت دوسرے سال دو ہزار مسلمانون کے ساتھ مکہ کے
حج کو تشریف لے گئے تو قریش نے حج مین کوئی رُکاوٹ پیدا نہ کی آنحضرتؐ نے اب بادشاہ حبشہ
حاکم مصر - قیصر روم - کسرے فارس اور عرب کے روسا کو اسلام لانے کے لیے نامے لکھے جسمین
سوائے کسرے کے سب نے نہایت احترام سے نامہ کا جواب دیا - اور بادشاہ حبشہ اسلام
لایا - آنحضرتؐ نے حاکم بصرے غسان کو اسلام لانے کے لیے جو نامہ لکھا تھا - اس کے قاصد
حارث بن عمیر کو رومیون نے قتل کرا دیا - اس خون کا بدلہ لینے کے لیے ایک مہم تیار کیگئی
جسکے قائد زیدؓ بن حارثہ مقرر کیے گئے - آنحضرتؐ نے احتیاطاً فرما دیا تھا کہ اگر زیدؓ بن حارثہ
شہید ہو جاوین تو جعفرؓ بن ابی طالب انکی جگہ پر مقرر ہون اور اگر ضرورت پڑے تو ان کے بعد
عبد اللہؓ بن رواحہ - یہ فوجین فلسطین کے مغرب مطاء کے مقام پر حملہ آور ہوئین - اُدھر
رومیون نے ایک گران فوج مع غسانی عربون کے مقابلے کو بھیجی - ایک شدید جنگ
واقع ہوئی - حضرت زیدؓ اسلامی فوج کے آگے شہید ہو گئے اور جعفرؓ بن ابی طالب نے لوائے
اسلام کو سنبھالا - جنگ کرتے کرتے جب ان کے دونون بازو کٹ گئے تو اُنھون نے
جھنڈے کو سینے سے لگا لیا - حتیٰ کہ شہید ہو گئے - عبد اللہؓ بن رواحہ نے فوج کو سنبھالا
مگر وہ بھی شہید ہو گئے - اس کے بعد حضرت خالدؓ جنھون نے معرکۂ اُحد مین مسلمانون کی
صف کو اُلٹ دیا تھا اور اب مسلمان تھے - مسلمانون کی امارت لی اور اس دلیری سے لڑائی
ہوئی کہ دشمنون کو شکست ملی - کفار سر پہ پیر رکھ کر بھاگے - مسلمانون نے تعاقب کیا لیکن
رات درمیان مین حائل ہو گئی - مسلمانون کی فوج اول ہی سے رومی فوج کے مقابلے مین
بہت ہی کم تھی اور اب تو بہت سے شہدا کی وجہ سے اور بھی کم رہگئی تھی - صبح حضرت خالدؓ نے

اسلامی فوج کو اس ترتیب سے نکالا کہ رومی سمجھے کہ اور فوج پہونچ گئی اور وہ اپنا تمام سامان چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک کثیر مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ پڑا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس جنگ کی فتح مین پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سیف اللہ کا خطاب دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس جنگ مین ۹ تلوار آپ کے ہاتھ مین ٹوٹ چکی تھی۔

رومی مؤرخون نے اس جنگ کا ذکر اور اپنی شکستون کا اقرار کیا ہے۔ اگرچہ وہ طبعی طور سے رومی فوج کی قلت کو اسکا سبب بتاتے ہین۔

بالآخر وہ وقت آ پہونچا۔ جب تمام عرب ایک یاقوت مذہب کے ساتھ عظیم قوم بن جائے صلح حدیبیہ کے دو سال بعد قبائل قریش نے خود صلح کو توڑ ڈالا اور مسلمانون کے حلیف ایک بدوی قوم پر حملہ کر دیا۔ آنحضرت ؑ نے دس ہزار مسلمانون کو لے کر مکہ پر چڑھائی کی حضرت عمر رضہ کو پیچھے فوج کی نگہبانی پر رکھا اور آپ خود فوج کے ساتھ آگے تھے میمنہ پر حضرت علی رض اور میسرہ پر حضرت خالد رض سیف اللہ مقرر تھے۔ اور خود ہی بذات نفیس سُرخ عبا زیب تن فرمائے ان سب کی سرداری کر رہے تھے آپکا حکم تھا کہ دوران جنگ یا کوچ مین کسی پر زیادتی نہ کیجائے کیونکہ زیادتی کرنے والے کو خدا دوست نہین رکھتا۔ اہل مکہ کے اس اللہ والون کی فوج کی خبر سُنکر ہوش اُڑ گئے۔ [*]

اہل مکہ کا رئیس ابوسفیان اطاعت یا جاسوسی کے خیال سے اسلامی معسکر مین آیا۔

---

[*] کتاب تثنیہ موسیٰ کے ۳۳ باب کے دوسری آیت مین یون تحریر ہے۔ خدا سینا سے آیا سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ وہ دس ہزار قدسیون کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ مین ایک آتشی شریعت تھی۔ بعض لوگون کا گمان ہے کہ فاران (جو مکہ کے قریب ایک پہاڑی کا قدیم نام ہے) سے دس ہزار قدسیون کے ساتھ خدا کا جلوہ گر ہونا اور آتشی شریعت اسمین حضرت کی رسالت اور فتح مکہ دونون کی بشارت ہے۔

اسکی ملاقات اتفاق سے حضرت عباسؓ سے ہوگئی۔ حضرت عباسؓ کے سمجھانے سے وہ اطاعت بلکہ اسلام قبول کرنے کو طیار ہوگیا۔ مگر اسلامی فوج کی انٹیلیجنس کی ماموریت حضرت عمرؓ کے سپرد تھی۔ انھون نے بہت ردّوکد کی اور اگر حضرت عباسؓ اپنی حفاظت مین نہ لے لیتے تو اسکا خاتمہ ہوجاتا۔ ابوسفیان کے ظاہرا اسلام نے اسکو دولت کی موت سے بچالیا۔ آنحضرتؐ سے ملکر وہ مکہ واپس آیا۔ روسار مکہ کو جمع کرکے اُنکو فہمائیش کی کہ اب ان کے لیے بجز اطاعت کے کوئی چارہ نہین۔ ہندہ جب اسکی عورت نے یہ خلاف امید باتین اپنے شوہر سے سُنین تو غصّے سے لال پیلی ہوکر برسر محفل اسکی ڈاڑھی پکڑ کر کہا کہ اس بڈھے فرتوت کی باتون کا خیال مت کرو۔ مگر ابوسفیان کی صلح جویانہ پالیسی آخر غالب رہی اور اہل مکہ نے بغیر لڑے اطاعت قبول کرلی۔

آنحضرتؐ احرام باندھے ہوے مکہ مین داخل ہوے۔ اور اڑتالیسوین سورہ کی تلاوت فرمارہے تھے۔ سب سے پہلے آپنے طواف کعبہ کیا۔ اور دوسرے ارکان حج ادا فرمائے۔ اس کے بعد آپ بتون کی طرف متوجہ ہوے اور کعبہ کو دو ہزار بُتون کی ناپاکی سے پاک فرمایا۔ آپکے کاندھون پر چڑھکر حضرت علیؓ نے کعبہ کی چھت والے بتون کو توڑ کر پھینکدیا۔ بجز چند واجب القتل شقی کے جنکی تعداد چار یا پانچ سے زیادہ نہ تھی۔ اہل مکہ کے لیے عام معافی اور امان کا اعلان ہوگیا۔ تمام قریش مع ابوسفیان اور ہندہ اسکی عورت کے آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اطاعت قبول کی۔ اور آٹھ برس پہلے جہان سے آپ "رب اخرجنی مخرج صدق وادخلنی مدخل صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا" فرماتے ہوے اپنے ایک ساتھی رفیق کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ آج آپ فاتح کی حیثیت سے داخل ہوے۔ پندرہ روز تک آپ مکہ اور اس کے قرب وجوار کے قبائل کی کامل اطاعت اور اسلام

لانے کے لیے مختلف مہمین بھیجتے رہے۔ جن لوگون نے اطاعت قبول کرنے پر اب بھی آمادگی ظاہر نہ کی انمین قبیلہ ہوازن۔ ثقیف اور سعد کے چار ہزار سوار اپنے سردار مالک کی ماتحتی مین طائف کے قریب ایک مقام حُنین مین مجتمع ہوے۔ آنحضرتؐ دس انصار اور دو ہزار اہل مکہ کے ساتھ مقابلے کو نکلے۔ دشمن نے ایک پہاڑ کے تنگ درے مین مورچے بنائے تھے۔ مالک کے پہلے اچانک حملے سے مسلمانون کے پیر اُکھڑ گئے۔ آنحضرتؐ مع دس صحابی کے اپنی جگہ پر باقی رہے۔ حضرتؐ نے غصہ سے اپنی سواری کو دشمنو کے ہجوم مین گھسنے کی لیے ایڑ لگائی۔ مگر حضرت عباسؓ نے لگام پکڑ لی۔ اور اُنھون نے چلا کر آواز دی کہ اصحاب سمرہ اور بیعت رضوان کہان ہین۔ ان کی آواز سنکر مسلمان لوٹ پڑے۔ اور مستعدی کے ساتھ لڑے اور کفار کو سخت شکست دی۔ اس جنگ مین چھ سو قیدی ۲۴ ہزار اونٹ۔ ۴۰ ہزار بھیڑ بکریان اور بہت مقدار سونے چاندی کی غنیمت مین ہاتھ آئی۔ مالک کا تعاقب طائف تک کیا گیا مگر طائف کا قلعہ مستحکم تھا اور بیس روز کے محاصرے کے بعد آنحضرتؐ نے کوچ فرمایا۔ کفار کو اب یقین ہو گیا کہ اگر اس سال نہین تو دوسرے سال انکا بچنا محال ہے۔ اسی سال کے اندر سرکش قبائل نے اسلام لاکر اطاعت کر لی۔ حضرتؐ نے تقسیم غنیمت مین نو مسلمون کو زیادہ ترجیح دی چنانچہ صرف ابوسفیانؓ کو تین سو اونٹ عطا فرمائے۔

طائف کے فتح ہونے پر آنحضرت سرحد شام سے لیکر سرحد یمن تک بلا شریک تمام عرب کے سلطان تسلیم کر لیے گئے۔ قیصر روم کو جنگ مطاء کی شکست یاد تھی۔ اور اب اس بڑھتی ہوئی طاقت کے دبانے کے لیے اسنے سرحد پر فوج کو بڑھانا شروع کیا۔ آنحضرتؐ نے حفظ ماتقدم کے خیال سے شام پر ایک دوسری مہم روانہ کرنے کا تہیہ کیا۔ مسلمان فدائیون

کی تیس ہزار فوج جمع ہوکر شام کی طرف روانہ ہوئی - اگرچہ بعض منافقین نے گرمی اور فسادی کے موسم کا بہانہ کرکے بد دلی پھیلانی چاہی مگر جفاکش مسلمان دس روز کی گرمی اور جلتی ریگستان کا مقابلہ کرتے ہوے تبوک پر آپہونچے - قیصر نے اس اچانک مستعدی کو خلاف توقع پاکر اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیا - بیس روز تک مسلمانوں نے سرحد کے رؤسا کو زیر اطاعت لانے مین صرف کیا - ان مین ایلیا (القدس) کا رئیس یحییٰ بھی تھا - جسکو آنحضرتؐ نے امن وامان کا پروانہ دیا اور اسنے سالانہ ۳ ہزار دینار خراج کا اقرار کیا - کہتے ہین کہ آپنے ایک ردا مبارک بھی اسکو عطا فرمائی تھی جو پشتہا پشت اس کے خاندان مین رہی اور اسکو آخر مین خلفاے بنی امیہ نے خرید لیا اور اب وہ سلطان عثمانی کے پاس ہے -

آنحضرتؐ سے پہلے عرب مین ایسی مستقل اور متحد حکومت کبھی نہ دیکھی گئی تھی - پانچ ملوک یمن نے وفد بھیجکر اسلام قبول کیا - ایک روایت مین ہے کہ جب حضرت کے نامۂ مبارک کی کسرے نے بے حرمتی کی تو اس کے ساتھ اپنے حاکم یمن باذان کو حکم بھیجا کہ اس خط کے لکھنے والے کو گرفتار کرکے جلد دربار مین بھیجے - باذان کے آدمی اس پیام کو لیکر مکہ پہونچے تو حضرت نے فرمایا کہ اسی رات کسرے قتل ہو جائیگا - جب باذان کو اس پیشنگوئی کی تصدیق ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا - آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ بناکر یمن مین اشاعت اسلام کے لیے روانہ فرمایا - اسی دو سال کے اندر بقیہ عرب کے وفود آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور بعضے اسلام لائے اور بعضون نے اطاعت قبول کی - یہ سال وفود ہجرت کا نوان سال تھا - آنحضرت ہر قسم کے دنیاوی انتظام - حاکمون - قاضیون اور معلمون کا تقرر فرماکر آخری حج الوداع ادا فرمانے مکہ تشریف

لے گئے - آپ کے ہمرکاب ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمان شریک تھے - کہتے ہین کہ ہر سال تمام عالم سے مسلمان اتنی ہی تعداد مین حج کے لیے مکہ آتے ہین - اسوقت آپ تمام جزیرہ عرب کے امیر الامرا تھے - اور آپنے عرب کو ایک حبل اللہ مین باندھکر انکی بنیاد کو ہمیشہ کے لیے استوار کردیا - حج الوداع کے بعد آپ مدینہ منورہ مین تپ کی بیماری مین ۱۱ روز علیل رہ کر ۶۵ وین سال اس دنیا سے رحلت فرما ہوے - اور خاک مدینہ طیبہ کو آپکے جسد مبارک کے آغوش مین رکھنے کا فخر حاصل ہوا - اور آج ۲۰ کروڑ بنی نوع انسان آپکے نام اور آپکی نبوت کا دنیا کے ہر کونے سے پانچ وقت باواز بلند اعلان کرتے ہین - اور اس سے زیادہ وقتون مین آپ کی روح پر فتوح کو درود شریف کا تحفہ پہونچاتے ہین -

آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد آپکے رفیق و یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے - آنحضرتؐ نے بستر مرگ پر وصیت فرمائی تھی کہ عرب مین سوائے اسلام کے دوسرا مذہب باقی نہ رہے گا - اس وصیت کو تمام کرنا حضرت صدیق اکبرؓ کا کام تھا حضرتؐ کی وفات کے بعد عربی قبائل نے جو محض ڈر کر حلقہ بگوش اطاعت ہوے تھے - اب انھون نے ہاتھ پیر نکالنے شروع کیے بعضون نے زکوۃ دینے کا عذر کیا - بعض شیاطین نے اپنے کو پیغمبری کا دعویدار بنا رکھا تھا جس مین دو شخص طلیحہ اور مسیلمہ مشہور تھے - یہ قبائل کو گمراہ کرکے اپنے مرید کر رہے تھے - حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالدؓ سیف اللہ کی سرداری مین کئی تادیبی مہمین بھیجین طلیحہ شکست کھاکر پھر مسلمان ہوگیا - اور ایک مرتد گروہ جسکا سردار مالک تھا اسنے بھی اطاعت قبول کرلی - مگر حضرت خالدؓ کی غلط فہمی سے وہ اور اسکے شرکا قتل ہوگئے - خالدؓ نے

ایک اور زیادتی یہ کی کہ اسکی بیوی سے بلا اختتام عدۃ نکاح کر لیا۔یعنی اس کے ساتھ لونڈی کا سلوک کیا۔اسپر حضرت عمرؓ سخت ناراض ہوے۔حضرت خالدؓ نے عذر کیا کہ غلطی کی وجہ یہ تھی کہ انھون نے اپنے آدمیون کو اسیرون کو سردی سے بچانے کے لیے کپڑے اڑھانے کو کہا اور انکی زبان مین یہی لفظ قتل کے مرادف تھا۔خالدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو یاد دلایا کہ آیا خود پیغمبر صلعم کی زبان مبارک سے اُنھون نے یہ نہین سُنا کہ خالدؓ سیف اللہ ہے اور یہ کہ خدا کی تلوار بجز کافرون اور منافقین کے کسی کو قتل نہین کرتی۔مسیلمہ کذاب جسنے زمانہ نبوت مین اپنی نبوت کا دعوے کیا تھا اور آنحضرتؐ کو سلطنت اور نبوت کے باہم تقسیم کرنے کو لکھا تھا وہ اب ایک بڑے مخالف کا سرگروہ تھا۔مسیلمہ آخر ایک بڑے سخت مقابلے کے بعد مارا گیا اور اسکے ہَوا خواہون کا بھی ایک کثیر حصہ قتل ہوا۔لیکن اسمین قریب سات سو صحابہؓ کے شہید ہو گئے۔اسی مسیلمہ کے معرکے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو قرآن مجید جمع کرنے کی توجہ ہوئی۔کیونکہ قراء اور حفاظ کے شہید ہو جانے سے قرآن شریف کے بعض حصّون کے ضایع ہو جانے کا اندیشہ تھا۔مسیلمہ کے بعد دوسرے عرب گروہ مخالفت کے لیے اُٹھے مگر آخر شکست کھاکر پھر مطیع ہو گئے۔اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے اوّل سال تمام عرب مین پھر امن و سکون ہو گیا۔

فتوحات شام عرب مین پھر امن و امان ہونے کے بعد حضرت ابا بکر صدیقؓ نے اُمراء عرب کو نامے بھیجے۔جسکا مضمون یہ تھا کہ مین تم کو شام پر جہاد کرنے کے لیے بُلاتا ہون اور اُسکو کفر و ضلالت سے پاک کرنا چاہتا ہون۔یاد رکھو کہ جب لوگ خدا کی راہ مین جہاد کرنے سے مقصر ہوتے ہین تو خدا اُنکو ذلیل کرتا ہے۔" اس اعلان کی

خبر ہوتے ہی یمن ۔ مکہ ۔ حضرالموت ۔ اور عرب کے تمام حصّون سے مسلمان مدینہ منوّرہ
مین جمع ہونے شروع ہوئے ۔ جب کافی تعداد ہوگئی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے زید بن
ابی سفیان کی سرداری مین اُنکو شام پر حملہ کرنے کے لیے روانہ فرمایا ۔ اور رخصت کرتے
ہوے یہ وصیّت فرمائی کہ کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا ۔ اپنے وعدون کو ایفا کرنا ۔ اپنے آدمیون
کی راحت اور آرام کی فکر کو مقدم جاننا ۔ میوہ دار درختون کو نہ کاٹنا ۔ اور نہ مویشیون اور
نہ زراعت کو برباد کرنا ۔ اپنی فتح کرنے والی تلوار کو عورتون ۔ بوڑھون ۔ اور بچون
کے خون سے آلودہ نہ کرنا ۔ آپنے ہدایت فرمائی کہ اگر تم کو ایسے لوگ ملین جو دُنیا کو ترک
کرکے ایک گوشے مین خدا کی یاد کرتے ہین تو اُنسے معترض نہ ہونا ۔ لیکن ایسے ریاکارون
کو جو اپنے سر کو نصف مُنڈاتے ہین (یعنی نصرانی بطریق) وہ شیطانی گروہ مین سے
ہین اور تاوقتیکہ وہ قران یا جزیہ قبول نہ کرین انکے ناپاک جسم سے انکا سر جُدا کرنے
مین تامّل نہ کرنا ۔ اس حملے کی خبر جب ہرقل قیصر روم کو پہونچی تو اسنے فوجون کی تیاری
اور اپنی قوم کے جاہ و غرور کو عربون کی ذلت و خواری کے مقابلہ مین غیرت دلانیکا
کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ۔ لیکن پہلے ہی مقابلے مین عیسائی بارہ سَو ۱۲۰۰ مقتول جنمین ان کا
سردار بھی شامل تھا چھوڑکر بھاگ گئے ۔ اسلامی فوج سے حضرت صدیق اکبرؓ کو برابر
فتوحات کی خبرین ملتی رہین ۔ آپنے فوج کی امداد پر ایک دوسری مہم تیار کی ۔
جس کے قائد اعلےٰ عمرو بن العاصؓ مقرر کیے گئے تھے ۔ اور تمام عسکر شام پر ابوعبیدہؓ
جرّاح امیر مقرر ہوے حضرت خالدؓ اس زمانے مین عراق کی مہون مین مشغول تھے ۔
اسوقت تک شام کی متواتر فتوحات سے تدمر ۔ عمان اور حوران پر عربون کا قبضہ
ہوچکا تھا ۔ بُصرے کی فتح مین حضرت شرجیل کو اول چار ہزار سوارون سے فتح

حاصل نہوئی - اور اُنکو محصورین کے کثیر جماعت کے آگے سے ہٹنا پڑا - ایسی حالت مین حضرت خالدؓ دس ہزار سوارون کے ساتھ عراق سے پہونچ گئے - اللہ اکبر اللہ اکبر کی مہیب صداؤن کے اندر سیف اللہ نے معرکۂ قتال گرم کردیا - عیسائیون نے حواس باختہ بھاگ کر شہر مین پناہ لی - مگر رومانوس حاکم بصرے نے اسلام اور اطاعت قبول کر کے شہر کا دروازہ کھول دیا - مسلمانون کی طرف سے اس معرکہ مین صرف ۱۲۳ آدمی شہید ہوے -

بصرے گویا دمشق کی کلید تھی - اسپر قبضہ ہوتے ہی مسلمانون نے چند کوچ کے اندر دمشق کے بہشتی مرغزارون اور نہرون کے سایہ مین ڈیرے ڈالدیے - قیصر اس وقت انطاکیہ مین تھا - اسنے پانچ ہزار کی فوج اور دمشقیون کی مدد کو روانہ کی - اہل دمشق کئی بار اپنے مورچون سے نکل کر عربون پر حملہ آور ہوے - لیکن ہر حملہ مین کثیر نقصان سے پسپا ہوے اور اسی معرکون مین انکے سردار عزرائیل اور قلاوس بھی کام آئے - جب محاصرے کو چھ ہفتے گذر گئے تو اُنھون نے سردار عرب کو ایکہزار اوقیہ طلا اور دو سو عبائے ریشمین کی رشوت پیش کی - حضرت خالدؓ کا سادہ جواب اطاعت قرآن یا تلوار یا جزیہ تھا - دمشقیون نے کسی ترکیب سے اپنی حالت کی خبر قیصر کو دیدی اور قیصر نے ابکی بار ایک لاکھ فوج وردان رومی کے ماتحت روانہ کی - حضرت خالدؓ کو اس کمک کی خبر ہوگئی - انھون نے ایک فوج ضرارؓ کی ماتحتی مین اس کے مقابلے کو روانہ کی - رومیون کو اس اچانک حملے سے ہزیمت اُٹھانا پڑی - وہ بے ترتیبی سے تمام منتشر ہو گئے - ضرارؓ نے رومی جھنڈا جسپر صلیب کا نشان بنا ہوا تھا - اپنے ہاتھ سے چھین لیا - وردان نے کچھ عرصے کے بعد آس پاس سے

پھر ستر ہزار فوج جمع کر کے ایکبار نہایت ہوشیاری سے آگے بڑھا۔ اس وقت عربی افواج تمام شام پر منتشر تھی۔ یزید بلقا مین۔ نعمان تدمرا و رعمرابن العاص رضؓ عراق مین تھے۔ حضرت خالدؓ نے تمام سرداران عرب کو لکھا کہ وہ سب رومیون کے مقابلے کے لیے اپنی اپنی فوجین لیکر جلد مجتمع ہو جائین۔ عجب اتفاق سے تمام عربی سردار ایک ہی روز میدان اجنادین مین جمع ہو گئے۔ حضرت خالدؓ دمشقی فوج کے آگے آگے روانہ ہوے اگرچہ اباعبیدہؓ نے اصرار کیا کہ وہ پیچھے رہین۔ دمشقیون نے جب فوج کو کوچ کرتے ہوے دیکھی تو چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے سے اُنپر اچانک حملہ کر دیا اور حضرت ابوعبیدہؓ کی فوج سے بہت سے اسیر بھی ہو گئے لیکن حضرت خالدؓ نے وقت پر پہونچکر اُن کو ایسا گھیرا کہ مشکل سے سو عیسائی بچکر جا سکے۔ تمام اسیرین پھر واپس ملگئے اور ان مین ضرار کی بہن خولہ بھی تھین جو اپنی بہادر عربی بہنون کی سرگروہی مین خیمون کی لکڑیون سے حملون کا مقابلہ کرتی رہین تا آنکہ فاتح اسلامی فوج ان کی مدد کو آپہونچی۔

۴۵ ہزار اسلامی فوج اب اجنادین مین جمع ہوگئی۔ ادھر وردان اپنی پوری فوج کے ساتھ مقابلے کے لیے حاضر تھا۔ وردان اپنی فوج ابھی ترتیب ہی دے رہا تھا کہ ایک عرب صفون کو چیرتا پھاڑتا اور اپنے دائین بائین مقابلے مین آنیوالون کو مارتا ہوا اسکے پاس پہونچکر اسکا کام قریب تھا کہ تمام کر دے۔ یہ حضرت ضرارؓ تھے۔ دروان بچکر ہاتھ سے نکلگیا اور وہ اُسی طرح لوٹتے ہوے آدمیون کو دائین بائین قتل کرتے ہوے اسلامی فوج مین واپس آگئے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے ایک بڈھا نصرانی یہ پیام لایا کہ اگر عرب واپس چلے جائین تو ہر ایک سپاہی کو ایک

دینار - اور ایک عبا - دس عبا اور سو دینار انکے ہر سرداروں کو اور سو عبا اور ایک لاکھ دینار انکے خلیفہ کو دیے جائین گے - حضرت خالدؓ نے اس لاف گوئی کا غصہ سے یہ جواب دیا کہ اے سگان نصرانی تم خوب جانتے ہو کہ قران - جزیہ اور تلوار کے سوا کوئی دوسری شرط ہمارے پاس نہین اور تمھاری یہ بخشش تو تم صبر کرو - ہم اس کے خود بخود جلد مالک ہوے جاتے ہین -

الغرض معرکۂ کارزار گرم ہوا - عیسائیون نے شکست کھائی ان کے پچاس ہزار مقتول ہوے اور بقیۃ السیف ہراسان و سراسیمہ قیصریہ - دمشق اور انطاکیہ کو بھاگ گئے - کثیر مال غنیمت - قیدی - جواہرات - سونے چاندی کی صلیبین - ہر قسم کے اسباب مسلمانون کے ہاتھ آئے - جب اجنادین کی خبر مدینے پہونچی تو عرب کا جوش اُمنڈ آیا اور جو لوگ ابھی تک جہاد مین شریک ہونے سے ہچکچاتے تھے وہ بھی اب بڑے شوق سے شام کی فاتح فوج مین شامل ہونے کے لیے جوق جوق حاضر ہونے لگے اس شکست کی خبر جب اہل دمشق کو پہونچی تو انپر غم و مایوسی کا پہاڑ ٹوٹ پڑا - اور جب انھون نے مظفر و منصور نو ہزار اسلامی فوج کو خالدؓ اور عمروؓ کی ماتحتی مین دمشق پر آتے دیکھا تو ان کے ہوش اُڑ گئے - سرداران عرب مین سے ربان اتفاق سے تومار ئیس دمشق کی تیر سے شہید ہو گئے - انکی بیوی جو نیزے اور تیر کے چلانے مین بہت ہشیار تھین دشمنون کے مجمع مین بلا خوف و خطر گھس پڑین اور ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ توما کا ہاتھ بیکار ہو کر اسکے ہاتھ سے جھنڈا گر پڑا - اور جب وہ جھنڈا اُٹھانے لگا تو دوسرے تیر نے اسکی آنکھ ضایع کر دی - اہل دمشق متواتر شکستون سے محاصرے کی سختی کی زیادہ تاب نہ لاسکے اور اُنھون نے امان کا پیام دیا - خالدؓ نے

انکار کر دیا۔ مگر حضرت ابو عبیدہؓ کی نرم دلی اور صلح جویانہ پالیسی نے اسے قبول کر لیا۔ اہل دمشق سے جو معاہدہ ہوا اسکے مطابق انکو سات گرجے محفوظ رکھنے کا حق تھا۔ مگر اس تمام صلح کی خبر حضرت خالدؓ کو نہ تھی۔ دوسرے روز جبکہ ایک دروازے سے حضرت عبیدہؓ اور ان کے ساتھی صلح سے داخل ہوے۔ اسی وقت دوسری طرف سے خالدؓ فتح کرتے ہوے پہونچ گئے۔ دمشق اسطرح نصف صلح سے اور نصف جنگ سے مطیع ہوا۔ جو حصہ حضرت خالدؓ نے فتح کیا تھا وہان کے لوگون کو حکم ہوا کہ یا وہ اسلام لاوین یا تین دن کے اندر جو کچھ اپنے ساتھ لیجا سکتے ہون لیکر شہر سے نکل جاوین۔ انھین جلاوطنون مین توما بھی تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ دمشق کی فتح کی خبر سُننے کے لیے زندہ نر ہے۔ آپؓ دو برس کچھ ماہ خلافت کرنے کے بعد تپ مین بعمر ۶۳ سال انتقال فرمایا۔ اور آپ کی جگہ زیب آرا ے مسند خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے ابتک فیصلہ نہ کیا تھا کہ آیا انطاکیہ پر حملہ کرین یا یروشلیم پر اسی درمیان مین خبر ملی کہ لبنان کی پہاڑی دامنون مین ابیلا مقام پر ایک راہب کے صومعہ کے پاس حسب معمول بڑا میلہ لگ رہا ہے۔ حضرت عبداللہؓ کی سرداری مین پانچسو عرب سوار اسپر حملہ کرنے کے لیے پہونچ گئے۔ اتفاق سے اس میلے مین والی طرابلس کی لڑکی کی رسم شادی بھی ادا ہونے والی تھی۔ اور اس کے ہمراہ پانچ ہزار سوار آئے ہوے تھے۔ پانچسو مسلمان میلے کی تمام آدمیون کے مقابلے کیلئے ناکافی تھے نہ کہ اسپر پانچ ہزار سپاہ۔ مگر غیرت نے مسلمانون کے پھیر تھام لیے اور وہ لڑنے مرنے پر تیار ہوگئے۔ پہلے حملے مین عیسائی پریشان ہوگئے۔ لیکن آخر کار انکی جماعت غالب آنے لگی۔ حضرت خالدؓ کو فوراً ایک پیام بھیجا گیا اور شام تک مسلمانون کی مدد آپہونچی۔ اللہ اکبر

کی صداؤن سے نصرانیون کے دل دہل گئے - اور وہ سراسیمہ ہوکر بھاگ نکلے - مسلمانون کے ہاتھ کثیر مال غنیمت اور خود طرابلس کے امیر کی لڑکی مع اپنے چالیس ہمراہیون کے اسیر ہوئی - اسکے بعد مسلمانون نے حمس اور بعلبک پر بھی قبضہ کر لیا -

قیصر کو انطاکیہ مین متواتر شکستونکی خبرین ملتی رہین - اور اب اسنے آخری مرتبہ عربون سے نپٹ لینے کی ٹھہرائی - تمام رومی سلطنت سے چیدہ اور آزمودہ سپاہ اکٹھی کی گئی - اسی ہزار رومیون کے ہمراہ تینتیس ہزار عیسائی عرب مع اپنے رئیس جبلہ کے جو مسلمان ہوکر پھر مرتد ہوگیا تھا روانہ ہوئی - مینول نے حمس پر قبضہ کر لیا جسکو مسلمانون نے جلدی سے خالی کر دیا تھا اور وہانسے پیچھے ہٹ کر دریاے یرموک پر فریقین مقابلے کے لیے تیار ہوگئے - مینول نے پہلے صلح کی سلسلہ جنبانی کی جسمین قیصر کی طرف سے حضرت عمرؓ کو دس ہزار دینار - حضرت اباعبیدہؓ کو نصف - دوسرے سردارون اور امیرون کو ایک ایک ہزار - ہر سوار کو سو سو اور ہر پیادے کو پچاس پچاس دینار کا عطیہ پیش کیا گیا - خالدؓ کی طرف سے جواب مین جزیہ - اسلام یا تلوار پیش کی گئی - یرموک کی عظیم جنگ نے رومیون کی قسمت کا شام مین فیصلہ کر دیا - یہ لڑائی تمام معرکون سے سخت اور اہم تھی جسمین رومیون کے ہزارون مقتول میدان جنگ مین کھیت رہے - اور جو بھاگے وہ دریاے یرموک مین ڈوبکر مر رہے - اس جنگ مین کھولہ خواہر ضرارؓ نے بھی اپنی عربی بہنون کے ساتھ بہت دلیری دکھائی - حضرت اباعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو فتح کی نوید بھیجی اور یہ لکھا کہ میدان جنگ مین بعض ایسی لاشین پائی گئین جن کے سر کٹے ہوے تھے اُنھون نے اپنے مسلمانون کی طرح نماز پڑھی اور دفن کیا - کفار کے جو لوگ قتل اور غرق ہوے ہین انکی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے - جو لوگ پہاڑون یا بیابانون مین بھاگ گئے تھے

وہ بھی تمام اسلامی سپاہ کے ہاتھ سے ضایع کردیے گئے۔

اس فتح کے بعد اسلامی فوج یروشلیم (القدس) پر متوجہ ہوئی۔ اہل شہر نے ہوقت تک حفاظت کے تمام سامان کر لیے تھے۔ برجون پر منجنیقین لگادی تھین اور اپنے استحکامات کے غرور مین پہلے اسلامی فوج کے پیام کا جواب بھی نہ دیا۔ چار ماہ تک برابر محاصرہ رہا اور کوئی دن نہ جاتا تھا کہ محصورین اور محاصرین مین لڑائی نہو۔ بطریق نے خدا کے مقدس مقامات پر حملہ کرنے والون کو غضب خدا سے ڈرایا۔ مگر بے سود۔ بالآخر تنگ آکر اطاعت پر مجبور ہو گئے۔ مگر شرط یہ تھی کہ خود حضرت عمرؓ تشریف لاکر اطاعت بیت المقدس کا پروانہ دین۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع دی گئی۔ آپ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے۔ اور رجب المقدس مین داخل ہوے تو عام مسلمانون کی طرح نہایت سادی وضع مین۔ شرط اطاعت مین تمام باشندون کو امان دیگئی۔ ان کے گرجون کی حفاظت کا اقرار کیا گیا۔ مگر نئے گرجون کے بنانے کی اجازت نہین دیگئی۔*

* بالعموم تمام عرب مورخین نے یہی لکھا ہے کہ بطریق جسنے حضرت عمرؓ کی موجودگی کی عجیب شرط پیش کی تھی۔ وہ قدیم نوشتون کی ایک پیشینگوئی کی مطابقت کرنا چاہتا تھا۔ اور حضرت عمرؓ کے دیکھنے کے بعد اسکو شرائط کے پورے ہونے کا شک نہ رہا۔ گبن نے بھی اسکا تذکرہ کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ بطریق سفورونیس دانیال کی ایک پیشینگوئی کو وقت اطاعت پڑھ رہا تھا۔ مگر گبن نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ یہودیون کو اس قسم کی پیشینگوئیان تراشنے کا خاص ملکہ تھا اور وہ ہمیشہ القدس پر غیرون کے قبضہ کو خدا کی مقدرات سمجھ کر اپنے دل کو تسکین دے لیا کرتے تھے۔
کچھ بھی ہو داؤدؑ کا کلام یعنی کہ "جس پتھر کو معمارون نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا" اسپر دانیال نے جو تعبیر خواب کی بادشاہ بابل کے سامنے بیان کی اور جو کتاب دانیال کے دوسرے باب مین ۳۱ سے ۴۴ آیت تک ہے۔ یعنی سلطنت عجم۔ سلطنت اسکندر۔ اور سلطنت روما کے بعد جو سلطنت پتھر کیطرح اٹھی اور سب کو چور چور کردیا وہ یقیناً عرب کی عظیم سلطنت اور فتوحات کی صریح (بقیہ بر صفحہ ۶۰)

حلب شام کا آخری قلعہ لیکن سب سے زیادہ مستحکم تھا۔ جب اسلامی فوج نے اسکا محاصرہ کیا تو یوقنا اپنے بارہ ہزار آدمیون کے ساتھ تقریبًا چار ماہ تک دلیری سے مقابلہ کرتا رہا اور قلعہ کے فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ آخر ایک عربی پہلوان دامس نے یہ ترکیب کی کہ ایک اندھیری رات مین تیس۳۰ اپنے ہی سے جانباز ون کے ساتھ قلعہ کے قریب پہونچکر پہلے ایک آدمی کو گرفتار کر کے اس سے تمام پوشیدہ راستون کا حال دریافت کر لیا۔ پھر سات آدمیون کو ایک دوسرے پر بٹھا کر قلعہ پر پہونچا دیا جنھون نے جاتے ہی محافظون کو قتل کر کے انکی جگہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اپنی پگڑی کا پیچ نیچے اتار کر بقیہ ساتھیون کو اوپر کھینچ لیا۔ اسطرح چپکے چپکے حفاظت کی تمام جگہ پر محافظین کو مار کے قبضہ کر لیا۔ اور پھر قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اسلامی فوج داخل ہو گئی۔ حلب مطیع ہو گیا اور یوقنا اسلام لایا۔ حلب کے بعد عربون نے انطاکیہ بھی فتح کر لیا۔ قیصر ہرقل انطاکیہ چھوڑ کر قسطنطنیہ چلدیا قیصریہ جہان اسوقت اسکا بڑا بیٹا قسطنطین والی تھا۔ عربون کے قبضے مین آگیا۔ اسکے بعد شام کے کنارے کے مقامات یوقنا کے ماتحتی مین یکے بعد دیگرے مسلمانون کے ہاتھ پر تسلیم ہو گئے۔ اسمین جافہ۔ عسقلان۔ طرابلس۔ نابلس۔ بیروت صور و صیدا وغیرہ تھے۔ حلب سے آگے اسلامی فوج کوہ طارس کے دامن تک تمام میدان پر قابض ہو گئی۔ اور چھ برس کے اندر تمام شام پر اسلامی پھریرا لہرانے لگا۔

فتوحات عراق | حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے زمانے مین حضرت خالدؓ جب

(بقیہ صفحہ ۵۹) پیشینگوئی ہی۔ اور اگر ہم بقول گبن یہ کہین کہ یہودیون نے فتح القدس کے بعد اسکو بڑھا دیا تھا تو خود مسیح نے ایسی ہی صریحًا پیشینگوئی کی ہے۔ دیکھو کتاب لوقا باب بیس۲۰ از آیت ۹ تا ۱۸ جسمین خصوصًا داؤدؑ کے مشہور حملے کا بھی حوالہ دیا ہے۔

عربون کی بغاوت یمامہ مین فرو کردی تو بڑھتی ہوئی عربی فوج عراق پر حملہ آور ہوئی
ایک مقابلہ شدید کے بعد اسلامی عرب زیرین فرات اور دجلہ پر قابض ہو گئے
اور مفتوحین پر ستر ہزار دینار سُرخ کا خراج مقرر کیا۔
اسکے بعد حضرت خالد شام کو بُلا لیے گئے۔ اور تا فتوحات شام عراق پر پھر کوئی دوسرا
حملہ ہنوا۔ فتوحات شام سے فراغت کے بعد اب مسلمان عراق اور عجم پر متوجہ ہوئے۔
اُسوقت عراق بھی عجم کا ہی حصہ خیال کیا جاتا تھا۔ مسلمانون کی کمک پر عمروؓ۔ عبیدؓ۔ اور
سلیط مدینہ منورہ سے عراق پر بھیجے گئے۔ پہلے پہل جو عجمی فوج ان کے مقابلے کو آئی اُسکو
بُری طرح شکست ملی۔ یہ فوج جبان اور رستم کی سرداری مین تھی عجمیون کی دوسری
فوج جسکا سردار جالینوس تھا۔ اسی ہزار کی تعداد مین فرات پر عربون کے حملہ آور فوج
کے مقابلہ مین بڑھی۔ عربون نے عجلت اور اپنے جلد جلد فتوحات کے جوش مین بلا تامل
فرات پار اُتر کر حملہ کر دیا۔ اسمین حضرت عبیدؓ شہید ہوے اور ان کے ساتھ چار ہزار اور
مسلمان شہید ہوے اور جو بھاگے وہ فرات کے عبور کرنے مین غریق رحمت
ہو گئے۔ مثنہ نے نہایت خوبی سے بقیہ اسلامی فوج کو پیچھے ہٹا لیا۔ اور حضرت عمرؓ کو
اس واقعہ کی خبر دی۔ ایک اور تازہ مہم جریر کے ماتحت عراق روانہ کی گئی۔ حیرہ کے
پاس ایک سخت معرکہ ہوا جسمین عجمی پسپا ہوے اور انکا سردار مہران مارا گیا۔ عجمیون
کے تعقیب مین قریب قریب ہر عرب نے دس دس دشمنون کو قتل کیا۔ عجمیون نے
ارزان بخت جو اسوقت انکی ملکہ تھی۔ اُسکو تخت سے اُتار کر یزدجرد نوشیروان کے
پوتے کو تخت پر بٹھایا۔ اسنے پہلے ایک وفد عربی سردار سعد کے پاس بھیجا۔ عربون
کی طرف سے تین ۳ شخص وفد کے ساتھ کسرے کے دربار مین پہونچے۔ یزدجرد نے

انکی طرف حقارت سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیا عرب وہی نہین جو ننگے بھوکے دنیا کی سب سے مکروہ غذا کھانے والے تھے۔ انکی مثال اب اُس لومڑی کی سی ہی جسکو باغبان کی لاپرواہی سے ایک باغ سے انگور کا گچھہ مل گیا۔ اور اس مزے کو پاکر تمام لومڑیون کو باغ مین بُلا لائی تھے کہ باغبان نے لاٹھی سے سب کو نکال باہر کیا۔ مگر چونکہ عرب بھوک سے تنگ آکر اپنے ملک سے نکل پڑے ہین۔ کسرےٰ اپنی مرحمت سے انکو کھجور اور گیہون کی کافی مقدار بخشدیگا۔ جسکو وہ اپنے ملک مین لیجاکر خوب کھائین پئین۔ کسرےٰ کی اس لاطائل اور بیہودہ گفتگو کا عربون نے مختصر جواب تلوار۔ اسلام اور جزیہ دیا۔ وفد کے رخصت ہونے کے بعد عربی اور عجمی فوجین مقابلے کے لیے تیار ہوئین۔ میدان قادسیہ جو کہ کوفہ سے قریب لب ریگستان واقع ہے۔ دونون فوجین ملین۔ اور چار دن تک برابر معرکہ کارزار گرم رہا۔ چوتھے روز باد شمال کی گرم اور گردآلود ہوائین تیزی سے چلنے لگین۔ عجمی سردار رستم اپنے تخت سے اُترکر اپنے باربرداری کے جانورون مین پناہ لینے کے لیے گھُس گیا۔ عرب جو کہ ایسی ہواؤن کے عادی تھے انپر کچھ بھی اثر نہوا۔ عجمی اپنے سردار کو اپنی جگہ نہ پاکر اور اس گرد وغبار سے پریشان اور اپنے کشتون کے پشتون سے گھبراکر آخر بھاگ نکلے۔ جنگ قادسیہ نے جنگ یرموک کی طرح عراق کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ اس جنگ مین کثیر مالِ غنیمت کے ساتھ ایرانیون کا قدیم کاوہ آہنگر بھی ہاتھ آیا۔ سعدؓ نے فرات کو عبور کرکے ایک ہی لڑائی مین تمام عراق پر قبضہ کرلیا یزدجرد مدائن پایۂ تخت عراق وعجم کو چھوڑکر جلاوالہ دہلوان کو بھاگ گیا۔ جو مال غنیمت تمام فتوحات عراق مین مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ اسکا اندازہ مورخ الحسن نے تین ارب دینار سُرخ کیا ہے۔ اسی مین ایک قالین بھی تھا جو سونے اور چاندی کے

تارون سے بُنا گیا تھا اور ۶۰ ذراع لانبی اور اتنے ہی چوڑی تھی - اسمین جو گل بوٹے
رنگ برنگ کے بنائے ہوی تھے اسمین تمام مختلف الالوان جواہرات پروئے تھے
جب یہ قالین مدینہ پہونچی تو حضرت عمرؓ نے اُسکو بھی ٹکڑے کراکر مسلمانون مین تقسیم کر دیا
کہا جاتا ہے کہ اسکا ٹکڑا جو ایک گز سے بڑا نہین تھا بیس ہزار درہم کو فروخت ہوا
جنگ قادسیہ مین مسلمانون کے پچہتر سو شہید اور اس کے مقابلے مین ایرانیون کے
ڈیرہ لاکھ آدمی کھیت رہے اس جنگ مین ایرانیون کے ساتھ ستر ہاتھی بھی تھے مگر وہ
عربی گھوڑون کو دیکھ کر ایسا بھڑکے کہ خود اپنے طرف کے آدمیون کو روند ڈالا - جنگ قادسیہ
مین کسرے کے کنگن اور شاہانہ لباس بھی مال غنیمت مین آئے - اور جب وہ مدینے
مین بھیجے گئے تو حضرت عمرؓ نے اسکو سراقہ کو پہنایا - کہتے ہین کہ آنحضرت کی ایک
پیشینگوئی تھی کہ سراقہ کسرے کے لباس زیب تن کرینگے - مال غنیمت مین ہر سپاہ کو
بارہ ۱۲ ہزار دینار ملے تو اگر المحسن کا اندازہ تین ارب دینار کا صحیح ہی تو سپاہ کی مجموعی قوت
ساٹھ ہزار سے زیادہ نہ تھی - عربون نے اب جلا والہ (ہلوان) پر بھی قبضہ کر لیا -
جہان سے اصل عجم شروع ہوتا ہے - یزدجرد اندرون ایران بھاگ گیا جنوب
عراق مین سوشتر جہان قدیم مین سوسا آباد تھا عربون کے قبضہ عراق مین شامل ہوا -
مدائن کی آب وہوا خراب ہونے کی وجہ سے خلیفہ عمرؓ نے کوفہ اور بصرہ دو شہرون
کی نئی بنیاد ڈالی جنمین سے ایک ساحل سمندر پر اور دوسرا صحرائے شام کے لب پر
واقع تھا - پہلے یہ عربی فوج کے کیمپ تھے مگر بعد کو بڑھتے بڑھتے عراق کے مشہور شہر ہو گئے -

فتوحات عجم

کوفہ کے بعض پولیٹکل جھگڑون کی بنا پر سعدؓ بن وقاص معزول ہو گئے
اور انکی جگہ عمار بن یاسر عراق کی عربی فوج کے سردار اعلیٰ مقرر ہوے - یزدجرد کو جب

اس ردّوبدل کی خبر ہوئی تو وہ یہ سمجھا کہ عربون مین نفاق پیدا ہو گیا ہے اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر اپنا ملک واپس لینا چاہیے۔ چنانچہ اسنے خراسان۔ رے۔ ہمدان سے پھر فوج اکٹھا کی۔ عمار نے خلیفہ کو مزید فوج کے لیے لکھا اور نعمان بن مقران کی ماتحتی مین تیس ۳۰ ہزار فوج روانہ ہو گئی۔ یزدجرد نے ایک لاکھ پچاس ہزار فوج پر اپنے سب سے زیادہ تجربہ کار آزمودہ جنگ سردار فیروزان کو مقرر کیا۔ دونون فوجین ہمدان سے ۴۵ میل جنوب مقام نہاوند پر ملین۔ دو ماہ کچھ یونہین سی لڑائی ہوتی رہی فیروزان نے پہلے صلح کا پیام دیا۔ عرب قاصد جب اس کے دربار مین پہونچا تو اُسکو نہایت متکبرانہ ادا سے تاج مرصع سے آراستہ تخت زرّین پر بیٹھے پایا اور جب اسنے دیکھا کہ اس کے احترام کا کوئی سامان نہین کیا گیا اور اُسکو زمین پر بٹھایا جائیگا تو وہ فوراً نہایت بے باکی سے جا کر اسکے پہلو مین بیٹھ گیا۔ صلح کی گفتگو بالآخر تلوار کے فیصلہ ہی پر رہی۔ نعمان نے فوج کو آراستہ کر کے تقریر کی "کہ اے برادران دین فتح کرنے یا شربت شہادت نوش کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ مین تین بار نعرۂ تکبیر بلند کرونگا۔ پہلی تکبیر مین اپنی کمرون کو باندھ لو۔ دوسری تکبیر مین گھوڑون پر سوار ہو جاؤ۔ تیسری تکبیر مین اپنے نیزون کو سیدھا کر کے دشمنون پر ٹوٹ پڑو"۔ لڑائی کے تیسرے روز نعمان ایک تیر سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ انھون نے حملۂ عام کرنے مین تیسرے پہر تک انتظار کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً اسی وقت کفار پر حملہ کرتے تھے، اور یہ وہ وقت تھا جب مومنین اپنی نماز مین خدا سے دعائین مانگتے ہین نعمان کی شہادت کی خبر مشہور نہوئی۔ اور آخری روز نہایت سخت کشت و خون کے بعد آخر کار مسلمانون کو فتح حاصل ہوئی۔ اسّی ہزار عجمی میدان جنگ مین کام آئے

چار ہزار جو فیروزان کے ساتھ پہاڑون پر بھاگ گئے وہ بھی عربون کی تلوارون سے نہ بچ سکے۔ نہاوند کی لڑائی نے قادسیہ اور یرموک کی طرح عجم کی قسمت کا فیصلہ کر دیا یہ مشہور جنگ آنحضرت صلعم کے ہجرت کے پچیسوین برس واقع ہوئی۔ یہ لڑائی فتح الفتوحات کے نام سے مشہور ہے۔ یزدجرد شہر سے شہر بھاگتا رہا۔ آخر کار مرو کے ایک کسان کے ہاتھ سے قتل ہوگیا۔ بعض عرب مورخون نے بیان کیا ہے کہ اسکی دو لڑکیان بھی اسیر ہوکر مدینے آئین اور ایک سے امام حسین رض اور دوسرے سے محمد بن ابی بکر نے نکاح کر لیا۔ نہاوند کی شکست کے بعد دریاے جیحون تک تمام ملک عجم کا عربون کے قبضے مین آگیا۔ ہمدان نے اطاعت قبول کی۔ اصفہان پر عبداللہ نے حملہ کرکے قبضہ کر لیا تبریز۔ قزوین۔ قم۔ مازندران۔ آذربائگان پر بھی آسانی سے قبضہ ہوگیا۔ حضرت عمر رض کے حکم سے دو ہزار عربی فوج نے جنوب اور مشرق کی طرف خراسان۔ کرمان۔ مکران۔ سیستان پر پہونچکر قبضہ کر لیا۔ اور ۴۰۰ برس کے خاندان ساسان کی حشمت وجاہ وغرور کا چراغ عربی ہوا کے ایک جھونکے سے ہمیشہ کے لیے بجھ گیا۔

فتوحات مصر عمرو ابن العاص نے خلیفہ عمر رض سے مصر پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عمر رض نے اس شرط پر اجازت دی کہ اگر وہ بعد کو واپسی کا حکم مصر مین داخل ہونے سے پہلے دین تو فوراً واپس آجائین۔ ابھی حضرت عمرو سرحد پر نہین پہونچے تھے کہ خلیفہ کا قاصد حکم امتناعی لیکر آیا۔ مگر عمرو ابن العاص نے جبتک مصر کی سرحد کو عبور نہ کر لیا۔ خط کو نہ کھولا۔ فرما جو مصر کا قدیم شہر پیلوسیم تھا اور کلید مصر کہلاتا تھا تیس دن کے محاصرہ مین مطیع ہوگیا۔ اس کے بعد عربی فوج دریاے نیل کے کنارے سے

شہر ممفسا یا ممفس (جہاں آجکل قاہرہ آباد ہی) پہونچکر اسکا محاصرہ کرلیا۔ اسوقت حضرت
عمروؓ ابن العاص کے ہمراہ صرف چار ہزار سپاہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے زبیرؓ کی سرداری مین
اور سپاہ روانہ کی۔ اہل مصر رومیون کے جابرانہ حکومت سے عاجز تھے۔ اور وہ بخوشی
ایک خفیف مقابلے کے بعد مطیع ہوگئے۔ ممفس کی فتح سے عرب تمام بالائی مصر پر
قابض ہوگئے۔ عربی فوج اب اسکندریہ اور زیرین مصر کی فتح کے لیے بڑھی
یہ زیرین مصر دریائے نیل کے دوشاخون سے ایک مثلث کی شکل مین تھا اور
یونانی اسکوڈلٹا کہتے تھے۔ اس کے اندر اور بھی کئی نہرین تھین۔ جس کے عبور
کرنے مین ہی سخت دقت واقع ہوتی تھی نہ کہ ہر جگہ پہ رومی فوج مقابلے کے لیے
موجود تھی۔ بالآخر یہ فوج قاہرہ اسکندریہ پہونچ گئی اور اسکا محاصرہ کرلیا گیا۔ محاصرے
کے وقت ایک قلعے سے نہایت بے موقع تیر باری ہو رہی تھی۔ عمروؓ بن العاص
چند سوارون کے ساتھ خود اس قلعہ کو سر کرنے کے لیے روانہ ہوگئے۔ انکی قلیل
جماعت دشمنون کی کثیر تعداد مین گھر گئی۔ اور خود عمروؓ ابن العاص بھی اسیر ہوگئے
عمروؓ ابن العاص کا ایک غلام وردان بھی اسی جماعت اسیرین مین تھا۔ عیسائیون
نے عمروؓ ابن العاص کے تیور اور طرز گفتگو سے یقین کرلیا کہ یہ ضرور کوئی سردار ہی
مگر چالاک وردان نے ان کے منھ پر ایک تھپڑ مار کر کہا کہ غلام کو اپنے سردار کے
سامنے ساکت اور باادب رہنا چاہیے۔ عیسائیون کو اسطرح دھوکا ہوگیا اور
انھون نے عمروؓ ابن العاص کو عربون سے صلح کرانے کے لیے قاصد بناکر واپس کردیا
حضرت عمروؓ ابن العاص جب اسلامی عسکر مین پہونچے تو ان کے آنے سے عربون
مین اور تازہ جوش پھیل گیا اور محاصرہ اور بھی سختی سے ہونے لگا۔ آخرکار اسکندریہ

نے بھی تنگ آکر بلا شرط اطاعت قبول کرلی - اسکندریہ کی فتح سے عربون کا قبضہ تکمیل ہوگیا - مصر کی دولت کا اسوقت یہ حال تھا کہ مؤرخون نے ذکر کیا ہے کہ ایکبار جب مدینہ منورہ مین قحط پڑا تو مصر سے جو غلہ اونٹون پر بار کرکے بھیجا گیا تھا اسکی قطار کا پہلا اونٹ مدینہ مین اور آخری اونٹ مصر مین تھا - مصر کے فتح ہونے کے تھوڑے ہی دنون بعد حضرت عمرؓ پر ایک عجمی مزدور فیروز نے اچانک حملہ کرکے ایک زخم کاری لگایا - جس سے آپ جانبر نہو سکے - شہادت سے پہلے آپنے چھ آدمیون مین سے ایک کو خلیفہ چُن لینے کی وصیت فرمائی - اور آپکے حکم کے بموجب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے -

فتوحات افریقہ | افریقہ جو آجکل ممالک بربری کے نام سے مشہور ہے - وہ قدیم کے رومی صوبجات کارتھیج - نمودیا - سرنیکا - اور مارٹیانیا اور حال کے طونس - الجزائر - طرابلس الغرب اور مراکش پر مشتمل ہے - چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ حضرت عبداللہ نے صحراے مصر کو عبور کرکے بارقہ پر حملہ کیا اور اسکے بعد ہی طرابلس کے شہر پر جا پہونچے - رومیون کی فوج کے ایک دستہ کو عربون نے گھیر کر قتل کر ڈالا ججیر (گریگوری) جو قیصر کی طرف سے والی تھا وہ ایک سو بیس ہزار سپاہ لیکر مقابلے کو نکلا جنکے ساتھ اہل مراکو و بربر کے قبائل بھی مدد کے لیے موجود تھے - عربون کے پیام اطاعت کو اسنے حقارت سے رد کردیا - شہر کے باہر ایک ریگستانی میدان مین دونون فوجین ملین اور کئی روز متواتر مگر بے سود مقابلے ہوتے رہے - ججیر کے ساتھ اسکی لڑکی جو دلیری اور خوبصورتی مین اسوقت افریقہ مین اپنا ثانی نہ رکھتی تھی اپنے باپ کے پہلو بہ پہلو لڑ رہی تھی بہت سے جانباز اس سے نکاح کی آرزو

رکھتے تھے۔ اس کے باپ نے اب اعلان کردیا کہ جو سردار عرب کا سر لاوے گا وہ اسکو علاوہ اپنی بیٹی کے نکاح مین دینے کے ایک لاکھ دینار انعام دیگا حضرت زبیرؓ نے حضرت عبد اللہؓ کو صلاح دی کہ وہ بھی ایسا ہی اعلان اپنی قوم مین کردین کہ ججیر کے سر لانے والے کو اسی کی اسیر لڑکی اور اس سے دوچند انعام دیا جائیگا۔ جب دوسرے روز معرکہ قتال پھر گرم ہوا اور دوپہر کو حسب معمول دونون فوجین پھر آرام لینے کے لیے جُدا ہوگئین تو حضرت زبیرؓ جنھون نے تھوڑی فوج پہلے سے علیحدہ تازہ دم رکھ لی تھی اسکے ساتھ جھکے اندھے رومیون پر ٹوٹ پڑے۔ رومیون نے شکست کھائی اور خود زبیرؓ کے ہاتھ سے ججیر قتل ہوا۔ جب اعلان کے شرط کے مطابق اسکی لڑکی ان کو پیش کی گئی تو انھون نے یہ کہکر انکار کردیا کہ مین نے خدا کی راہ مین جہاد کیا ہے۔ نہ کہ انعام کے لالچ سے۔ مغلوب رومی فوج سفطلاجو کارتھیج سے ۱۵ میل پر تھا بھاگ گئی۔ اہل ملک نے زیادہ مقابلہ کی قوت نہ پاکر ایک کثیر مقدار خراج پر اطاعت قبول کرلی۔

اسوقت مسلمانون مین سیاسی جھگڑے ایسے پڑگئے کہ اسمین خود خلیفہ حضرت عثمانؓ شہید ہوے۔ اور اس کے بعد حضرت معاویہؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ شروع ہوئی۔ اور حضرت علیؓ کے شہید ہونے تک یعنی تقریبًا بیس برس افریقہ پر مُسلمانون کی بڑھتی ہوئی فتوحات ٹھہر گئی۔ خلیفہ معاویہؓ نے بشار اور معاویہ کی ماتحتی مین پھر ایک مہم بھیجی جسنے تیس ہزار رومیون کو شکست دیکر کارتھیج تک دخل کرلیا۔ مگر افریقہ کی کامل فتح کا سہرا حضرت عقبہ کے سر بندھتا ہے۔ عقبہ ایک عظیم فوج شام سے لیکر افریقہ پہونچے اور کوہ اطلس اور صحراے عظیم کو آندھی کیطرح

پار کرتے ہوے طنجہ پر اسلامی پھریرا گاڑ دیا۔ طنجہ کے سامنے جب ابنائے بحر روم
جو اسپین کو افریقہ سے جدا کرتی انکے سامنے آئی تو اُنھون نے باآواز بلند کہا کہ اے
رب القہار اگر میرے راستے کو یہ سمندر روک نہ لیتا تو مین اسکے پار مغرب کی تمام اطلنطون
مین تیرا نام بلند کردیتا۔ دریاے سوس پر (جو مراکش کا ایک دریا بحر اطلانٹک مین گرتا ہے)
مراکش والون نے ایک سخت مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ اسوقت تک اہل بربر
و مراکش کثرت سے مسلمان ہوچکے تھے۔ مگر صرف اوپری دل سے اور جہان عربون
کو غافل پاتے بغاوت مچادیتے۔ ایک بغاوت مین جو خود ایک عرب سردار کی
بھڑکائی ہوئی تھی حضرت عقبہ رض شہید ہوگئے۔ حضرت زبیر رض جو ان کے بعد افریقہ کی
سرداری پر مقرر ہوئے۔ انھون نے باغیون کی سرکوبی کرکے حضرت عقبہ رض کے
خون کا انتقام لے لیا۔ اس ہنگامے سے موقع پاکر رومیون نے پھر سمندر کے
کئی شہرون پر قبضہ کرلیا۔ بلکہ ایک جنگ مین حضرت زبیر رض کو شکست دی خلیفہ
عبد الملک نے بالآخر حسن والی مصر کو مصر کے تمام خراج اور فوج کو افریقہ کے مطیع کرنے
مین لگانے کا پورا اختیار دے دیا۔ رومی فوج قسطنطینیہ، سسلی اور اسپین سے
جمع ہوکر کارتھیج پر اترآئی۔ عربون نے اسکو بھی خالی کردیا۔ دوسرے موسم بہار مین جب
عربون کی تمام تیاری مکمل ہوچکی تو رومیون پر عام حملہ بولدیا۔ رومی کارتھیج سے نکالے
گئے اور خود شہر اس جنگ مین ایسا خاکستر ہوا کہ پھر کبھی آباد نہوا۔ دوسری لڑائی جو
اٹیکا پر ہوئی اسمین رومی اور ان کے حلیف غارت کو ایسی شکست ملی کہ تمام افریقہ سے
ہمیشہ کے لیے انکا بالکل نام مٹ گیا۔ مگر ابھی ملک کی بغاوت جاری تھی۔ انکی سردار
ایک کاہنہ عورت جو بربریون کی ملکہ اور ربنیہ دونون تھی اُسنے یہ صلاح دی کہ چونکہ عرب ملک کی

سرسبزی اور دولت کو دیکھ دیکھ کر حملہ آور ہوتے ہین - لہذا تمام ذخیرے ـ شہر اور کھیت جلا دیے جائین - اس نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ اہل ملک اب دو بلا مین مبتلا ہو گئے ایک عربون کی تلوار - دوسرے قحط اور مفلوکی بالآخر شکست کھا کر منتشر ہو گئے اور رفتہ رفتہ مطیع ہو گئے -

حسن کے بعد موسے اور ان کے لڑکے جو بربری نومسلم تھے افریقیہ مین اسلام پھیلانے اور تالیف قلوب مین بہت کامیاب رہے - موسے کے غلام طارق نے شمالی مراکش کے شہر سبتہ اور طنجہ پر قبضہ کر لیا - افریقیہ کے اندر بہت سے عرب قبائل آباد کیے گئے - اور ایک نئے شہر قیروان کی کارتیج کی جگہ پر بنیاد رکھی گئی - چالیس برس کے اندر تمام افریقیہ مسلمان ہی نہین بلکہ عربون کی کامل نوآبادی مستغرب ہو گئی -

فتوحات اندلس جس وقت مسلمانون کا قبضہ تمام شمالی افریقیہ پر ہو گیا اسوقت اسپین مین اہل نات کا بادشاہ راذریق سلطنت کر رہا تھا - یہ حقدار بادشاہ ویزیا کے لڑکون کے حقوق غصب کر کے تخت نشین ہوا تھا اسلیے اسکی قوم اس سے خوش نہ تھی اور سبطہ کے والی جولین کے لڑکی کے معاملے مین اسنے نہایت شرمناک برتاؤ کر کے اپنے سب سے زیادہ وفادار سردارون کو بھی خلاف کر لیا تھا - جولین نے موسے سے ملکر اسکو اسپین پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور اس ملک کی دولت و زرخیزی کے ساتھ حکومت کی کمزوری کی پوری کیفیت بیان کر کے اسکو پورا آمادہ کر لیا - موسے نے خلیفہ ولید سے اجازت چاہی - ولید نے جواب دیا کہ مسلمانون کو بحر عظیم کے خطرات مین مبتلا کرنا اچھا نہین - اور بہتر یہ ہے کہ تھوڑی تعداد مین مسلمان جاسوس بنکر خود ملک کی چشم دید حالات معلوم کرین - موسے نے جواب دیا کہ ہسپانیہ اور مراکش کے

درمیان بحر اسقدر چوڑا نہین - بلکہ ایک آدمی اس کنارے سے اس کنارے تک دیکھ سکتا ہے - موسےٰ نے پہلے جولئن کی صداقت آزمانے کے لیے اسکو سب سے پہلے اسپین پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اپنی طرف سے "تعریف" کو ۵۰۰ سوار کے ہمراہ بعد کو اسکی مدد کو بھیجا - تعریف اسپین مین جس مقام پر اُترا تھا وہ جگہ ابتک راس تاریفہ کہلاتی ہے - یہ ملک مین گھُسکر بہت سے اسیر اور مال غنیمت لیکر لوٹا - ادھر طنجہ مین موسےٰ دوسرے سال ایک بڑے حملہ کی تیاری مین مصروف تھا - موسم بہار مین اسنے سات ہزار سپاہ اپنے غلام طارق کے ماتحت روانہ کی - طارق سبطہ کے مقابل ایک پہاڑی مقام پر آسانی سے اُتر آیا - یہ مقام بعد کو جبل الطارق یا جبرالٹر کے نام سے مشہور ہوا اور وہان سے بڑھکر کاڈیز (قادسیہ) پر قبضہ کرلیا - راذریق اسوقت اپنے ملک کی بغاوت فرو کرنے مین مشغول تھا - جب اسنے عربون کے اس حملے کی خبر سُنی تو اپنے ایک سردار کو ان اجنبی لوٹیرون کے گرفتار کرنے کو بھیجا - مگر جب اسے خبر ملی کہ عرب ملک پر قبضہ کرنے آئے ہین تو وہ ایک بھاری فوج لے کر قرطبہ کے میدان مین آ پہونچا - طارق نے موسےٰ کو امداد کے لیے لکھا - اسنے بارہ ہزار فوج اور جولئن کی رہبری مین روانہ کی - دونون فوجین ایک دریا کے کنارے زیرس مقام پر ملین - آٹھ دن تک برابر ایک دوسرے کا مقابلہ کرتی رہین - آٹھوین دن طارق نے اپنی فوج کو ان الفاظ مین غیرت دلائی کہ اے جانبازو - دشمن تمھارے سامنے ہے اور سمندر تمھارے پیچھے - اگر تم بھاگے تو تمھارے پناہ کی جگہ کہان ہے - میری طرح عہد کرو کہ یا لڑتے لڑتے مرجاؤگے یا مقتول بادشاہ غاث کے جسم کو روند ڈالوگے - ایک گھمسان لڑائی کے بعد ہسپانی فوج کے قدم اُکھڑ گئے - بعض مورخین کہتے ہین کہ تولیڈو کا پادری اور خود بادشاہ ویزا کے لڑکے

طارق سے مل گئے تھے۔ راڈرِیک اپنے سب سے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ مگر وادی الکبیر میں ڈوب کر مر گیا۔ اس جنگ نے اسپین کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ مسلمانوں کی طرف سے تمام جنگ میں سولہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ اور اسپین کے مقتولوں کی تو کوئی تعداد نہ تھی جب اس فتح کی خبر ولید کو پہونچی تو اسنے پیغمبر صلوٰۃ اللہ علیہ السلام کی حدیث پڑھی کہ "میری امت جلد مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی" فوج کے دستے اب تمام اسپین پر پہونچ گئے۔ سات سو سوار جنکے تمام گھوڑے مال غنیمت کے تھے قرطبہ پہونچکر خفیف سے مقابلے کے بعد اسپر قبضہ کر لیا۔ اندلس کے دوسرے بلاد طاعۃ۔ غرناطہ۔ مرسیا بھی جلد مطیع ہو گئے۔ طارق چند کوچ کے بعد وادی الکبیر اور کوہ موریا کو عبور کر کے قسطلان کے پائے تخت۔ ٹولیڈو کا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ بھی خفیف مقابلہ کے بعد مطیع ہو گیا۔ ٹولیڈو کی غنیمت میں ۲۵ تاج شاہی بھی تھے جن پر بیش قیمت موتی اور جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ اسپین کے مال غنیمت میں زبرجد اور سونے کی بنی ہوئی ایک میز بھی تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی تھی۔ اُس کو طیطس القدس سے روم لے گیا تھا اور اہل غاث روم سے اسپین میں لے آئے تھے۔ موسے کو طارق کی متواتر فتوحات سُنکر بہت ہی رشک ہوا اور اب وہ خود بھی دس ہزار سپاہ لیکر اسپین میں آ اُترا۔ اشبیلیہ کی بغاوت فرو کر کے مریدا پر قبضہ کر لیا۔ اہل شہر نے محافظت سے باہر نکلکر حملہ کیا۔ مگر موسے کی فوج نے سب کو گھیر کر فنا کر دیا۔ موسے نے ٹولیڈو کی طرف کوچ کیا اور تلورا کے مقام پر طارق سے ملاقات ہوئی۔ وہاں سے دونوں فوجیں ملکر شمال کی طرف بڑھیں۔ سرگوسہ نے اطاعت قبول کی۔ اور وہاں قریشیوں نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ علوقہ پر تلونہ پر قبضہ ہوا۔

حتی کہ اسلامی فوجین کوہ پیرنیز کو پار کر کے فرانس مین داخل ہوگئین۔ موسےٰ کا ارادہ
تھا کہ وہ اسی طرح بڑھتا ہوا تمام یوروپ پر قبضہ کر کے قسطنطینیہ پہونچ جائے مگر خلیفہ ولید
کے جانشین سلیمان نے اسکے غزوات اور فتوحات کی یہ قدر کی کہ وہ دمشق مین
بلایا گیا۔ اُسکو نہایت اہانت سے مجمع عام مین کوڑے مارے گئے۔ اسکا تمام مال و اسباب
ضبط ہوگیا یہانتک کہ وہ ہجرت کر کے حجاز مین گداگری کرنے لگا۔ اسپر بھی بس نہوا۔
بلکہ اس کے لڑکے بھی قتل کرڈالے گئے اور انکا سر بوڑھے باپ کے پاس بطور تحفہ
حجاز مین روانہ کیا گیا۔ ایسا ہی حشر فاتح سندھ محمد بن قاسم کا ہوا۔ اسکو بھی خلیفۂ وقت
نے نہایت بے دردی اور بے رحمی سے قتل کرادیا۔ اسکا صرف یہ قصور تھا کہ راجہ
داہر کی جو لڑکی خلیفہ کو تحفۃً پیش کی گئی تھی وہ باکرہ نہ تھی۔ فجار اور جبار خلفاء کی
غازیون کے ساتھ یہ توہین ان اللہ والون کے لیے جو صرف اسلام اور خدا کے
لیے لڑرہے تھے کچھ بھی دلشکنی اور حوصلہ توڑنے والی نہ تھی۔ مسلمان اسی طرح
جوش مین فرانس پر بڑھتے گئے۔ اور تقریبًا ایک تہائی فرانس ان کے قبضے مین
آگیا۔ تولوز پر زامااول سردار اسلام کو شکست ملی۔ مگر ہشام نے مسلمانون کی
خواہش پر عبدالرحمٰن کے ماتحت اور فوج روانہ کی۔ عبدالرحمٰن فتوحات کرتے
ہوئے قریب نصف فرانس پر قابض ہوگئے۔ فرانسیسیون کی طرف سے چارلس مارٹل
ایک بڑی فوج کے ساتھ مقابل ہوا۔ چھ روز تک نہایت سخت مقابلہ ہوتا رہا
آخر کو شامیون۔ یمنیون اور راہل بربر مین تقسیم غنیمت پر جھگڑا ہو پڑا۔ اور اتبک
دشمن بھی اگرچہ عربون کے تیرون اور نیزون سے اسکا قافیہ تنگ ہوگیا تھا
لپسپا نہوا تھا۔ بالآخر جب عبدالرحمٰن بھی شہید ہوگئے تو اسلامی عسکر راتون رات

پیچھے ہٹ کر پیرینیز کے پار اسپین مین واپس آگیا۔ چارلس کی اس فتح کو تمام عیسائی مورخ نہایت شدومد سے بیان کرتے ہین اور ان کے نزدیک چارلس نے ہی مسلمانون کو یوروپ فتح کرنے سے ہمیشہ کے لیے روک دیا تھا۔

فتوحات ماوراالنہر وسندھ

حضرت عثمانؓ کے وقت تک دریاے جیحون مسلمانون کی عجمی فتوحات کی حد رہی۔ حضرت معاویہ کے زمانے مین مسلمانون نے اس دریا کو عبور کر کے تاتاریون پر حملہ کیا۔ اور بخارا پر قبضہ کر لیا۔ ترکون کی ملکہ کے بھاگنے مین ایک پیر کی جوتی چھوٹ گئی تھی۔ اسکی قیمت دو ہزار دینار اندازہ کی گئی۔ ولید کے زمانے مین قطیبہ نے فرغانہ کے ملک کو فتح کر لیا بیس ہزار سپاہ کے ساتھ سمرقند پہونچکر اس شہر کا محاصرہ کیا۔ کئی روز سخت محاصرے کے بعد یہ شہر بھی مطیع ہو گیا۔ اہل شہر نے دس لاکھ دینار اور تین ہزار نوجوان غلامون کے خراج کا اقرار کیا۔ اس کے ساتھ تمام آتشکدے گرا دیے گئے اور انکے موبدین شہر بدر کیے گئے۔ قطیبہ کی سپاہ بڑھتے بڑھتے ختن کے قریب پہونچگئی۔ فغفور تاتاری نے جزیہ دینا قبول کیا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے روز فغفور کے دربار مین قاصد کتان کے باریک لباس پہن کر گیا۔ دوسرے روز ریشمی کپڑے اور تیسرے روز سلاح اور خود سے آراستہ ہو کر۔ فغفور نے جب ہر روز کے تبدیل لباس کے معنے پوچھے تو کہا گیا کہ پہلے روز کا لباس عورتون سے ملنے کا تھا۔ دوسرے روز کا بادشاہون اور حاکمون سے اور تیسرے روز میدان جنگ کا فغفور ان اشارون کو سمجھ گیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔

خلیفہ ولید کے زمانہ مین عبداللہ حاکم سیستان کو حجاج نے حکم بھیجا کہ وہ ملتان او

سندھ پر حملہ کرے - محمد بن قاسم سندھ پر بڑھا اور راجہ داہر کو شکست دیکر تمام سندھ اور ملتان پر قبضہ کر لیا - بہت سے عرب سندھ مین آباد کیے گئے اور سندھ کے جاٹون اور راجپوتون کی آبادی کا کچھ حصہ عراق مین منتقل کیا گیا کئی صدی تک مسلمانون کی حکومت سندھ پر قائم رہی -

فتوحات جزائر بحر روم | حضرت معاویہ کے زمانے مین قسطنطنیہ پر کئی حملے کیے گئے مگر وہان عربون کا بہ باعث سرما مستقل قبضہ نہوا جو مہمین بحری ذریعہ سے بھیجی گئین - اسنے لوٹتے ہوے روڈس اور قبرس پر قبضہ کر لیا - یہ قبضہ مسلمانون کا کب تک رہا - معلوم نہین - مگر ہارون رشید کے زمانے مین جب خلیفہ نے نیقفورس پر فتح پائی تو قبرس پر دوبارہ قبضہ ہوا - اور یہ قبضہ بھی غالبًا عرصے تک نہ رہا - کیونکہ جب ترکون نے اسپر قبضہ کیا ہے تو یہ عیسائیون کے قبضے مین تھا - رودس کے فتح مین وہان ایک پیتل کا عظیم مجسمہ کولوسس نامی دُنیا کے سات عجائبات مین سے سمجھا جاتا تھا جو خصوصًا قابل ذکر ہے یہ مجسمہ ایک یہودی کے ہاتھ کئی لاکھ دینار مین فروخت ہوا اور اس کے اٹھانے کے لیے ۳۰ ہزار جانور درکار ہوے -

المامون کے زمانے مین کریٹ اور سسلی پر مغربی عربون نے حملہ کر کے قبضہ کر لیا - خود عربون کی تاریخ مین اس فتح کا کوئی ذکر نہین مگر رومی مورخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس کے عربون کی ایک جماعت غالبًا وہان کی حکومت سے تنگ آکر ہجرت کر کے کہین اچھا مقام بحر روم پر ڈھونڈھ رہی تھی اس جماعت نے آخرکار اسکندریہ پر قبضہ کر کے لوٹ لیا - مگر خلیفہ المامون کی فوج نے جلد انکو شہر سے

نکالدیا۔ یہ اپنے جہاز پر سوار ہوکر بحر روم مین لڑتے ہوے کریٹ پر اُترے۔ ابو کعب
ان کے سردار نے پیچھے سے جہازون مین آگ لگادی۔ اور اُسنے کہاکہ اب
اس سے بہتر زمین کی تلاش مین کہان جاؤ گے۔ یہین رہ پڑو۔ اور یہین کی
خوبصورت عورتون سے نکاح کرلو۔ عربون نے خلیج سودا کے قریب اپنے اردگرد خندق
کھودوالیا۔ اسی وجہ سے جزیرہ کریٹ کا نام عربی مین خندقہ پڑگیا۔ جو بگڑکر
کینڈیا ہوگیا۔ عربون نے بڑھتے بڑھتے تمام جزیرہ پر قبضہ کرلیا اور اہل کریٹ بجز
دو ایک فرقہ کے مسلمان ہوگئے۔ کوہ ایڈا کے جنگل سے انکو اپنے جہازات
از سر نو بنانے کا موقع ملگیا اور انھون نے پھر بحری قوت بھی خاصی درست کرلی
اور پھر سلانیک اور لیمنوس جزیرہ پر بھی حملہ کرکے قبضہ کرلیا۔ کریٹ مین اسلام
۱۵۰ برس تک فتحیاب رہا۔ اس کے بعد رومیون نے پھر قبضہ کرلیا۔ اور جو لوگ
مرتد نہ ہوئے وہ زندہ جلادیے گئے۔ سسلی کی فتح بھی مغربی عربون کے ذریعے سے
حاصل ہوئی۔ ایک عیسائی نوجوان ایک راہبہ کو بھگالے گیا جس کے جرم مین بادشاہ
سسلی نے اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا۔ وہ بھاگ کر مسلمانون کی پناہ مین آگیا
اور اُسنے سو جہاز۔ سات سو سپاہ اور دس ہزار سوار لیکر مسلمانون کی طرف سے سسلی
کے مقام مزارا پر اترا۔ رگوسا۔ مسینا۔ اینا کو فتح کرکے عربی فوج نے سرگوسہ کا محاصرہ
کرلیا۔ عیسائی نوجوان جو اس فوج کی سرداری کررہا تھا لڑائی مین مارا گیا۔ اور
اسلامی فوج بھی محاصرہ کی تکلیف سے تنگ آکر شکستہ دل ہوگئی۔ مگر اندلس سے مسلمانون
کی کمک جلد پہونچ گئی اور سسلی قریب قریب تمام مفتوح ہوگیا۔ پلرمو عربی
امارت کا صدر مقام قرار پایا۔ یہان بھی اسلام نے بہت فتح حاصل کی۔ کہتے ہین کہ

جس روز سلطان افریقہ کے لڑکے کا ختنہ ہوا اسی روز اہل سسلی نے اپنے لڑکون کی جنکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی برضا و رغبت ختنہ کرا کر داخل اسلام کیا۔ ۹۵۳ء مین والی سسلی حسن نے ایک مہم اٹلی پر بھی بھیجی۔ اس حملہ سے اٹلی کے مغربی کنارے روما تک عربون کا قبضہ ہو گیا۔ ۱۰۰۱ء عیسوی مین کورسیکا پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہو گیا۔ ایک عرب لینزا انگیسا تھوڑی فوج لیکر اس جزیرہ پر آاُترا۔ اور اپنے شجاعت اور فصاحت سے جزیرہ کے لوگون کو حلقہ بگوش عرب و اسلام کر لیا۔ ڈیڑھ سو برس کے بعد اٹلی کے عیسائیون نے پھر اس جزیرے پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانے مین سارڈینا بھی عربون کے قبضے مین آگیا۔ اہل سارڈینا نے کچھ عرصے تک مقابلہ کیا مگر نوین صدی کے آخر اور دسوین صدی کے ابتدا مین اسپر مسلمانون کا کامل قبضہ ہو گیا تھا۔ پوپ جان ہشدہم نے مسیحی سلاطین سے اُس جزیرہ کے مخلصی اور رہائی کے لیے اپیل کی پیسا اور جنیوا کی جمہوری حکومتون نے آخرکار عربون کو نکالنے کا بیڑا اٹھایا اور اگرچہ انکو عرب کے جنگ خصوصًا انکی نفت اندازی سے نہایت نقصان اُٹھانا پڑا مگر عرب پر فتحیاب ہوئے۔

غالبًا عربون نے بیلارک اور مالٹہ اور دوسرے بحر روم کے چھوٹے جزیرون پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر تاریخ سے اسکی کوئی شہادت بہم نہین پہونچتی۔

جسوقت ہمارے رسول اللہ صلعم نے عرب سے باہر پہلے مہم بھیجی تھی۔ اُسوقت کون گمان کر سکتا تھا کہ اس صدی کے ختم نہونے تک یہ شرارہ مشرق سے لے کر مغرب تک کسرے کی تمام سلطنت اور قیصر کی تین ۳ چوتھائی سلطنت کو اپنے شعلہ مین لپیٹ لیگا مگر ہان جنکے پاس قرآن مجید تھا وہ خدا کے اس وعدے کو پہلے سے جان چکے تھے۔

"تم مین سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے ہین انسے خدا کا وعدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن انکو ملک کی خلافت (یعنی سلطنت) ضرور عنایت کرے گا۔ جیسے ان لوگون کو خلافت عنایت کی تھی جو انسے پہلے ہو گذرے ہین - اور جس دین کو اسنے ان کے لیے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اسکو ان کے لیے جما کر رہے گا۔ اور خوف وخطر جو انکو لاحق ہے - اسکے بعد وہ عنقریب ہی انکو اس کے بدے مین امن دیگا - کہ باطمینان ہماری عبادت کیا کرین گے اور کسی چیز کو ہمارا شریک نہ گردانین گے" (سورۂ نور)

تیسرا باب ۳

تمدن عرب

جبکہ مغرب مین خصوصاً اور دُنیا کے دیگر حصّون مین عموماً جہالت اور اوہام کی گھٹا ٹوپ تاریکی پھیلی ہوئی تھی عربی ممالک علم وفنون کی روشنی سے منور ہو رہے تھے دُنیا کی بہت سی قدیم جنگجو قومون نے ملکون کو زیروزبر کیا۔ عرب کے سوا کوئی دوسری قوم نہین جسنے ایک مدت قلیل مین ملکی فتوحات کی طرح علمی اور تمدنی ترقّی کو بھی کامل حقیقت پر پہونچا دیا - یونانیون - رومیون اور اہل فرنگ نے جو کچھ بھی علمی ترقی کی ہے اُنکو ایک زمانہ لگ گیا تھا مگر عربون کی فتوحات جسطرح برق تیز رو تھی اُسی طرح انکی علمی اور تمدنی ترقی بھی تھی۔

بنی امیہ کے ابتدائی خلفا کے وقت ہی سے یونانی علوم مسلمانون مین رائج ہونا شروع ہوئے - مگر وہ زمانہ فتوحات کا تھا اور جبتک بنی عباس کے زمانے مین عرب ملک گیری

ملک داری کی طرف متوجہ نہوے۔ علم وتمدن کو پوری ترقی نصیب نہوئی۔ المنصور کو اپنی ایک بیماری کے علاج کے واسطے ایک یونانی طبیب کا مشورہ لینا پڑا اور یہی معمولی واقعہ عرب مین یونانی طبابت کے آنے کا سبب ہوا۔ جسکو بعد کو عرب اطبا نے وہ ترقی دی کہ یہ علم اصل مین عرب کا ہوگیا۔ ہارون رشید کے زمانے تک علوم و فنون کی رفتار برابر بڑھتی گئی۔ اسی خلیفہ نے اپنے زمانے مین یہ حکم دیا تھا کہ ہر مسجد کے ساتھ تعلیم کا ایک مدرسہ بھی ہو۔ اس کے زمانے مین علوم وفنون کے مدارس کا رئیس ایک نسطوری عیسائی یحییٰ تھا۔ المامون کے زمانے مین عربون کا علم وتمدن ترقی کرکے اعلیٰ مراتب پر پہونچ گیا تھا۔ اپنے باپ کے زمانے مین جبکہ وہ خراسان کا حاکم تھا اس کے دربار مین بہت سے کلدانی۔ یونانی۔ ہندی۔ فلسفی موجود تھے۔ اور جب وہ تخت خلافت پر بیٹھا تو گویا اسنے علم کا دروازہ کھولدیا۔ اسکے زمانے مین بغداد دنیا کے سب سے بڑے ریاضی دان۔ منطقی۔ طبیب اور فلسفیون کا مرکز ہوگیا۔ ہزارون اونٹ ہر روز بغداد مین عجم یونانی۔ عبرانی علوم کی کتابون کے بار سے داخل ہوتے تھے۔ المامون کے قاصد شام۔ ارمینیا۔ اور مصر مین پھیلے ہوے تھے۔ جو نایاب کتابون کا سراغ لگاتے اور اُنکو دستیاب کرکے بغداد روانہ کرتے۔ مترجمون۔ معلمون اور مشرحین کی ایک بڑی جماعت بغداد مین آباد ہوگئی۔ جنکا پیشہ صرف علوم کی خدمت تھی۔ مامون نے میخائل قیصر قسطنطنیہ سے اس بات پر صلح کرلی کہ وہ یونان کے علوم کی کتابین جو معبد خانون اور خانقاہون مین بند پڑی ہین اس کے حوالے کردے۔ میخائل نے بہت خوشی سے یہ تمام شیطانی کتابین عربون کو بھیجدین۔ ان سب کا بڑے اہتمام سے عربی مین ترجمہ کیا گیا اور

اسپر شرحین لکھی گیئن - اور جب اس کے بعد ان کتابون کی ضرورت نہ رہی تو وہ سب آگ کے نذر کر دی گیئن -

خلیفہ واثق بھی اسیطرح نہ صرف علوم کا مربی تھا بلکہ اکثر علوم اور خصوصًا شاعری اور موسیقی کا بڑا زبردست عالم تھا - اسکو نجوم سے بڑی دلچسپی تھی - جب وہ بیمار پڑا تو دربار کے نجومیون نے پیشینگوئی کی کہ ابھی وہ پچاس برس اور سلطنت کریگا - مگر اُسکا دس روز کے اندر ہی انتقال ہوگیا - اس لیے بعد کے خلیفہ نجوم کی طرف سے بدعقیدہ ہو گئے تھے - حسن ابن سہل اور ابو معشر اس زمانے کے بڑے نجومی تھے -

خلیفہ مستنصر جس کے زمانے مین خلافت مثل سایہ کے باقی رہ گئی تھی - اسوقت بھی علوم و فنون کا بڑا چرچا تھا - اسنے اپنے نام پر ایک مشہور مدرسہ بغداد مین بنوایا - اس مدرسے کی عمارت بقول مؤرخون کے اسوقت لاجواب تھی - ہر چار مذہب کے مدارس اسمین جُدا تھے اور ہر طالب علم اور معلم کو سرکاری وظیفہ دیا جاتا - ان کے لیے حمام اور شفاخانے بھی بنوائے گئے تھے - انھین خلفاء کی تقلید مین احمد بن طولون والی مصر نے ملک کے ہر عالم کا ایک ہزار دینار وظیفہ مقرر کیا تھا اور لاکھون روپیہ بغداد کے علماء اور فقراء مین تقسیم کرنے کے لیے بھیجا کرتا - نظام الملک وزیر ملک شاہ سلجوقی نے اپنے نام پر ایک مشہور مدرسہ نظامیہ بھی بغداد مین بنوایا - جہان امام غزالی معلم تھے - اور مشہور شاعر سعدی نے تعلیم پائی تھی - بغداد مین مدارس کی وہ کثرت تھی کہ اندازہ کیا گیا ہے کہ ہر سال ۶ لاکھ طالب علم فارغ التحصیل ہو کر نکلتے تھے اور انھین مدارس کی برکات کا نتیجہ تھا کہ ہر زمانے مین مؤرخین - شعرا - اطبا - ریاضی دان کثرت سے عربون مین موجود تھے -

تقریباً خلافت کے ہر بڑے شہر مین مدارس - دار العلما - اور کتب خانے' موجود تھے -
بصرہ اور کوفہ اپنے مدرسون اور عالمون کی کثرت سے بغداد کی ہمسری کا دعویٰ کرتے تھے
دمشق - حلب - بلخ - اصفہان - سمرقند علوم و فنون کے دوسرے مراکز تھے - اس زمانے
کے ایک معمولی طبیب کا ذکر ہے کہ جب اُسکو امیر بخارا نے' علاج کے لیے طلب کیا تو اسنے
اس بنا پر جانے سے انکار کر دیا کہ صرف اسکی علوم کی کتابون کے لیے چار سو اونٹ
درکار تھے -

مورخین افریقہ نے بھی نہایت فخر و مباہات سے اپنے ملک کے مشہور علمی مراکز کا ذکر کیا ہے'
مراکش - قیروان - فاس - مین ہر قسم کی علمی مدارس - مساجد - کتبخانے موجود تھے اور
ان کتبخانون مین اب بھی بعض ایسی کتابین دستیاب ہوئی ہین جو کبھی یوروپ مین نہ
ملتی تھین - ہسپانیہ کے علمی مدارس اور علمی ترقیات اسوقت کے عالم اسلامی مین سب سے
بڑھی ہوئی تھین - اسپین مین ابتدائی تعلیم کا ایسا عمدہ انتظام تھا کہ مشکل سے اسپین مین
کوئی شخص موجود تھا جو علم سے محروم رہا ہو - اس کے برخلاف یوروپ مین اسوقت
مشکل سے کوئی آدمی مل سکتا تھا - جو علم سے واقف ہو - قرطبہ - اشبیلیہ - غرناطہ - اپنے
مدارس کی کثرت پر ایک دوسرے سے مسابقت کر رہے تھے - قرطبہ جو حکیم سینکا کی
پیدائش کی جگہ تھی وہان رومیون کے وقت مین بھی کئی مدارس تھے - مگر عربون کے
زمانے مین اس شہر کی علمی ترقی کی یہ حالت تھی کہ قصیری نے لکھا ہے کہ ایک وقت مین
مشاہیر عالم اسلامی سے ۷۰ آدمی صرف اسی شہر کے رہنے والے تھے - الحکم نے یہان
ایک شاہی دار العلوم اور ایک شاہی کتب خانے کی بنیاد ڈالی جسمین چار لاکھ کتابین
تھین - حکم خود ایسا علم دوست تھا کہ تقریباً یہ تمام کتابین اس کے مطالعہ سے گذر چکی تھین

اور ہر کتاب پر اس کے حاشیے اور صاحب کتاب کی تاریخ پیدائش وفات اور اسکے مختصر حالات خود اس کے قلم سے لکھی ہوئی تھین - غرناطہ کا دار العلوم مرسیا کے ایک عالم شمس الدین کی زیر نگرانی تھا - ابن متوکل جسنے وہان بارھوین صدی عیسوی مین سلطنت کی ہے اس کے پاس ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کتب خانہ تھا - اسکی بہت سی کتابین ابتک اسکوریئل (شاہی محل اسپین) مین موجود ہین - قصیری نے اس شہر کے ان علماء کا ذکر کیا ہے جو اپنے وقت کے جید العصر تھے اور انکی تعداد ۲۰۰ سے متجاوز تھی جسمین فلسفی - مؤرخ - فقیہ - محدث شامل تھے - اسپین کے دوسرے شہرون تولیدو - بلینگا - مرسیا - ولنسیا مین بھی اسی طرح مدارس اور مکاتب کی کثرت تھی - اندلس کے شہرون مین ستر مدارس عوام کی تعلیم دینے کے لیے مخصوص تھے - مڈل ڈارٹ نے ستر مشہور و معروف دار العلما اور دار العلوم کا ذکر کیا ہے جو عربون کے زمانے مین اسپین مین موجود تھے اور ساتھ ہی ان عالمون کی بھی ایک فہرست دی ہے جو اسوقت اُن دار العلوم کے مدرس تھے - ان مدارس کے انتظام اور اُن کے نصاب تعلیم کے متعلق بہت تھوڑے سے معلومات ہم تک پہونچے ہین - ہر مدارس کا انحصار مخصوصاً مذہبی تعلیم پر ہوتا تھا اور اسواسطے مدارس کی زیادہ تعداد مسجد سے متعلق تھی - مدرسون کی دو قسمین تھین - ایک تو وہ جہان عام لوگ پڑھتے تھے اور اسمین لکھنا - پڑھنا - حساب اور مذہبی تعلیم ہوتی تھی - دوسرے وہ مکاتب جو مسجد سے علیحدہ بنائے جاتے تھے اور اسمین اعلیٰ تعلیم مثل منطق - ادب - فلسفہ - حدیث - فقہ کی مکمل تعلیم ہوتی تھی - ان مدارس مین طلبائے رہنے کا بھی انتظام ہوتا تھا - اور ان کے خوراک اور لباس کا بھی ہر مدرسے کا ایک شیخ ہوتا تھا جو صرف اپنی علمی استعداد کی بنا پر مقرر ہوتا خواہ اسکے مذہبی خیالات

کیسے ہی ہون - یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ہر سال طلبہ کا امتحان بھی ہوتا - بلکہ طب کے مدارس مین اس امتحان کا ہونا یقینی امر تھا - مصر اور ہسپانیہ مین ان امتحانون کی بڑی سختی سے نگرانی کیجاتی تھی - اور جب رئیس الاطبا طالب علم کی لیاقت سے مطمئن ہوجاتا تو اسکو ایک سند ملتی اور اُسکو طبابت کرنے کی اجازت دیجاتی - مدارس مین استادونکو مقرر کتابین تعلیم دینی کے لیے دیجاتین - اور یہی کتابین درسیات مین داخل ہوتین

عربون کے دوسرے علوم کی جوکچھ بھی ترقی رہی ہو - ہمین شک نہین کہ شاعری - بلاغت - صرف ونحو کو اُنھون نے معراج ترقی پر پہونچا دیا تھا - ان علوم کو قرآن شریف کی وجہ سے ایک قسم کا معیار ملگیا تھا - اہل بصرہ اور کوفہ خصوصاً اسمین زیادہ ماہر تھے مگر اسپین کے عرب بھی ان سے کچھ کم نہ تھے - قصیری نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ہاشم نے اپنی کتاب اصول فصاحت وبلاغت کے دیباچہ مین سیکڑون متقدمین نحویون کی غلطی نکالی ہے - بلاغت جو قدیم عربون کا خاص جوہر اور مایۂ نازش تھا - خلفاء جبابرہ کے زمانے مین بالکل مفقود ہوچلا تھا کیونکہ عربون کی ذاتی آزادی سلب ہوگئی تھی لیکن باوجود اسکے یہ حال تھا کہ عربون مین اعلےٰ درجے کے خطیب اور مقرر کی تعداد بھی زمانہ جاہلیت سے بیش از بیش متجاوز تھی - مالک دل کو اسیر کرنے والی تقریر کے لیے مشہور زمانہ ہے - شریف نظم اور نثر کی جداجدا خوبیون کو اپنی تقریر مین عجب خوبی سے ملا دیتا - حریری جو عربون کا سسرو اور ڈماستھینز کہلایا جاتا ہے - اس کے خطبے حریر پر آب زر سے لکھنے کے قابل ہین - چھٹی صدی مین غرناطہ کا بدرالدین اپنی بلاغت کی وجہ سے شمع بلاغت مشہور ہوگیا تھا - اور شکاکی کی تحریرنیسے اسکو عربون کا کوئنٹلین کا واجبی خطاب ملنا چاہیئے - شاعری جو قدیم سے عربونکی بلاغت

کی طرح انکے یے مخصوص تھی - اب اپنے زمانہ تمدّن مین وہ ترقی کی کہ یہ کہنا مبالغہ نہوگا کہ جتنے دیوان عربون کے موجود ہین وہ دنیا کی تمام قومون سے زیادہ ہین - خلافت راشدہ اور بنی امیہ اور پھر خلافت بنی امیہ اور عباسیہ کے جھگڑون مین شاعرون نے اپنی مخالفت کی ہجو اور موافقت کی مدح مین نظم کا ایک دریا بہادیا ہے - خلفاے بنی عباس اور بنی اُمیہ اپسین کے دربار نے شاعری کی قدر و منزلت سے اسکو اعلیٰ درجے پر پہونچا دیا - جتنے کوفہ کا رہنے والا الملک الشعرا کے خطاب سے مشہور ہے خلیل ابن احمد نے سب سے پہلے شعرون کے وزن اور معیار کے اصول پر کتاب لکھی اور فن عروض کی بنیاد ڈالی ہے - شاعری صرف مردون کی جدّت پر موقوف نہ تھی - اس زمانہ کے بعض خواتین بھی اپنی بلند پردازی اور نازکخیالی مین مایۂ فخر و ناز تھین خلیفہ قرطبی کی بیٹی ولادہ جس طرح خوبصورتی مین مشہور تھی ویسا ہی جدّت آفرین طبیعت اور شاعری کے یے بھی - اور اسکو عرب کا سافو کہنا بیجا نہوگا - لبانہ جو ایک دوسری قرطبہ کی خاتون ہین صرف شاعری ہی کے یے مشہور نہ تھین - بلکہ فلسفہ اور ریاضی مین بھی ید طولےٰ رکھتی تھین - یہ خلیفہ حکم کی پرائوٹ سکریٹری تھین - صفیہ اشبیلیہ کی رہنے والی شاعری اور خوشخطی کے یے مشہور ہین العتابیہ جنھون نے خلیفہ کے یے مدحیہ قصائد لکھے ہین - مریم جو عربون کی کورینا کہلاتی ہین وغیرہ - شعرا کی ایک لاالف خلیفہ معتصم کے بیٹے ابوالعباس نے لکھی ہے جسمین ۱۳۰ شعرا کا ذکر ہے - قشیری نے بھی ایسے ہی ایک شعرا کی سوانح کا ذکر کیا ہے جو جو بیس ۲۴ جلدون مین تھی - الحجاز نے ایک سوانح ۵ جلدون مین لکھی ہے صفیلوی نے ۳۰ جلدون مین - ثعلبی کی کلیات عربی شعرا کے مختلف کلام کا ایک نمونہ ہے جسمین

بہت سے شعرا کی حیات بھی لکھی گئی ہے ۔ جو اسوقت مصر ۔ شام ۔ عراق ۔ عجم ۔ تاتاری پر بھیلے ہوے تھے ۔

باوجودیکہ عربون کو شاعری مین اسقدر کمال تھا ۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان کی کوئی تصنیف ڈراما اور نظم رزمیہ بہ مثل ہومر اور فردوسی کے نہین ہی ۔ اور نہ کسی یونانی یا رومی مصنف کا ترجمہ ہی ہے ۔ صرف ہومر کے ایک قدیم عربی ترجمہ کا جو خلیفہ ہارون رشید کے وقت مین کیا گیا تھا پتہ چلتا ہے ۔ اسکو لنبان کے ایک عیسائی عربنے کیا تھا ۔ اس کمی کو عربون نے ان عجیب وغریب افسانون سے پورا کر لیا تھا ۔ جسکا نمونہ آجتک الف لیلہ ولیلہ کے نام سے موجود ہے ۔ یہ کتاب اسوقت یوروپ کے تمام زبانون مین ترجمہ ہو چکی ہے اور یہ عجائب القصص ابتک بچون سے لیکر بوڑھون تک لوگون کے دلچسپی کا باعث ہین ۔ علاوہ اس کتاب کے عربی ممالک مین قصہ خوانون کی ایک جماعت بھی جنکے قوت متخیلہ برجستہ ایک نیا قصہ بنا دیتی اور جو کبھی قلمبند نہین ہو سکتی ۔ ہزارون قسم کے قصے ابتک یہ قصہ خوان ممالک عرب مین بیان کرکے سُننے والے کی فکر و پریشانی کو غنودگی سے بدل دیتے ہین ۔ انھین قصہ خوانون مین حماد ایک شخص مشہور ہے جسکی قوت حافظہ کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بار اسنے خلیفہ کے سامنے یہ دعوے کیا کہ اے امیر المومنین مین ہر شاعر کے کلام کو جسکا آپ نام جانتے ہین پڑھکر سُنا سکتا ہون ۔ بلکہ ان کے کلام کو بھی جسکا آپنے نام نہین سُنا مین ہر ایک شاعر کی شاعری کی پوری تشریح بھی کر سکتا ہون ۔ مین حرف تہجی پر نسو شعر شعرائے قدیم کے سُنا سکتا ہون ۔ یہ کہکر اسنے اسقدر اشعار پڑھے کہ خلیفہ گھبرا گیا ۔ جب شمار کیا گیا تو معلوم ہو کہ وہ تین ہزار شعر پڑھ چکا ہے ۔

خلیفہ نے خوش ہوکر اسکو ایک لاکھ درہم انعام دیئے - امیر یوسف کو ایک مصرع کی جستجو تھی کہ وہ کس شاعر کا ہے اور معلوم نہ ہوتا تھا - حماد نے فوراً بتا دیا - اسپر امیر نے بھی ایک لاکھ درہم انعام دیے -

علم تاریخ جو قدیم مین صرف نسب ناموں پر منحصر تھی - اسلامی عربون کے زمانے مین انتہائی ترقی پر پہونچ گیا - اب تک تاریخ پر اتنی تصانیف موجود ہین کہ اگر صرف مصنفین کی فہرست لکھی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے - تاریخ مین ہر ہر مملکت ہر ہر بادشاہ اور قوم کی جُدا جُدا تاریخین - ان کے کارنامے - ان کے فتوحات ان کے نظام و تمدن کی شرح و بسط کے حالات کی کتابین موجود ہین - ابن خلدون نے اپنی تاریخ پر جو مقدمہ لکھا ہے اسمین تاریخدانی کو فلسفہ کے درجے تک پہونچا دیا ہے اور اسکی تحقیق اور درایت بالکل آجکل کے مورخون کے طرز پر ہے -

ابو الفدا مورخ اور ابن خطیب جو خلیفہ غرناطہ کا وزیر تھا خصوصاً تاریخی واقعات کی صداقت نگاری کے لیے مشہور ہین - آخر الذکر نے خلفاء اسپین اور افریقہ پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے - اسنے اسپین کے مشاہیر اور علماء کی سیرتین بھی لکھی ہین - ابن ہشام یا (ابن حسام) قرطبی شاعری کے ساتھ تاریخ دانی اور زبان دانی کے لیے مشہور تھا اس کے تصنیفات کی اسقدر کثرت تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے نے ۴۰۰ تصنیفات جمع کین اور ان مین اسی ہزار صفحے سے زیادہ تھے - ابن حیون قرطبی نے اسپین کی تاریخ دس جلدون مین لکھی ہے - اسکی ایک تصنیف جسمین اسنے اپنے ہی زمانے کے واقعات قلمبند کیے ہین سات جلدون مین ہے - اسپین کے ہر ہر ولایت اور ہر ہر شہر کے مورخ موجود ہین - اسپین کے

۱۳ صدی کی مکمل تاریخ جسمین اسکی جغرافیہ - پیداوار علمی اور اقتصادی حالات ہین
مصنفون نے یکے بعد دیگرے ۱۱۵ برس مین تمام کی تھی - سیرۃ پر بھی ایسا ہی تصنیفات
کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے - رازی اور ابن رازی قرطبی نے وزرا کے انساب
اور ان کے کارنامون پر ضخیم جلدین لکھی ہین جسطرح مسعودی نے خلفاء مشرق
کی مفصل سیرۃ لکھی ہے - اسی طرح ابو الولید نے خلفاء بنی امیہ اسپین مین سے
ہر ایک کی جدا سیرۃ لکھی ہے - ابن زید قرطبی اور ابو المنذر واللساوی نے مشہور
گھوڑون کے انساب پر بحث کی ہے - اسی طرح عبد الملک نے اونٹون کے نسب پر
کتاب لکھی ہے - اسنے سوانح عمریون کی ایک بڑی قاموس بھی مرتب کی ہے -
ابن خلکان نے بھی ایک سوانح پر قاموس لکھی ہو - جسکا کئی زبانون مین ترجمہ
ہو چکا ہے - علاوہ اس کے قرون اولے اور پیغمبرؑ کے اصحاب کے مفصل حالات پر
بے شمار کتابین لکھی گئین ہین جنکی وجہ سے اصول حدیث مین نہایت مدد ملتی ہو -
عربون نے انسائیکلوپیڈیا - گزیٹیر اور اسی قسم کی دوسری کتابین بھی تصنیف کی
ہین - محمد ابو عبد اللہ قرطبی نے علوم وفنون کی انسائکلوپیڈیا لکھی ہے - جو گیارہ جلدون
مین تھی - اور جسمین سے اب بھی چوتھا اور ساتوان حصہ باقی ہے - ایسا ہی فارابی
نے اسوقت کے مروجہ علوم وفنون پر ایک کتاب لکھی ہو - یہ شخص ۷۰ زبانون کا عالم
تھا - علوم جغرافیہ مین جہانتک اس زمانے کی معلومات تھی - عربون کی تحقیقات نہایت
صحیح تھی - قاہرہ کے کتب خانے مین کرۂ زمین کے بارہ نقشے رکھے ہوے تھے جسمین
ایک پیتل اور ایک چاندی کا تھا - چاندی کا کرہ وزن مین تین ہزار درہم تھا
اور اسکے بنانے مین اسی ہزار اشرفیان خرچ کی گئی تھین - ابو الفدا جغرافی تحقیقات

مین صحت کے باعث محققون کے صف اول مین شمار ہوتا ہے - شریف ادریسی قرطبی
نے جسنے ایک چاندی کا کرہ بنا کر راجر بادشاہ سسلی کو نذر کیا تھا اسنے جغرافیہ پر
ایک کتاب بھی لکھکر بادشاہ کے نام سے معنون کیا تھا - اس کتاب کا خلاصہ
حال مین شام کے مسیحیون نے چھاپا ہے - اسپین کے عربون نے زمین کی مساحت
کا اندازہ بھی قریب قریب صحیح معلوم کر لیا تھا - مقدسی - ابن حوقل - ابن بطوطہ -
ابن جبیر نے دُنیا کی سیاحت کرکے وہان کے مفصل اور دلچسپ حالات لکھے ہین -
ھمدانی نے جزیرۃ العرب کی مفصل حالات - اسکی پیداوار - اسکے نباتات حیوانات
وغیرہ نہایت شرح وبسط سے موجودہ جغرافیئین کے طرز پر لکھے ہین - قصیری نے
اٹھارہ ۱۸ مشاہیر کے نام لکھے ہین جنھون نے محض جغرافی تحقیقات کے لیے بڑے
دور دراز کے سفر کیے تھے - ابن رشید نے افریقہ - مصر اور شام کا سفر کیا ہے - اور
وہان کے مدارس - کتب خانون علمی مجالس کا خصوصاً مفصل حال لکھا ہے -
علوم آثار قدیمہ پر ثماری اور مقریزی کی کتابین عربی سکون کی تاریخ پر ہین -
مقریزی نے وزن اور پیمانون پر بھی ایک کتاب لکھی ہے - غزالی نے عرب
کی قدامت پر بحث کرتے ہوے اپنے ملک کی ایجادات اور فنون پر بھی تبصرہ
کیا ہے - علوم سیاست مدن (پولیٹیکل اکانمی) اگرچہ موجودہ صورت مین ترقی پذیر نہو
تھے - مگر عربون کو اسمین بھی دخل تھا - ملک کے فتح ہونے کے ساتھ ہی عربون کو اس
ملک کی اقتصادی حالت لکھنے کا شوق ضرور پیدا ہوتا - عمر ابن عبدالعزیز کے
زمانے مین عاصم ابن مالک والی ہسپانیہ نے مشرق کی بہت سی باتین ملکی ترقی
[illegible] نے وہان رواج دین - اسنے خلیفہ کی معلومات کے لیے ملک کے مختلف صوبون

وہان کے دریا بندرگاہون اور شہرون کا ذکر نہین کیا بلکہ ہر جگہ کی آب وہوا وہان کی زمین کی حالت ۔ وہان کے پہاڑ ۔ درخت ۔ معدنیات ۔ ذرائع آبپاشی وترقی زراعت ۔ تجارت کی درآمد اور برآمد اور ان کے ذرائع ترقی پر بہت بڑی رپورٹ لکھی ہے ۔

فلسفہ مین بھی عربون نے ویسا ہی ترقی کی جیسا اُنھون نے علم ادب مین کیا تھا ۔ الغزالی نے فلسفہ مابعد الطبیعہ پر اپنے علم کلام کی بنیاد رکھی ہے ۔ الکندی خلیفہ المامون کے وقت کا ایک بڑا فلسفی مشہور ہے ۔ قریب دو سو علوم کی کتابین جو اسکی تالیف اور تصنیف سے شمار ہوئی ہین اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یونان عجم اور ہند کے علوم سے پورا واقف تھا ۔ عربون کے مذاق کے بموجب ارسطو کا فلسفہ اور منطق بہ نسبت دوسرے فلسفہ یونان کے زیادہ قابل قبول تھا ۔ اگرچہ افلاطون کے اشراقی فلسفہ سے بھی بے خبر نہ تھے ۔ ارسطو کا سب سے بڑا عربی مفسر مشہور فلسفی ابن رشد ہے جسکو اہل یورپ اویروس کہتے ہین ۔ بعضون کا خیال ہے کہ وہ ارسطو سے بھی سبقت لے گیا تھا ۔ اسکوریئل مین اور بھی بے شمار فلسفیون اور صوفیون کی تصانیف موجود ہین ۔ جنکی معتبر فہرست قصیری اور ڈی ہربلاٹ نے دی ہے ۔

علوم طبیعات مین بھی عربون کو بہت کچھ درک تھا ۔ اور طب مین تو انکی ترقی اُس زمانے مین کسی کو نصیب نہین ہوئی ۔ کہا جاتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی مین بغداد سے بہتر کہین طبیب نہ مل سکتے تھے ۔ روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانے مین حارث ابن کلدہ عرب کا مشہور طبیب ہو گیا تھا ۔ یہ شخص حضرت

ابوبکر صدیق رضی کا بھی طبیب خاص تھا اوسنے جندی ساپور کے مدرسہ طب مین تعلیم پائی تھی جسکی بنیاد شاپور نے ڈالی تھی - جب شاپور نے قیصر روم کی لڑکی سے شادی کیا تو یونان کے حکما کو اس مدرسے کیلیے بلوایا - بغداد اور اسکندریہ کے مدارس مین خلیفہ کی خاص توجہ سے یہ علم پڑھایا جانے لگا اور بقراط اور جالینوس کی کتابین بڑی شوق سے ترجمہ کی گئین - عربون کے مشہور اطبا ہین حنین - موسے - جبرئیل بختشوع - ثابت ابن قرہ - الکندی کے علاوہ بے شمار طبیبون کے حالات اصیبعہ نے تحریر کیے ہین - علی ابن عباس مجوسی نے عربی طب کے ابتدائی حالات اور اس کے منزل بمنزل ترقی کے سب بہتر حالات لکھے ہین - یہ شخص حاکم حلب کے دربار کا سب سے بڑا عالم تھا - اسکی تصنیف الملکی علم طب کے معلومات کا سب سے بڑا ذخیرہ تھا حتّی کہ قانون ابوسینا نے اسکو منسوخ کردیا - الرازی جو دسوین صدی کا ایک مشہور و معروف حکیم ہے طب کے علاوہ دوسرے علوم مین بھی کامل ماہر تھا - پہلے وہ رے کے مریض خانون کا رئیس الاطبا تھا - اور اسکے بعد وہ مدرسہ بغداد کا معلم مقرر ہوا اسکی تصنیف الحاوی مرضون کے بیان مین سب سے زیادہ مشہور کتاب ہے اسنے الکحل کے کشید کے تراکیب اور خصوصاً چیچک کے مرض پر بہت بڑی بحث کی ہے اس کے مقالات آب و ہوا - موسم اور انسانی طبیعت پر نہایت فلسفیانہ اور عالمانہ ہین مرض کے متعلق اسکی محققانہ تحریر واقعی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ وہ اپنے تجارب اور خداداد ذہانت مین بے مثل تھا -

مگر الرازی سے بھی بڑھکر عرب کا مشہور طبیب اور فلسفی بوعلی سینا ہے - جسکو اہل یوروپ اوی سینا کہتے ہین - طبی دُنیا مین وہ بقراط اور جالینوس سے کم ہی مشہور ہے - یہ ۹۸۰ء مین بخارا مین پیدا ہوا اور بغداد مین اسنے اپنے

علوم کی تکمیل کی۔ علاوہ طبابت کے وہ طبیعات منطق۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ ریاضی ادب ولغت وغیرہ کئی علوم کا بھی ماہر تھا۔ کچھ عرصے تک یہ ہمدان کے بادشاہ کا وزیر اور طبیب خاص رہا اور جب اسکی علمی اور طبی شہرت بہت پھیلی تو سلطان محمود غزنوی نے اپنے دربار مین بلایا۔ مگر اسنے انکار کردیا۔ اور سلطانی عتاب کے خوف سے جرجان چلا گیا۔ جہان اسکی شہرت طب اور فلسفے کی مرتے دم تک قائم رہی۔ اسکی تصانیف قانون اور شفا صرف اسلامی دُنیا ہی مین قدر ومنزلت کی نگاہ سے نہین دیکھی جاتی بلکہ زمانہ وسطیٰ مین تقریبا ۶۰۰ برس تک یوروپ کی تمام یونیورسٹیون مین اسی کی کتاب درس مین داخل تھی۔

دوا سازی مین بھی عرب خوب ماہر تھے۔ اُنھون نے سب سے پہلے دواخانون کا قیام اجزاؤن کی کیمیائی ترکیب دینے۔ اور دواؤن کے بنانے کے اصولون کا رواج دیا ہے۔ عربی دواخانون پر ایک مفتش مقرر ہوتا تھا۔ جو دواخانون کا معائنہ کیا کرتا۔ اور دواؤن کے بجائے دوسرے اجزا فروخت کرنے والے یا مقرر سے زیادہ قیمت لینے والون کو سزائین دیتا۔ بہت سے اجزا خانون کے نام مثلاً نفتہ۔ کافور۔ سیرپ۔ جیلیپ۔ عربی نامون سے نکلے ہین اور نیزوب اجزا سازی مین زیادہ ماہر تھا۔ اسکی کتاب مین مفرد اور مرکب ادویات کی مفصل شرح کی ہوئی ہے۔ زہریلی دواؤن کے لیے تریاق کی جستجو اسکا سب سے عزیز مشغلہ تھا۔ جراحی مین عربون نے اگرچہ زیادہ توجہ نکی۔ کیونکہ مُردون کی چیرپھاڑ اسلامی اصول کے خلاف تھا جیب تدریجی ایک طبیب نے کسی مفتی سے اس بارے مین استفتا کیا تو مفتی صاحب نے جواب دیا کہ خود ایسا سوال کرنا بھی خلاف

اسلام ہے۔ اس لیے عربون نے جراحی اور تشریح اجسام کے لیے جانورون کی لاشون یا یونانیون کی تحقیقات پر بس کیا ہے۔ مگر باوجود اس کے عربون مین بعض جراح نے واقعی قابل قدر تحقیق اور ترقی کی ہے۔ علی ابن عباس نے پہلے جراحی کی تحقیقات کی ابتدا کی۔ اس کا بیٹا آنکھون کے مرض کا محقق سمجھا جاتا ہے۔ موتیا بند کے لیے ابن سینا نے دبادینا بہتر سمجھا ہے۔ مگر اسکی راے ہے کہ اسکو چیر کر نکال دینا چاہیئے۔ اسکی جراحی کی تصنیف تین حصون مین منقسم ہے۔ پہلے حصے مین کاسٹک کے استعمال دوسرے مین جراحی کے قابل امراض اور تیسرے مین اصول جراحی۔ ابو القاضی نے جراحی کے مختلف آلات کو بیان کیا ہے۔ بہت سے موجودہ آلات جراحی اسی کی ایجاد مین سے ہین۔ خود لینسٹ کا لفظ اسکے النسل سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک قسم کا چاقو لسون کی جراحی کے لیے مخصوص تھا گلے کے رطوبت جذب کرنے کے لیے لمبا ربڑ جس کے سرے پر اسپنج لگا ہوتا ہے۔ اسی نے نکالا ہے۔ قہیری نے لکھا ہے کہ اسکوریل مین ایک کتاب عرب کی جراحی پر موجود ہے جسمین آلات جراحی کی تصادیر بھی بنی ہوئی ہین۔

علم نباتات جو طبابت کی ایک شاخ ہے۔ اسمین بھی عربون نے خاصی ترقی کی تھی۔ خود موجودہ لفظ باٹنی نباتات سے نکلا ہے۔ رازی علی ابن عباس۔ اور ابو سینا نے بہت سی جڑی بوٹیون کے حالات لکھے ہین۔ مگر ابن ابیطار ملاغہ کا رہنے والا خصوصاً علم نباتات مین سب سے زیادہ مشہور و معروف گذرا ہے۔ نباتاتی تحقیقات کے شوق مین اسنے ایشیا۔ یورپ اور افریقیہ کا سفر کرکے

ہر موسم اور آب و ہوا کی پیداوار کی آزمائش مین ایک بہت بڑا زمانہ صرف کر دیا - اسکی تصنیف تین مضمونون پر منقسم ہے - پہلی نباتات کی ماہیت اور خاصیت پر دوسری معدنیات اور دھاتون پر - تیسری حیوانات پر - اسکا انتقال بارھوین صدی عیسوی مین دمشق مین ہوا - قیصیری نے ایک دوسرے مشہور عالم نباتات کا ذکر کیا ہے جسکا نام ابن خارا تھا - اور جو سلطان المظفر کے نباتاتی باغ کا منتظم تھا - بیرونی جو ریاضی اور ہیئت کے لیے مشہور ہے - چالیس[40] برس تک ہندوستان مین گھوما کیا - اس کی ایک کتاب جواہرات پر نہایت محققانہ ہے -

علوم کیمیا مین عرب تقریباً موجد خیال کیے جاتے ہین - ان کے پہلے یہ علم نجوم اور سحر کی سی خرافات باتون پر مبنی تھا - عرصے تک عرب کے بوالہوس بھی کیمیائے آب حیات اور سنگ پارس کی جستجو مین رہے - آخر کار کیمیا کے بہت سے راز عربون پر انکشاف ہونے لگے اور انکو بہت مشاہدات حاصل ہوئے علم کیمیا دوائیون کی تراکیب اجزا مین بہت کار آمد ثابت ہوئی - رازی غالباً پہلا طبیب ہے جسنے کیمیاوی اجزا کے دریافت کو مدارج ترقی پر پہونچایا ہے - عربون نے بہت سے عناصر کے خاصیت دریافت کر لی تھین - عرق کے کشید کرنے کے طریقے وہی موجد ہین - چنانچہ انگریزی کا الابنک عربی عنبیق سے نکلا ہے - تین معدنی تیزاب (یعنی گندھک - شورے اور نمک) کا علم عربون کو تھا - الکلی خود عربی لفظ قلی سے نکلا ہی جو پوٹاش کا مرادف ہے الکحل کے کشید کی تراکیب - پارے کے مرہم - سنکھیا - توتیا - کسیس - شورے - پھٹکری -

نوسادر کی دریافت سے ثابت ہوتا ہے کہ عربون نے علم کیمیا کو خاصی ترقی دی تھی
عربون کا سب سے مشہور کیمیا دان حاران کا رہنے والا گبر یا جابر تھا - جو آٹھ صدی عیسوی
مین پیدا ہوا - اسکی تصنیفات سے بہت سے کیمیائی تراکیب کا مفصل حال معلوم ہوتا
ہے - نمک اور شورے کے تیزاب کے ملانے سے جو تیزاب سونے کو گلا دینے والا
پیدا ہوتا ہے اسکا بھی علم اسکو تھا - عرب پوٹاش اور سوڈے سے بھی واقف
تھے اور ان کے کاربونیٹ اور ائکلائیڈ سے بھی - وہ یہ بھی جانتا تھا کہ پوٹاس
اور سوڈا گندھک کو حل کر لیتے ہین - اور اسنے اس ذریعے سے ان اجزا کو خالص نکالا
تھا - جابر کی تصنیف سے جسکا ترجمہ لاطینی مین ہوا ہے صرف چار چھوٹی کتابین باقی
ہین - بقول ڈی ہربلاٹ اسکی تصانیف پانچسو جلدون مین تھین - اس کے بہت سے
کیمیاوی تجارب یوروپ مین اٹھارہ صدی تک مانے جاتے تھے - اسپرینگل کا قول
ہے کہ اب بھی کیمیا اور طب کی بیشمار معلومات کیمیا دانون کو مفید ثابت ہوسکتی ہین
اگر وہ رازی - موسے - گبر - ابی سینا کی کتابون کا اصل مین مطالعہ کرین -

عربون کی علم ہئیت کا سب سے زیادہ ترقی کا زمانہ مامون رشید کا ہے - اسنے تمام
قدیم ہئیت دانون کی تحقیقات کا ایک ضخیم خلاصہ لکھوایا ہے اور اپنے اخراجات سے
بیش قیمت آلات بھی بنوائے ہین - عراق کی سطح زمین مشاہدہ آسمانی کے لیے سب سے
زیادہ موزون تھی - عرب کے حکیمون نے پہلے سنار اور دوسری دفعہ کوفہ کے میدان مین
کرۂ زمین کے ایک درجے کی صحیح پیمائش کی اور اسطرح تمام خط استوا کی لمبائی کا
۲۴ ہزار میل تخمینہ کیا ہے - جس طریقے سے اسکی پیمائش کی گئی تھی اُسکو ابوالفدا نے
ابن خلکان کی روایت پر مفصل بیان کیا ہے - عرب کے مشہور ہئیت دانون مین

ابو المفر نے ہیئت پر ایک تبصرہ لکھا ہے اور ایک کتاب قران سیارون مین اور ایک دوسری کتاب دُنیا کی تخلیق اور اسکی ابتدا اور انتہا پر لکھی ہے۔ مشہور الفرجانی نے ایک رسالہ علم ہیئت پر لکھا ہے۔ جو درسیات مین داخل تھا۔ اس کتاب کا ترجمہ پروفیسر گولئس نے کیا ہے۔ یہ کتاب بطلیموس کی کتاب الماجسٹ سے ملخص ہے۔ اسنے اسطرلاب اور ساعت شمسی پر بھی کتابین لکھی ہین۔ محمد ابن موسیٰ عبداللہ ابن سہل۔ یحیی بن منصور کی تقویمین صحت کے لیے مشہور ہین۔ البتانی جو خلیفہ مقتدر کے دربار کا سب سے بڑا عالم تھا وہ اپنی زیچ کیلیے جسکا نام تقویم صابی ہے اور جسکو اسنے چالیس برس کی مدت مین رقہ مین تیار کیا تھا مشہور ہے۔ اس کے تجربات اور مشاہدات اس علم پر بہت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اسنے آفتاب کے متعلق ایک نئی توجیہ کی ہے۔ اور بطلیموسی تقویم کی بہت سی غلطیون کو درست کیا ہے۔ اسکی کتاب ستارون کے علوم پر۔ جو ابتک موجود ہے علمائے ہیئت کے نزدیک بڑی معتبر سمجھی جاتی تھی۔ اسنے ستارون کے دائرہ مخروطی کے ترچھے پن کا جو حساب لگایا ہے۔ ہمین اسکی ابتک تقلید کی جاتی ہے اُس نے آفتاب کے موسمی طلوع کی تبدیلات کا بھی حساب کیا ہے۔ اور اسی نے سال کے ۳۶۵ دن مع کسرون کے معلوم کیے ہین۔ اس کے ہمعصر ابن قرہ نے بھی دائرہ مخروطی کے ترچھے پن کا حساب کیا ہے اور اسنے آفتاب کے سالانہ گردش کا اندازہ ۳۶۵ دن ۶ گھنٹہ۔ ۹ منٹ۔ ۱۲ سکنڈ لگایا ہے۔ جو موجودہ تحقیقات کے لگ بھگ ہے۔ ارزاقل جو ٹولیڈی تقویم کا مصنف خیال کیا جاتا ہے اور گیارہ صدی عیسوی مین گذرا ہے اسنے آفتاب کی مختلف المرکزی کے کم ہونے کے اثبات پر دلائل دیے ہین

اور یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ عمل بطلیموس کے بعد سے پیدا ہو رہا ہے - اس کے اُصول کو یوروپ کے ہیئت دانون پرنیکس - ہروکس - نیوٹن - فلمسٹڈ - اور بیلی نے چاند کے بارے مین اختیار کیا ہے -

موجودہ ہیئت مین رصد گاہون کی اصل عرب سے پیدا ہوئی ہے - اشبیلیہ کی مسجد کے ساتھ ایک رسدگاہ بھی بنی ہوئی تھی جو مشہور ریاضی دان جابر کی نگرانی مین بنوائی گئی تھی اب بھی عیسائی دُنیا مین عربون کی یادگار مین سے اسکا وجود باقی ہے - اور اُسکو ٹاور آف گرالڈو کہتے ہین - یوروپ مین ہیئت کے دور جدید کی تاریخ بقول بیلی کے عربون سے شروع ہوئی ہے - اور سب سے پہلے ہیئت پر الفرجانی کی کتاب ترجمہ کی گئی ہے - اسنے یہ بھی کہا ہے کہ کپلر کے سیارون کی گردش کے مخروطی راستون کی تحقیق نورالدین پترکسی کی تحقیقات پر مبنی ہے - اسی نورالدین کی کتاب کرہ پر اب ابھی اسکوریل مین موجود ہے - لالینڈ ی اور اینڈریس نے کہا ہے کہ الفونسو دہم بادشاہ قسطلان جو ہیئت دانی کی وجہ سے مشہور ہے اسکو یہ علم عربون ہی سے پہونچا تھا - جنکو اسنے تولیڈو مین آباد ہونے کے لیے بُلوایا تھا -

بغداد اور قرطبہ کے دارالعلوم علم نظریات پر بھی درس دیتے تھے - الفارابی - ابن حیون - الحازن نے اسپر کئی کتابین لکھی ہین - مگر اب پہلے دو کی تصنیفات ناپید ہین - آخرالذکر کی تصنیف جو اسنے بارھوین صدی عیسوی مین لکھی تھی اسکا بہت سے مصنفین نے حوالہ دیا ہے - راجر بیکن نے بھی اس سے اقتباس کیا ہے - اور ویٹیلیو نے جو تیرھوین صدی مین پولینڈ کا رہنے والا تھا - اُسکی شرح لکھی ہے - ریاضی مین مشہور یونانی مساحت دانون کا ترجمہ ہو گیا تھا - المامون نے مشہور

یونانی ریاضی دان لیو کو قیصر سے طلب کیا - اور اسکو سو پونڈ وزن سونا دینے کا وعدہ کیا مگر اسنے تعصب کی وجہ سے انکار کردیا - ابن قرہ نے ارشمیدس اور اپولانیس کے علم مخروطی کا ترجمہ کیا ہی بیکر نے اپنی تاریخ فلسفہ مین بیان کیا ہے کہ عربون نے بجز یونانی ریاضی دانون کی تصنیفات کے ترجمہ کے اس علم مین زیادہ ترقی نہین کی لیکن دوسرے محققین خصوصاً منکولانے ثابت کیا ہے کہ انھون نے یونانیون کے علوم سے بہت زیادہ اسمین ترقی کی ہے علم مثلث موجودہ صورت مین عربون ہی سے ابتدا ہوا ہے - انھون نے بھی یونانی اصطلاح "سائین" کی جگہ "کارڈ" کا استعمال کیا ہے - ابن موسے اور جبیر نے کروی علم مثلث پر اعلی تصانیف کی ہے - الکندی نے علاوہ یونانی ریاضی دانون کے ترجمہ کے بہت سی کتابین اپنی طرف سے اضافہ کی ہین - الجبرا اگرچہ بالکلیہ عربون کی ایجاد نہین مگر انھون نے اس علم مین اسقدر ترقی کی کہ خود اس علم کا نام عربی کا ہوگیا - الجبرا کے معلومات پر عربون نے اتنی ہی ترقی کی تھی جتنی موجودہ معلومات کا عربی معلومات پر اضافہ ہوا ہے - ابن قرہ اور ابن موسے خصوصاً اس علم کے عالم تھے - عمر ابن ابراہیم کی ایک اصلی تحریر الجبرا کے "کیوبک اکیوشن" پر اب بھی لیڈن کی یونیورسٹی مین موجود ہے اور قصیری لکھتا ہے کہ اس علم کے اصول اور تعریف پر غرناطہ کے ایک شاعر نے نظم لکھی ہے عددون کی ایجاد جنکے بغیر حساب کتاب کی موجودہ آسانیان ممکن نہ ہوتین اور ان کے بغیر علوم کی ترقی بھی اس حالت کو نہ پہونچتی جیسے آجکل ہے وہ بلاشک وشبہ عربون کے ذریعہ یوروپ مین پہونچی ہین - اگرچہ عرب خود اس بات کا اقرار کرتے ہین کہ انھون نے عددون کو ہندوستان سے سیکھا تھا - اور انکی تصنیفات سے یہ ثابت ہوتا ہے مثلاً عربی کے ایک حساب کی کتاب کا نام ہے "حساب کرنے کے قاعدے ہندوستانیون کے

اصول کے بموجب: یونانی - رومی - اور عبری قومین عددون کو حروف تہجی مین لکھتی تھین - ہندوستانی بھی عددون کو حروف تہجی کو ذرا مختصر کر کے لکھتے تھے - اور عربون نے اسکو اور بھی مختصر کر کے عددون کی ایجاد کی ہے! عشاریہ اور صفر تو مخصوصًا انھون ہی نے عددون پر ایزاد کیا ہے - گیرٹ جو بعد کو پوپ سلوسٹر ہوا ہے اور جو اس سے پہلے اسپین کی عربی دارالعلوم کا طالب علم تھا - اسکی بدولت یہ عددی حروف یوروپ مین پہونچے - اسی نے سب سے پہلے یوروپ مین دارالعلوم کی بنیاد ڈالی ہے - اور دو مدرسے ایک بابیو اٹلی مین اور دوسرا ریمز فرانس مین عرصے تک عربی فلسفہ کی تعلیم دیتے رہے -

عربون نے ریاضی کے ذریعے بہت سے آرام اور آسائش پہونچانے والی اختراعین کی ہین - مثلاً - حمام - حوض - نہر - پانی کے خزانے - فوارے - ہائڈرالک (پانی کھینچنے کا آلہ) کے ذریعے پن چکیان چلانا - اور آبپاشی کی نہرون کا اپنے اختیار مین کرنا - انھون نے افریقہ اور اسپین مین بہت سی اس قسم کی نہر اور حوض درست کرائے ہین - الحمرا کے باغات مین پانی کے ایسے آبشار تھے - جسپر محل کا پورا عکس پڑتا تھا اور ہر شہر مین فوارے چھوٹتے تھے - جس سے گرمی کی شدت شہر کے رہنے والون کو کم معلوم ہوتی تھی تولیدو کے محل مین بھی ایک بڑا مصنوعی تالاب تھا - جس کے بیچ مین ایک خوبصورت سا کوشک بنا ہوا تھا اسمین ہر طرف رنگین شیشے لگے ہوتے تھے - اس کے اندر جب خلیفہ بیٹھتے تو اوپر سے پانی گرتا اور اندر شمعین اور فانوسین روشن ہوتین - اور یہ عجیب نظارہ پیدا کرتا ہمکو عربون کی پانی کی حرکت و قوت کے علوم پر کوئی کتاب نہین پہونچی ہے لیکن الکندی کے دو کتابون کا قفطی نے ذکر کیا ہے - ایک کا نام ہے "اشیا جو پانی پر تیرتی ہین - دوسری کا نام ہے اشیا جو پانی مین ڈوب جاتی ہین"-

معماری مین عرب اپنے زمانہ کے اُستاد یگانہ تھے - بعض اوقات سلطنت کی کل آمدنی
عمارتون کے بنانے اور انکے آرائیش اور نگارش مین صرف کردیجاتی - عربون کے سامنے
بعلبک یروشلیم - مدائن کی عمارتون کا نمونہ تھا - کہا جاتا ہے کہ کسی نے عربون کے برابر عمارتین
نہین بنوائی ہین - اگرچہ پتھر کھودنے مین انھون نے کم ہی وقت صرف کیا ہے - عربون کی
مشرقی اور مغربی طرز عمارت مین بہت ہی کم فرق ہوتا تھا - جیسا الحمرا کی موجودہ عمارتون
سے دیکھنے اور قدیم سیاحون کے عربی عمارتون پر تحریر پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے -
اسیطرح عبدالملک کی مشہور مسجد دمشق کی اور غرناطہ کی مسجد جو اب گرجا ہے - اسمین
بھی کم ہی فرق ہے - عام مکانون مین زیادہ توجہ اندر کی آرائیش اور زیبائی مین
صرف کیجاتی - اور روشنی کا ایسا انتظام کیا جاتا کہ پردہ کو بند کر لینے سے اسکی روشنی اندر کے
تمام آراستگی پر پڑ سکے - کمرون کو اس ترکیب سے بنایا جاتا کہ آواز بازگشت پیدا ہوتی[1]
ان کے ہوا کے آمد و رفت کے لیے روزندان کے طریقے بھی نہایت قابل تحسین تھے -
خصوصًا مٹی کے نلون سے مکان کے اندر سردی مین گرم ہوا پہونچانا - دیوارون اور
چھتون کی نقش و نگاری مین زیادہ توجہ کیجاتی چینی کے ٹھیکرے جنپر نیلا - سفید - اور
رنگ برنگ کا روغن بھرا ہوتا - جب وہ ایک دوسرے سے ملا کر فرش اور دیوارون
پر لگائے جاتے تو نہایت خوشنما معلوم ہوتے - سب سے زیادہ عجیب چیز ان کے عمارتون
کی پائداری ہے - دیوارون پر ایک قسم کا مصالحہ لگایا جاتا جو پتھر کی طرح سخت ہو جاتا
اور ابتک ان دیوارون سے نمونہ بنائے گئے ہین جنپر ایک خراش بھی نہین پڑا -
لکڑیون کا کام جو کہ ایسا پائدار نہین ہوتا وہ بھی بعض جگہ ابتک قائم ہے - الحمرا کے
فرش اور سقف جو سات سو برس سے لاپرواہی اور بے توجہی کا شکار ہو رہی ہین

[1] مسجدون مین امام کے سامنے محراب سے انکی قرأت قرآن کی آواز کو بڑھانا علم الصوت کا بہت بڑا اور

اس مین چیڑ کی لکڑیون کا جو کام ہے وہ ابتک بغیر کرم خوردہ ہوئے اپنی اصلی حالت پر باقی ہے۔

عربون کی عمارتی تاریخ تقریباً ۸سو سال کی ہے موسیو لیبورڈے نے اسکے ترقی۔ انحطاط اور تنزل کو تین زمانے مین تقسیم کیا ہے۔ تیرھوین صدی کے بعد سے عربون نے جو عمارتین بنانی شروع کی ہین۔ انمین ان کی اختراع اور جدت کا بالکل پتہ نہین چلتا۔ گاتھک قسم کی محرابون کی اختراع پر اہل یوروپ مختلف القول ہین۔ کرسٹوفرین کا قول ہی کہ وہ عربون کی جدت طرازی ہی کا نتیجہ ہے۔ اور زیادہ قرین قیاس بھی ہی۔ ہلالی محراب قدیم سریانی عمارتون مین پایا جاتا تھا اور اسکی خاص وجہ یہ تھی کہ ہلال ایک دیوتا کی خاص نشانیون مین سے تھا۔ شام کے عربون نے اسی کو اختیار کیا۔ اور ان مین ایسا ہی محراب کا رواج ہوگیا۔ جب بنی عباس نے بنی امیہ پر غلبہ کیا تو انھون نے انکی ضد مین محراب کا طرز بدل کر اسکو نصف بیضاوی صورت مین کر دیا۔ یہی طرز بعد مین مشرق اور مغرب عربون مین رواج پاگیا۔

تصویر کشی کی اسلام مین ممانعت ہونے کے باعث قرن اولے کے مسلمان کسی قسم کی تصویر کو روا نہ رکھتے تھے کہ ان مین شائبہ بت پرستی پایا جاتا ہے[1]

[1] اصل مین تصویر کشی کے خلاف قرآن مجید کا کوئی حکم نہین ہے۔ اور جو احادیث ہین انکی نسبت بہت کچھ کہا جاسکتا ہے اگرچہ ابتدائی عربی عمارتون پر زیادہ تر قلیدسی اشکال یا پھول پتیان ہی رہتی تھین مگر بعد کے مسلمانون نے اس پر لبس نہ کیا مشرقی خلفا اپنے سکون پر اپنی صورت کا ٹھپہ لگوا دیا ہے میرے پاس مستنصر باللہ کا ایک سکہ موجود ہے جسمین اسکی صورت برہنہ سر کی بنی ہوئی ہے عبدالرحمٰن ثالث نے اپنی حرم کا مجسمہ اپنے محل کے سامنے بنایا تھا۔ الحمرا مین فوآرون کے کنارے شیرون کی تصویرین بنی ہوئی ہین اور دروغن صیروان پر بہت تاریخی واقعات کی تصویرین ہین۔

لیکن رسم خوشخطی نے عربون کی اس بڑی کمی کو پورا کردیا تھا - کتابون کے بے شمار تراجم اور تحریر مین اسکی ضرورت ظاہر تھی - افتخار بھی ابن عدی جو خلیفہ مستکفی کے وقت مین ہوا اسکا پیشہ تحریر کتب تھا اور وہ ایسا خوش نویس تھا کہ اسکی تحریر چھاپے کو بھی مات کردیتی اسکے ساتھ ہی اسقدر تیز نویس تھا کہ ایک دن اور رات مین دو سو صفحے لکھ ڈالتا تھا - یعقوت بھی ایسا ہی خوشنویس مشہور ہے - چنانچہ خوشنویسی کے لیے وہ ضرب المثل ہو گیا - مثلاً کسی خوشنویس کی تعریف کرنا ہو تو اُسکو یعقوت رقم کہہ دیتے ہین -

ابن عدی کا ہمعصر ذہب جسکا لقب المزور یعنی تزویر کرنے والا (جعل بنانیوالا) تھا دوسرون کی تحریر کی نقل اُتارنے مین مشہور تھا - وہ ایسی نقل اُتارتا کہ خود لکھنے والیکو اسکی تحریر اور اپنی تحریر مین فرق نہ معلوم ہوتا - مختلف قسم کی مرکبات سے تحریر کو مزین کرنا بھی وہ بطور ہنر کے سیکھتے تھے -

موسیقی کے بھی عرب بہت دلدادہ تھے - قدیم اعرابیون کے کرخت اور درشت لہجے جسمین وہ ریگستانی غزلین گاتے تھے اب خلفاء کے زمانہ ترقی مین ترقی کرکے ہنر کے درجہ کو پہونچ گیا تھا - قرطبہ اور بغداد مین صرف موسیقی سکھانے کے کئی مدرسے قائم کیے گئے تھے - بعض نے اس فن مین وہ ترقی کی تھی کہ قدیم یونانی ٹموتھیس کی طرح اپنی آواز سے سننے والے کے دل کو جس طرح چاہتے موڑ لیتے - اسحق موصلی اپنے وقت کا اُستاد یگانہ تھا - ایکبار مہدی اسکو اپنی ایک غزل بانسری پر گاتے ہوئے سنکر اسکا ایسا مشتاق ہوگیا کہ فوراً اسکو اپنے دربار کے خواصون مین کرلیا - اور پانچ خلفاء عباسیہ تک وہ اپنے اسی مرتبہ پر قائم رہا - جو نہایت تعجب انگیز چیز ہے - ہارون رشید کے تخت نشین ہونے پر جو اسنے مبارکبادی کا گیت گایا تھا وہ اب تک مشہور ہے -

اس کے گانے سے ہارون رشید ایسا متاثر ہوا کہ وہ اپنے ہر بزم مین اسحٰق موصلی کا ہونا ضروری سمجھتا تھا۔ ایک بار خلیفہ کو اپنے ایک حرم سے شکر رنجی ہو گئی۔ اور اسنے قسم کھا لیا کہ وہ پھر اسکی شکل نہ دیکھے گا۔ مریدہ جو اس حرم کا نام تھا نہایت پریشان ہوئی اور جعفر سے صلاح لی۔ جعفر نے اسحٰق موصلی کو خلیفہ کے دل راغب کرنے کے لیے آمادہ کر لیا۔ خلیفہ کے سامنے اسنے ایسا دردبھرا گیت گایا کہ ہارون رشید فوراً اُٹھ کر حرم سرا مین گیا اور مریدہ سے میل جول کر لیا۔ ابو محمد ایک دوسرا موسیقی دان بغداد مین خلیفہ واثق کے زمانے مین ہوا ہے۔ ایک بار واثق اسکے گانے سے ایسا خوش ہوا کہ اسنے اپنی شاہی ردا اُتار کر اُسپر ڈالدی اور اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم اسکو انعام دیے۔ فارابی دوسرے علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ موسیقی کا بھی بڑا عالم تھا حتی کہ وہ عرب کا آرفیس کہلاتا ہے۔ ایک بار جب وہ مکہ معظمہ کے حج سے لوٹ کر حاکم حلب سیف الدولہ کے دربار مین پہونچا تو اس سے دربار کے عالمون سے پہلے ایک علمی مباحثہ ہوا جس مین اسنے سب کو خاموش کر دیا۔ اس کے بعد دربار کے گویون کے ساتھ ملکر اُنسے سُر ملانا شروع کیا۔ حاکم بہت خوش ہوا اور اس سے کچھ سُننے کی فرمائیش کی۔ اسنے ایک ایسی راگ چھیڑی کہ پہلی راگ مین تمام دربار والے مارے ہنسی کے لوٹنے لگے۔ دوسری راگ مین سب رونے لگے۔ اور تیسری راگ مین اُنپر غنودگی طاری ہو گئی۔ الفارابی کی ایک تصنیف موسیقی پر اسکوریئل مین موجود ہے۔ اسمین اس فن کے اصول انسانی آواز کو باجے کی آواز سے ملانے کے طریقے۔ راگون کی تشریح کے ساتھ تیس۳۰ قسم کے آلات موسیقی کے حالات مع تصویرون کے دی ہوئی ہین۔ موسیقی پر ایک دوسری کتاب کتاب الاغانی الفرج کی تصنیف ہے۔ دو جلدون مین سے اب اسکی ایک جلد باقی

رہ گئی ہے جسمین ایک سو ننانوے اس راگ کی تصریح کے علاوہ چودہ مرد اور چار گویے عورتون کے حالات زندگی بھی لکھی ہین - عربی اور اطالوی راگ مین بہت مشابہت پائی جاتی ہے - اور یہ بہت قرین قیاس ہے کہ اطالیون کے اوزان راگ (سارےگاما) اسپین کے عربون سے ماخوذ ہین - عربون ہی سے بانسری کی ابتدا ہوئی ہے - جوان کے نزدیک تمام آلات موسیقی سے بہتر تھا - دوسرے آلات موسیقی - ارغنون - رباب - دف - چنگ - ستار بھی عربون سے یوروپ مین آئے ہین - عرب صرف راگ ہی سے عاشق کی کامیابیان اور ناکامیابیان کا نقشہ نہ جماتے تھے - بلکہ گانے والا اپنے لباس کے رنگ سے بھی عاشق کے حال کی کیفیت دکھلاتا - مثلاً سیاہ اور زرد رنج کی - نیلی رقابت کی - ارغوانی رنگ زیادتی عشق اور سبز رنگ امیدون کی علامتین مقرر تھین - حال مین ایک یوروپین مؤرخ نے ثابت کیا ہے کہ اسکاٹلینڈ والون کی تومبیان (بیگ پائپ) جو انکا قومی آلۂ موسیقی کہلاتا ہے وہ بھی عرب سے لیا گیا ہے کیونکہ جس قسم کا اسکاٹلینڈ والے استعمال کرتے ہین - بالکل اسی طرح کا مشرق مین قدیم سے استعمال ہوتا تھا - اسپین کے عربون مین ناچنا بھی ایک فن کے حد تک پہونچ گیا تھا - اور عربی ناچ واقعی عام یوروپین ناچ سے بہت مشکل ہے - اور بغیر پوری مشق کے نہین آسکتا - انگریزون کے مارس ڈنیس مین عربی ناچ کی بہت شباہت پائی جاتی ہے موسیقی کے ساتھ عربون مین دوسرے طرب ولعب مثلاً شہسواری اور گھوڑون کی مسابقت - چوگان بازی (پولو) کتے اور پرندون سے شکار - شطرنج کا کھیل وغیرہ بھی بہت رائج تھا اور انھین سے یوروپ والون نے لیا ہے -

چینی کے ظروف بنانے مین جو ترقی انھون نے کی ہے - وہ الحمرا کے بہت سے گلدانون سے

جو اب تک محفوظ ہین اور رنگین روغنی کھپرے جو ان کی عمارتون مین لگے ہوے ہین معلوم ہوسکتا ہے۔ چمڑے کے کمانے۔ رنگنے (دباغت) نرم و چمکدار بنانے مین وہ ید طولےٰ رکھتے تھے۔ جب عرب اسپین سے نکلکر مراکش مین آباد ہوے تو بہت عرصے تک یہ دستکاری مراکش مین باقی رہی اور وہین سے یہ انگلستان پہنچی ہے۔ جہان اب بھی نہایت عمدہ کمایا ہوا چمڑہ مراکو یا کارڈوان (قرطبی) چمڑہ کہلاتا ہے۔

اگرچہ بعض علوم و ہنر مین عربون نے صرف قدماے کے کامون کو جلا دی ہے۔ لیکن اگر وہ نہوتے تو یہ قدیم علوم و معرفت یورپ تک کبھی بھی نہ پہونچتے۔ جالینوس اور بقراط کے علاوہ اپالونیس اور پرگیس کی ریاضی عربون ہی کے ذریعے وہانتک پہونچی ہے۔ آخرالذکر کا کچھ حصہ عربی مین سترھوین صدی عیسوی مین میڈیکین لائبریری مین پایا گیا ہے اور کچھ حصہ انگلستان کے بوڈلین لائبریری مین عربی سے لاطینی ترجمے کی صورت مین موجود ہے اور بعد کو اسکا ترجمہ برنارڈ اور ہیلی نے کیا ہے اسمین شک نہین کہ بہت سی اختراعین اور ایجادین جنکی بنا پر یورپ کی بہت آسائش پہونچانے والی چیزون ظہور مین آئی ہین اور جس کے بغیر علم و ہنر کی ترقی مین ایسی آسانی نہوتی وہ عربون ہی سے نکلی ہین عربون نے وقت کے شمار کے لیے پنڈولم بھی ایجاد کیا ہے۔ اور انکو تلغراف کا بھی علم تھا۔ اگرچہ انکو موجودہ ترقی نہ دے سکے تھے۔ اونی اور سوتی کپڑون کا بننا۔ اور انکا مختلف رنگون مین رنگنا۔ لوہون پر روغن چڑھانا (جسکو آجکل جاپان وارنش بولتے ہین) کاغذ بنانے کی ایجاد جسکو انھون نے چینیون سے سیکھا تھا*

* اس چیز کا کارخانہ تاتاریون نے سنہ ۷۵۱ع مین سمرقند مین کھولا تھا۔ اور وہان بجاے ریشم کے روئی سے کاغذ بنائے جاتے تھے۔ اس شہر کو جب مسلمانون نے فتح کیا تو یہ فن ایک شخص یوسف بن عمر مکہ لیگیا اور وہان تمام عربی ممالک مین پھیل گیا اسکی ترقی خصوصًا اسپین مین ہوئی جو جہان ریشہ دار چیزون کی پیداوار زیادہ تھی۔

عربون کے بعد الفونسو نے کاغذ بنانے کا کارخانہ جاری کیا اور وہان سے بقیہ یوروپ کے ممالک مین رواج پایا۔

بارود کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ایک جرمن شوارٹز کی ایجاد ہے۔ مگر اسکا علم عربون کو ایک صدی پہلے سے تھا۔ قطب نما یا قبلہ نما جس کے موجد فرانسیسی اور اطالوی کہے جاتے ہین۔ اسکے متعلق خود اطالوی محقق طرابوشی کا قول ہے کہ اس کے اصل موجد عرب ہین یا یوروپ مین سب سے پہلے اسکا استعمال تیرہ صدی مین ہوا ہے۔ مگر عرب مین گیارہ صدی سے پہلے اس کے استعمال کا پتہ چلتا ہے۔ کہتے ہین کہ مقناطیس کے اتر دکھن رہنے کی خاصیت ارسطو کو معلوم تھی۔ ایک قسم کا قطب نما قدیم اہل چین بھی استعمال کرتے تھے چونکہ عرب ہمیشہ ذخار سمندرون کو عبور کیا کرتے تھے یہ بہت قرین قیاس ہو کہ مقناطیسی قطب نما عربون مین استعمال ہوتا تھا۔

منجملہ تمام فنون کے عربون نے زراعت کے فن مین بھی بیش از بیش ترقی کی ہے اسوقت کسی قوم کے پاس کاشتکاری کے اصول اور قواعد ایسے کامل اور باقاعدہ نہ تھے جیسے عرب کے۔ قطامی مصنف اصول زراعت اہل عرب"۔ ابوعمر۔ ابوعبداللہ۔ ابوذکریا نے اپنے ابنائے وطن کے لیے زراعتی اور گرہستی اصول کے بیشمار مفید معلومات بہم پہونچائی ہین۔ انکی کتابون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب زمین کی خاصیتون کھاد کی قسمون۔ زمین اور آب وہوا کے مناسب درختون اور پودھون کی بارآوری سے کماحقہ واقف تھے۔ انھین مویشیون کی نگاہداشت اور پرورش کا طریقہ۔ انکی نسل کو بڑھانا اور بہتر بنانا۔ چنانچہ یوروپ مین گھوڑون کی عمدہ نسل۔ عربی گھوڑون ہی کے ملانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ وہ درختون کی ناموافق ہوا اور زمین پر بارآور

کرنے کے قاعدون سے بھی واقف تھے - باغون کا لگانا - اور اُسمین پودھون کا ترتیب دینا قلمین لگانا - غیر ملک کی پیداوار کو ملک کے مزاج کے موافق بنانا - یہ سب انھین سے یوروپ مین رواج پایا - چانول - زیتون - نیشکر کے علاوہ عربون کے ہی وجہ سے روئی کا پودا - پستہ - ادرک - مرہ - حنا - سم سم - زعفران - صبناع - ہر قسم کے میوے باغون مین رنگ برنگ کے پھول جس سے آنکھون کو سرور پیدا ہو - جا بجا فوآرے چھوٹنے کا سمان یوروپ کو ملا ہے - القصر اشبلیہ کے باغ مین جو سنگ مرمر کی روش ہین - ان کے ہر دو پتھرون کے جوڑ کی جگہ پر ایسا سوراخ رکھا گیا ہے کہ اسپر پانی ڈالنے سے فوراً روش فوارے مین تبدیل ہو جاتی ہے -

دھاتون کے صاف کرنے اور کانون سے دھات نکالنے مین عربون نے قدیم قومون سے زیادہ ترقی کرلی تھی خصوصاً لوہے کے کام مین وہ اُستاد زمانہ تھے - ایک وقت مین یوروپ کے لیے تمام سلاح - خود - زرہین - تیغین - تلوارین - نیزے - سب عربی اسپین سے مہیا ہوتے تھے - تلوار کی تیز دھار مین اسپین کی تلوار مشہور تھی - الکندی نے اور کتابون کے علاوہ ایک کتاب تلوارون کے قسمون پر لکھی ہے - اسمین فولاد کے اعلیٰ بنانے کی بہت سی ترکیبین بھی دی ہین - ایک قسم کی فولاد ایسی تھی کہ نہ اسکی دھار مڑ سکے اور نہ وہ ٹوٹ سکے -

بعض لوگون کا گمان ہے کہ عربون ہی کی تحریر نے نیوٹن کے ریاضی مشاہدات مین زیادہ مدد کی ہے یوروپ کے مشہور فلسفی ڈسکارٹی کا مشہور اصول مابعد الطبیعہ عربون ہی سے لیا گیا ہے عربی مدرستہ العلوم غرناطہ - قرطبہ - اشبیلہ - ٹولیڈو کے سرچشمہ سے جرمن - اٹلی - فرانس اور انگلینڈ کے تشنگان علم نے سیراب حاصل کی ہے - عرب کے شاگردون مین سے چند مشہور

یورپین یہ ہین - پوپ سیلوسٹر - باتھ (انگلستان) کا راہب اڈیلا - نارفوک کا مورے اور اسکاٹلینڈ کا میکائیل اسکاٹ جسکو لوگ جادوگر سمجھتے تھے -

شرطہ (پولیس) اور برید (پوسٹ) کا نظام - چُنگی - خراج - ملکداری اور سیاست کے قوانین - کتب خانون کا رواج بھی انھین عربون سے لیا گیا ہے - رباعیات (رائم) جسکو لوگ گاتھہ کی ایجاد سمجھتے ہین وہ حقیقت مین عربون ہی سے یوروپ مین پہونچا ہے - شیولری بھی عرب اسپین سے یوروپ مین پہونچی ہے - عربون کی عبا کی بالکل نقل گاون ہے جو آجکل فاضلین یوروپ فخریہ پہنتے ہین - قمیص عربی ہی لفظ ہے - یہ بھی قرین قیاس ہے کہ یوروپ کا پائجامہ جسکو انگریزی مین ٹراوزر کہتے ہین وہ عرب کے ازار سے پیدا ہوا ہے - عجب نہین کہ اس کے پہلے ہندوستان کی طرح ایک بہن پارچہ لنگوٹ یوروپ کے لیے بھی کافی ہوتا ہو یا اتنا بھی نہو عربون مین چمچون کا استعمال بھی یوروپ سے پہلے کا ہے -

شارلمین کے حکم سے بہت سی عربی کتابون کا لاطینی مین ترجمہ ہوا - کئی صدی تک سلرنو اور رمانٹ پلسر کے مدرسے عربی طب کے لیے مشہور تھے - حتّیٰ کہ یہودیون اور یونانیون نے عربی طب پڑھکر فائدہ اُٹھاتے رہے - اور یوروپ کے دربارون مین بڑی عزت پاتے تھے -

خلاصہ یہ کہ بلا کسی مبالغے کے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یوروپ پر عربون کا بہت بڑا احسان ہی جس بار احسان سے وہ کبھی سبکدوش نہین ہو سکتے -

---

چوتھا باب

انحطاط عرب

بقول مثل "ہر کمالے را زوالے" آخر کار عرب کے اندر بھی باوجود انکے محیر العقول فتوحات اور ترقی کے زوال کے آثار شروع ہوگئے۔ سنہ ۲۹ھ مین جب خلافت خلفائے راشدہ سے بنی امیہ مین تبدیل ہوئی تو خواہ اس تبدیلی کا ذمہ دار کوئی فریق رہا ہو۔ لیکن مسلمانون کی بڑھتی ہوئی قوت پر سب سے پہلا ضرب کاری لگایا۔ یہ زخم مندمل ہونے کو تو ہوگیا مگر مجروح عربی قوت ایک عرصے تک صاحب فراش رہی اور جب یہ اُٹھی تو اس لازمی ضعف کے ساتھ جو اس جراحت کا نتیجہ تھی۔ چنانچہ مغرب مین مراکش اور اسپین اور مشرق مین ماوراءالنہر ترکستان سے زیادہ اسلامی قوت کا پھیلنا ممکن نہوا۔ انکو بھی نوے برس پورے نہوئے تھے کہ خراسان سے بنی عباس نے بنی امیہ پر خروج کیا۔ اس دوسرے انقلاب مین اسلامی قوت کی اس سے زیادہ بڑھنے کی تمام اُمیدین ضائع ہوگئین۔

ہر قوم کی تاریخ کے عموماً تین زمانے ہوا کرتے ہین۔ ایک[1] زمانہ فتوحات ملکی کا۔ دوسرا[2] تمدن کا۔ اور تیسرا[3] زمانہ انحطاط اور زوال کا۔ تاریخ عرب مین خلفائے راشدہ اور بنی امیہ کا دور فتوحات کا دور ہے اُسکے بعد دور بنی عباس اور بنی امیہ اسپین مین تقریباً دو سو برس تک آسائش ملکداری اور تمدن کے دور کے بعد زوال کا زمانہ شروع ہوگیا۔ مرکزی قوت کے ضعف سے ملک کے حصے جدا ہوکر خودمختار ہونا شروع ہوئے۔ اس تفرقے سے غیرون نے فائدہ اُٹھایا۔ اور پھر عرب کے ہاتھ سے سلطنت نکلنا شروع ہوگئی۔

عربون کے زوال کے کئی اسباب بتائے جاتے ہین۔ خلفا کی تن پروری۔ نااہلی۔

بیت المال پر دست اندازی وغیرہ وغیرہ - گر یہ اسباب عربون کے ساتھ مخصوص نہین اسلام کی ابتدا تک کوئی قوم حقوق جمہور سے واقف نہ تھی - اور سلاطین ماقبل اسلام ملک کو اپنی ملکیت خاص اور قوم کو اپنے غلام جانتے تھے - عربون کی پولٹیکل ہستی اسلام کی وجہ سے وجود مین آئی تھی - اسلام نے جس بے لوث مساوات اور جمہوریت کی بنیاد ڈالی اور مشاورت کی جو تلقین کی گئی تھی اگر اسکی تقلید برابر کی جاتی تو شاید عربون کا مشکل سے زوال ہوتا مگر وہ تیس[۳۰] پنتیس[۳۵] برس سے زیادہ جبتک کہ لوگون پر نبوت کے اثرات حمیدہ غالب رہے نہ چل سکی جسکو یورپ نے زمانہ دراز کی تلخی کے بعد رفتہ رفتہ اب سیکھا ہے۔ جسکو شروع مین خلافت راشدہ نے اختیار کیا تھا۔ بنی امیہ نے اسلام کے اصول کو بالکل فراموش کر کے اصول حکمرانی مین قیاصرۂ روم کی تقلید کی - اور ان کے بعد بنی عباس نے کسرائے عجم کی اور اپنی حمایت مین مسلمانون کی اس جماعت کو ملا لیا جنکے تقدس کا بڑا سکہ عوام مین جما ہوا تھا - یہ بزرگ لوگون مین رسول خدا صلعم کی ایسی روایتین بیان کرتے ۔ مثلاً سلطان وقت کا ظل اللہ ہونا جو اسکی اہانت کرے گویا اسنے خدا کی اہانت کی[۱] - بنی امیہ کے پائے تخت دمشق و شام کی طرف عام مسلمانونکی عقیدت بڑھانے کے لیے دمشق و شام کی فضیلتین - القدس مین نماز پڑھنے کے کثیر ثواب کی حدیثین ہین - جب بنی امیہ نے قسطنطینیہ پر حملہ کیا - اور وہان کی شدت

[۱] اس جسارت کے ساتھ یہ واقعہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ خلفاے بنی امیہ و بنی عباس یعنی سلاطین ظل اللہ بجز دو ایک کے سب فسق و فجور مین علانیہ یا پوشیدہ مبتلا تھے - اسکے خلاف خلفاے راشدین کے واقعات مین سے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک بار خطبے مین سوال کیا کہ اگر مین خلاف امر اللہ کرون تو تم لوگ میرے ساتھ کیسا برتاؤ کرو گے - ایک معمولی مسلمان نے اٹھکر کہا کہ تمھاری ہی تلوار سے تمھارا سر اڑا دینگے - حضرت عمرؓ نے شکر کیا کہ وہ اب تک ایسے ہی مسلمانون کے امیر ہین -

سرما سے عربون مین بددلی پھیلنی لگی - تو حضرت قسطنطینیہ کے فاتح قوم کے لیے برکتین نازل ہونا - ان کے اللہ اکبر کہنے سے دیوار قسطنطنیہ مین شگاف پڑنے کی حدیثین تصنیف کی گیئین - خاص قوم قریش کو حق خلافت عطا ہونا بھی منجملہ اور تدلیسات کے ہے مسلمانون کی ایک جماعت جسکو ہم آجکل احرار اور ڈماکرات کا خطاب دینگے اور جو خلفا کی استبداد فسق وفجور اور انکا خلافت کو وراثت بنا لینے کے نہایت شدومد سے خلاف تھے - اُنکو خوارج کا خطاب دیا گیا - اور خوارج کی نسبت ایسی ایسی روح فرسا حدیثین تیار کی گیئین ہین کہ انکی حالت کافرون سے بھی بدتر بنادی ہے - اور ان کے لیے صریحاً بتایا گیا ہے کہ اُنکو جہان پاؤ قتل کرو - جب بنی عباس نے بنی امیہ پر خروج کیا تو مہدویت کی حدیثین گڑھی گیئین - عباسیون کا جھنڈا سیاہ تھا اور اُنھون نے خراسان سے خروج کیا تھا اب بھی مسلم مین ایسی حدیث موجود ہے کہ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈون کو نکلتا دیکھو اور اس کے آگے چلنے والے کا نام منصور سنو تو سمجھ لو کہ اسمین خدا کا موعود مہدی ہے - اسکی اقتدا تم پر واجب ہے - ایک بار ایک بزرگ نے خلیفہ مہدی کو کبوتر اڑاتے دیکھکر حضرت رسول خدا صلعم کی یہ حدیث پڑھدی کہ لہو ولعب مین گھوڑے اور کبوتر کا کھیل درست ہے - مہدی کو اس بے باکانہ خوشامد پر غصہ آگیا اور اسنے تمام کبوتر ذبح کرڈالے - شہری اور زہیر جنکی روایتین اب بھی معتبر حدیثون مین داخل ہین دونون بنی امیہ کے وظیفہ خوار تھے - ابن عباسؓ حدیثون کے سب سے بڑے راوی ہین - مگر حالت یہ تھی کہ انکا سن شریف آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت مشکل سے دس برس کا تھا - انکی طرف حدیثون کا منسوب ہونا بجز اس کے کہ بنی عباس کے وظیفہ خوارون کا طفیل ہے اور ہم کیا کہہ سکتے ہین - ابن عباسؓ کے بعد

مدلسین نے جنکا سب سے زیادہ واسطہ پکڑا ہے وہ ایک صحابی ابا ہریرہ ہین - ابا ہریرہؓ
حضرتؐ کی وفات کے چار برس قبل اسلام لائے تھے - اور انکی اخلاقی حالت ایسی تھی کہ
جب حضرت عمر نے انکو بحرین کا والی مقرر کیا تو وہان کی تمام مالیات کو ہضم کر گئے - حضرت
عمر نے انکو مخاطب کر کے جو الفاظ کہے ہین وہ اگر اسوقت کوئی مسلمان کہدے تو اسپر فوراً
تکفیر کا فتوے لگجائے - بلاذری لکھتا ہے کہ حضرت عمر نے غصے مین ابوہریرہ کو کہا - "اے
اللہ اور اُسکی کتاب کے دشمن تو نے مسلمانون کا کیون مال چُرایا ہے" اور جبتک ابوہریرہ
نے پائی پائی کا حساب دے لیا حضرت عمر نے انکی جان نہ چھوڑی - اور ان کے جہالت
کی حالت خود انکی ایسے خرافات حدیثون سے معلوم ہوسکتی ہے جسکو بخاری نے نقل کیا
ہے مثلاً موسےؑ کا بنی اسرائیل کو اپنی مردی دکھلانے کے لیے پتھر کے پیچھے ننگے دوڑنا جو انکا
کپڑا اُٹھائے بھاگا تھا - یا حضرت آدمؑ اور موسےؑ کی عامیانہ تکرار - ابوہریرہ کی کثیر روایتون
سے جب لوگون کو شک گذرنے لگا تو آپنے جھٹ ایک اور حدیث اپنی نسبت روایت
کردی یعنی کہ حقیقت مین مین نہایت کندذہن اور نادان تھا - اور جب مین نے رسولخداؐ
سے اس بات کی شکایت کی تو اُنھون نے کہا اپنی چادر پھیلاؤ اور اسمین جیون کیطرح
مٹھی مٹھی کر کے علم بھر دیا اور اس چادر کو اُنھون نے اپنے منھ پر اوڑھ لیا - ابوہریرہ سے
پوچھا گیا کہ کیا تم حضرت عمر کے وقت مین بھی ایسی ہی حدیث بیان کرتے تو اُنھون نے
کاندھون کو ہلا کر کہا کہ اگر مین ایسا کرتا تو میری دُرّے سے خبر لی جاتی - حدیث کے
ثقہ اور کثیر راویون مین سے عبداللہ ابن عمر جناب ابن العاص کے صاحبزادے بھی ہین
جنکی نسبت ایک طرف تو حضرت عمر کے ایک قبطی پر ظلم کرنے کی عوض ان پر درے
لگوانے کی خبر آحاد ہے اور دوسری طرف انکی خود بیان کردہ زہد و مجاہدے کی (جسمین

وہ راتون کو نماز پڑھتے اور دلون روزے رکھتے یہانتک کہ انکی بیوی نے گھبرا کر عمرو بن العاص رض سے شکایت کی۔ اور اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے انکو بہت سمجھایا مگر یہ نہ مانے وغیرہ وغیرہ کی حدیث متواتر ہے اور لطف یہ ہے کہ حضرت کے حین زندگی مین انکا سن شعور نہ زہد و تقوے کے قابل تھا اور نہ زناشوئی کے بعض فقہا نے حدیثون کی بھی تاویل کر کے خلفاء کے لیے ایک قسم کی شراب نبیذ حلال کر دی اور مفسرین نے سب سے بڑا غضب یہ کیا کہ خلفاء کی نفسانی خواہشات کے لیے قرآن کے صریح حکم چار جائز حرمہ یا اسارہ کو بے انتہا تعداد مین بڑھا دیا۔ اسلام کے صاف و سادہ اصول کو اسطرح کج مج اور پارہ پارہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربون مین سوشل خرابیان پھیلنا شروع ہوئین جو ان کے زوال کا آخر مین ایک سبب ہوا۔

انھین بدعتون مین سے ایک موالیت کا طریقہ تھا۔ بنی امیہ کے زمانے مین غیر قومون کو اول تو جزیہ کی کم ہو جانے کی وجہ سے دعوت اسلام نہ دیجاتی تھی۔ اور جب وہ خود بخود اسلام کی خوبیان دیکھ کر مسلمان ہو جاتے تو انکو ویسا ہی ذلت مین رکھا جاتا اور انکا نام موالی ہوتا تھا یعنی عرب کے غلام۔ اسواسطے بجز شامی نسل کے لوگ جو عراق شام اور افریقہ مین آباد تھے اور جو مسلمان ہوتے ہی مستعرب بن گئے۔ عجم کی قومون مین ہمیشہ سے عربون کی طرف سے ایک دلی عناد اور نفرت پیدا ہوگئی اور یہی عناد جو عجم مین شیعیت اور قرامطہ کی صورت مین ظہور آیا وہی عربون کی زوال کا اصلی سبب ہوا ہے۔ عجمیون کے سرپرست جب عباسی ہوئے تو گویا پھر تو انھون نے اچھی طرح ہاتھ پیر کھولے اور آخر کار شیعیون ہی نے بغداد کا دروازہ کھولکر خلافت کو کفار مغول کے پیرون کے تلے روندوا ڈالا اور ساسان کی ذلت کا خوب دل کھولکر بدلہ لے لیا۔

عرب کے زوال پر ہم نے اسوقت تک زوال کا اطلاق نہین کیا جب تک کہ انکی سلطنتین خلافت سے جُدا باقی رہین اور وہ علم و تمدّن کے سرپرست رہے لیکن جب ان پر غیر عرب اور غیر مسلم نے غلبہ کیا تو وہ حقیقی زوال تھا - بعض وقت عربی سلطنتین عربون سے نکلکر دوسری قوم مین چلی گئین جو عربی قوم سے اگرچہ نہ تھین مگر مسلمان تھین - جیسے ترک انکا بھی شمار زوال عرب مین ہے لیکن بعض ممالک عرب مین صرف بادشاہ کی ذات غیر عرب تھی مثلاً مصر مین خاندان محمد علی اسکا شمار عربی دولت سے علیحدہ نہین ہے - ورنہ اس حیثیت سے انگلستان کا بادشاہ جرمن نسل ہے اور ایران کا ترکی نسل سے اور بلقان کے سلاطین مختلف یوروپ کی قومون سے ہین - ترکون کے بعد جب عربی سلطنتین اہل فرنگ کے دندان آز کی شکار ہوئین تو انکا تعلق زوال ترک سے ہے اور اسکا ذکر ہمین نہین -

زوال دول عرب ایشیا

سنہ ۳۰۰ھ مین عربون کی ایشیائی سلطنت کے یہ حدود تھے - مغرب مین بحر احمر اور بحر روم - شمال مین کوہ قاف - بحر خضر - کوہ طارس اور دشت قبچاق (سائبریا) مشرق مین دریاے سندھ اور کوہ پامیر اور جنوب مین بحر عرب - عباسیون نے اپنی خلافت عجمیون کی مدد سے حاصل کی تھی اور اس بنا پر بہت سے نومسلم یا منافق عجمیون کا دربار خلافت پر زیادہ اثر لازمی تھا - عجمیون کے عروج کا یہ حال تھا کہ دور بنی عباس کو بعض مؤرخ دور عجم کا بازگشت کہتے ہین - مرکزی قوت کے انحطاط شروع ہوتے ہی قدیم سلطنت عجم و ترکستان کے دن پھرتے ہوے معلوم ہوے - طاہر جو المامون کی مدد مین سب ایرانیون سے بیش از بیش تھا - اسکی خدمت کے صلہ مین جب اسکو خراسان کی حکومت ملی

تو اسنے اسکو اپنے خاندان مین موروثی کر لیا۔ طاہر کی چوتھی پشت گذرنے کے بعد ایک مجہول الاسم شخص یعقوب ابن لیث جو اپنے پیشہ کی وجہ سے صفار یا ٹھیرا کہلاتا ہے۔ ڈاکو کی حیثیت سے بڑھتے بڑھتے خراسان اور سیستان کا مالک بن بیٹھا۔

یعقوب کی نسل کو تیس[۳] چالیس[۴] ہی برس ہوے تھے کہ اسمعیل سامانی جس کو خلیفہ معتمد نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا ۲۸۷ھ مین جیحون کو پار کر کے اپنے سے آٹھ گنا قوت کے صفاریون کو شکست دی اور خراسان۔ ماوراءالنہر۔ بلخ۔ سیستان پر قبضہ کر کے ایک تیسری خودمختار عجمی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ ان کے بعد دیلمی خاندان اُٹھا جو اپنے اجداد بویہ کے نام پر (جو دیلم کا ایک مچھیرا تھا) بودی بھی کہلاتے ہین وہ مغربی عجم پر قبضہ کر کے خود خلیفہ پر ایسا مسلط ہو گئے کہ خلیفہ مستکفی نے بویون کے تین بھائیون کو معزالدولہ۔ عمادالدولہ۔ رکن الدولہ کا خوشامدانہ خطاب دیا ان دیلمیون کے وقت مین عجم کے ادب وعلوم کو پھر عروج ہوا۔ دسوین صدی مین خلیفہ بغداد کی سلطنت دجلہ کے مشرق بالکل ختم ہو گئی۔ بویہ شیعہ تھے اور ان کے عروج مین پہلی مرتبہ بغداد کے منبرون سے خود عرب فاتحین اور اصحاب رض رسول صلعم پر تبرے بھیجے گئے لیکن عجم کی جس قوت نے خلافت عباسیہ کا سب سے زیادہ نقصان پہونچایا ہے۔ وہ ایک سوشیل فرقہ قرامطہ کا تھا۔ اسکی بنیاد اگرچہ ایک عرب قرامطہ نے ڈالی تھی مگر بعد کو یہ عجمیون سے مخصوص ہو گیا اور عرب کی سلطنت کو تباہ کرنے اور عربی قوم بلکہ اسلام کے مٹانے کا سب سے زیادہ خوفناک آلہ بن گیا۔

قرامطہ۔ باطینہ۔ اسمعیلی فرقہ ایک دوسرے کے مرادف ہین۔ اسلام کے تمام اصول کو مٹا کر۔ شراب۔ زنا۔ لحم خنزیر۔ جنابت غرض کہ جسکو اسلام یا انسانیت اور رفاقت نے

قاعدے نے حرام ٹھہرایا ہو اسکو مباح کر دینا۔ انکا اصول تھا۔ ان کے خفیہ داعی سلطنت کے تمام حصون مین پھیلے ہوے تھے اور انکا سرغنہ جو شیخ الجبل کہلاتا تھا۔ ھمدان کے قریب ایک پہاڑی قلعہ الاموت مین رہتا تھا۔ یہ داعی عوام کو فلسفیانہ اور منطقیانہ بحث مین اُلجھا کر اُن کے ایمان کو متزلزل کر دیتے۔ پھر اُسنے کہتے کہ قرآن کے ظاہری معنی کچھ بھی نہین۔ بلکہ ہر ایک آیت کے ایک باطنی معنی ہین۔ جسکا قبول کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ پھر وہ قرآن کے معنے کی اپنے خیال کے موافق تاویل کرتے۔ ان کے مُریدون کی ایک کثیر تعداد ہوگئی۔ انکی سب سے بڑی عبادت یہ تھی کہ اپنے شیخ کے حکم کو بلاچون وچرا بجالادین۔ اور اسمین اپنی جان کی مطلق پرواہ نہ کرین۔ کہتے ہین کہ قلعہ الاموت مین رئیس قرامطہ نے ایک باغ تیار کرایا تھا۔ اور وہان نئے مرید بے ہوش کر کے لائے جاتے تھے۔ باغ مین خواہشات نفسانی کے تمام سامان مہیا ہوتے۔ حتیٰ کہ بے وقوف اس عجیب کیفیت کو دیکھ کر یقین کر لیتا کہ یہی جنت فردوس ہے۔ ابھی وہ پوری طرح سیر نہو لیتا۔ کہ ان کو وہان سے باہر کر دیا جاتا اور اُنسے وعدہ کیا جاتا کہ وہ پھر باغ جنان مین صرف شہید ہو کر داخل ہو سکتے ہین یا اپنے شیخ کا حکم بجالانے پر۔ ان مجنونون کی ایک لاکھ ستر ہزار جماعت ممالک اسلامی اور بغداد کے لیے وبال جان ہوگئی۔ رقہ۔ بعلبک۔ کوفہ۔ بصرہ کو لوٹ کر جلا دیا گیا۔

جب ابو طاہر نے پانچسو سوار کے ساتھ انبار سے بغداد پر کوچ کیا تو بغدادیون پر ایک خوف طاری ہوگیا۔ خلیفہ کا وزیر صلح کا پیغام لے کر آیا تو اسنے وزیر کو اپنی جماعت کی انتہائی وفاداری دکھلانے کے لیے ایک شخص کو اپنے سینے مین خنجر مارنے کو کہا اور وہ فوراً اپنے سینہ مین خنجر مار کر مر گیا۔ دوسرے کو دجلہ مین کود پڑنے کا حکم دیا

اور وہ فوراً کود کر ڈوب گیا۔ تیسرے نے اُسکے حکم کی تعمیل مین اپنے کو ایک ٹیلے سے گرا کر مار ڈالا۔ وزیر سناٹے مین رہ گیا۔ شام تک جیسا طاہر نے کہا عربی فوج پر اچانک حملہ کرکے اسکو منتشر کر دیا گیا۔ اور جو مسلمان سامنے آئے شہید ہوگئے ابوطاہر نے ۳۱۹ھ مین مکہ معظمہ پر حملہ کرکے وہان مسلمانون کا قتل عام کیا اور سنگ اسود کو اُکھاڑ کر اپنے ساتھ الحسار مین لے آیا۔ یہ فرقہ بہت عرصہ تک مصر اور افریقہ مین باقی رہا لیکن ہلاکو نے جو بغداد کی تباہی کا سبب ہوا آخرکار اس فرقے کے مرکز الاموت پر قبضہ کرکے انکا بھی خاتمہ کر دیا۔ دونسو برس تک دنیائے اسلام اس عجیب و غریب فرقے سے لرزان اور پریشان تھی۔ اس باطنی عقیدے کے لوگ اب بھی شام کے جبل لبنان۔ جبل نصیر اور ایران مین کرمان۔ کرند وغیرہ مین پائے جاتے ہین۔ ہندوستان مین ان کے رئیس بالفعل آغا خان ہین۔ اور بمبئی اور پنجاب کی طرف اکثر یہ لوگ پائے جاتے ہین۔ مگر وہ اب ایسے خطرناک نہین ہین*۔

بویہ کے بعد سلطان سبکتگین اور محمود غزنوی نے پھر ایران اور افغانستان مین ایک خودمختار عجمی حکومت کی بنا ڈالی۔ برائے نام خلیفہ نے سلطان کو خلعت اور یمین الدولہ کے لقب سے ممتاز کیا۔ سلطان محمود غزنوی کے وقت ہی مین ترکو انکی ایک نئی قوت سلجوقی کی قائم ہوگئی تھی جس سے سلطان کئی بار معرکہ آرا ہوا۔ خوارزم مین اسوقت ایک اور قوت سلطان محمد خوارزم کی ماتحتی مین پیدا ہوئی محمود کے مرنے کے بعد سلجوقیون کے سردار طغرل بیگ نے جرجان۔ طبرستان۔

* خاکسار مصنف کا گمان ہے کہ خروج دجال کی احادیث کا اشارہ ابوطاہر اور قرامطہ کی طرف ہے۔ اور یاجوج ماجوج کا تاتاریون کی طرف۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آذربائجان۔ عراق اور خراسان پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ بغداد ایک عرصے سے اپنے ترکی محافظین سے جسکو خلیفہ معتصم نے سب سے پہلے رواج دیا تھا۔ نہایت تنگ تھی۔ ترکی فوج جو چاہتی کرتی اور جس خلیفہ کو چاہتی قتل کر دیتی اور جسکو چاہتی تخت پر بٹھاتی خلیفہ القائم نے آخر کار طغرل بیگ سے ان کے دور کرنے کے لیے مدد مانگی۔

جب طغرل بغداد مین آیا تو اسکی بہت خاطر و مدارات کی گئی۔ القائم نے بڑے تزک احتشام سے دربار کیا۔ اور طغرل پر اس دربار کا ایسا رعب غالب ہوا کہ وہ ننگے پیر خلیفہ کے تخت تک آیا اور نہایت فروتنی سے زمین کو بوسہ دیکر ادب سے ساکت کھڑا رہا۔ خلیفہ نے اس کے بعد اسکی سرافرازی کر کے اپنے پہلو مین ایک تخت پر جگہ دی اور پھر اعلان سُنا یا گیا جسمین طغرل بیگ کو نائب خلافت بادشاہ بغداد و عرب و عجم کا خطاب دیا گیا۔ اس کے بعد اسکو سات خلعتین پیش کی گئین اور اسکے سر پر دو تاج رکھے گئے اور اسکی کمر مین دو تلوارین باندھی گئین یعنی مشرق و مغرب یا عرب و عجم کی بادشاہت کی نشانیان۔ طغرل نے اپنی بہن کا نکاح خلیفہ سے کر دیا۔ اور خود خلیفہ کی لڑکی زبیدہ سے اپنا نکاح کر لیا یہ نکاح مقام رے پائے تخت سلجوق مین منعقد ہوا۔ طغرل کی عمر اسوقت ستر برس کی تھی۔ تھوڑے دنون کے بعد طغرل کا انتقال ہوگیا۔ طغرل کے جانشین الپ ارسلان اور ملک شاہ سلجوقی نہایت الوالعزم ہوئے ہین اور ان کی فتوحات بحر روم سے لیکر سرحد چین تک نہ صرف عرب کے تمام ممالک پر حاوی تھین بلکہ رومیون کا جو کچھ بھی ملک ایشیا مین باقی رہ گیا تھا وہ بھی انھون نے چھین کر اپنے ملک مین ملا لیا۔ خلیفہ بغداد اب بالکل محکوم رہ گئے تھے اور سلجوقیون کے

زمانے مین عربی خلافت کا خاتمہ ہوچکا تھا۔

طغرل کے بعد منغولیا سے چنگیز خان جہان سوز اُٹھا۔ اور مشرق سے مغرب تک جہان وہ پہونچا ایک تباہی اور بربادی پھیلا دی۔ سلجوق اگرچہ عرب نہ تھے مگر مسلمان تھے اور مسلمانون کے مددگار۔ مگر کفار منغول جو تمام عجم اور ترکستان پر ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے تھے۔ ان کے سامنے جو اسلامی چیز آئی وہ تباہ و برباد ہوگئی۔ بڑے بڑے اسلامی تمدن اور ترقی کے مراکز۔ مرو۔ بلخ۔ بخارا۔ سمرقند۔ اسکی فوج کے پیچھے ایک تودہ خاکستر کی طرح باقی رہ گئے تھے۔

چنگیز خان اگرچہ بغداد تک نہ آیا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد جب اسکی سلطنت تقسیم ہوئی اور ہلاکو کو ایران کا تخت ملا۔ تو اسنے فوراً بغداد کو عام تباہی مین ملانے کے لیے تیاری شروع کردی۔ مؤرخون کا بیان ہے کہ ہلاکو کو بغداد پر حملہ کرنے کے لیے ابن علقمی مستعصم کے شیعہ وزیر نے آمادہ کیا تھا۔ اسوقت قدیم بغداد یعنی کرخ مین شیعہ پارٹی کا زور تھا اور بغداد مین سُنیون کا اور دونون فرقے ایک دوسرے کے تباہ کرنے پر تلے ہوے تھے۔ ہلاکو نے ایک لاکھ بیس ہزار سوار سے جن کے ساتھ ایک ہزار چینی نفت انداز تھے بغداد پر حملہ کیا۔ بغدادیون نے پہلے تو صلح کی بیکار کوشش کی اور جب یہ مقصد پورا نہوا تو لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے بلکہ ہلاکو کو یہ کہلا بھیجا کہ اسکی مجال کیا جو بنی عباس کے مقدس ذریت پر نظر اُٹھا کر دیکھ سکے۔ بہتر ہے کہ اُلٹے پاؤن ہمدان واپس جائے اور اسوقت خلیفہ ظل اللہ سے اسکی جسارت کی معافی کے لیے سفارش کی جائے گی۔ مگر ایسی لایعنی باتین اس خونگر تاتاری کے مرعوب کرنے کے بجاے ھنسانے والی تھین۔

شہر کے حصار مین خندقین کھودی گئین - دمدمے اور مینارین بنائے گئے اور اوپر سے
سنگ باری اور نفت اندازی شروع ہوئی - دو ماہ تک بغدادیون نے اس سخت
محاصرے کا نہایت دلیری سے مقابلہ کیا مگر جب مغول دیوار پر قابض ہو گئے
تو خلیفہ مستعصم اپنے وزیر ابن علقمی کے صلاح سے بذات خود صلح کے لیے ہلاکو کے پاس گیا -
ہلاکو نے خلیفہ اور اسکے لڑکون کو فوراً گرفتار کر لیا - یوم جمعہ فروری ۱۲۵۸ء مین ہلاکو بغداد
مین داخل ہوا - پہلے اسنے ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کیا اور پھر خلیفہ کو بُلا کر
حکم دیا کہ اس کے سامنے کچھ پیش کش کرے - مقہور اور مایوس خلیفہ نے سونے اور جواہرات
کو سینیون مین لگا کر پیش کیا - ہلاکو نے حقارت آمیز ہنسی سے ہنسکر کہا کہ ایسی چیز کے
پیش کرنے سے کیا فائدہ جسکا اب وہ خود مالک ہی - ضرورت یہ ہی کہ اب اپنے پوشیدہ
خزانون کا حال بتاؤ - خلیفہ نے چُپ چاپ محل کی چور کوٹھریون کو تبلا دیا - جب وہ
کھولی گئین تو اس کے اندر ایک بڑا حوض لبالب سونے کے سلون سے جسمین ہر ایک کا
وزن سو مثقال سے زیادہ تھا پایا گیا - ہلاکو نے خلیفہ کو ئی رات بھوکا رکھکر اس کے
سامنے بطور خوراک یہی سونے کے ڈلے پیش کیے اور اس کے استعجاب پر کہا کہ جس کو
وہ کھا نہین سکتا کیا یہ بہتر نہ تھا کہ یہی اس کے شہر اور اسکی خود جان کی حفاظت کرنیوالون
کے کام آتین اُس وقت بغداد مین برابر قتل عام ہو رہا تھا - تمام شاندار عمارتین -
مساجد - محلات - خانقاہین - مدارس - کتب خانے سب آگ کی نذر ہو چکے تھے -
کہتے ہین کہ تاتاریون نے اسقدر کتابین دجلہ مین پھینکین کہ دجلہ کا پانی سیاہ ہو گیا -
اب خلیفہ کی قسمت کا فیصلہ باقی تھا - بنی عباس نے عوام پر اپنی تقدس کا بہت بڑا
سکہ جما رکھا تھا اور یہ حالت تھی کہ دربار کے چوکھٹ کے پتھر پر حجر اسود کی طرح بوسہ

دیا جاتا تھا۔ اِس ظاہر اتقدس کے ساتھ عموماً تمام خلفاء بنی عباس پرلے سرے کے فاسق شرابی اور زانی تھے۔ اسلام کے چار مجتہدین مین سے تین کا خاتمہ عباسیون کے دست بیداد سے ہوا ہے۔ عباسیون کے وقت مین اسلام کی کیا عزت رہگئی تھی وہ ہارون رشید کے مشہور ظریف ابونواس کے ان بیہودہ اشعار سے معلوم ہوگا جسکا ترجمہ یہ ہے "جامع مسجد تو شیطان کا گھر ہے جسکی بنیاد خدا نے منحوس ستارے کے وقت ڈالی ہے۔ اس کے صحن مین خوبصورت لونڈے غزال رعنا کی طرح گھومتے پھرتے ہین...... وغیرہ وغیرہ۔ (اس سے آگے حیا و ادب سے قلم سکتہ مین رہجاتا ہی) (ابن خلکان) بنی امیہ مین اگرچہ بعض خلفاء جابر تھے مگر انکے وقت کے اسلامی فتوحات خصوصاً اسلامی فتوحات بحر روم و محاصرہ قسطنطنیہ کسی طرح قرون اولی سے کم نہ تھے سفاح نے سب سے پہلے فتوحات کا دروازہ مسلمانان بنی امیہ پر کھولا اور انکا ایسا بے رحمی اور دغا بازی سے قتل عام کرایا کہ شاید کوئی کافر بھی ایسا نہ کرتا۔ عباسیون کی منجملہ اور تلبیس کے ایک یہ بھی تھی کہ جسوقت بنی عباس کا خون پاک زمین پر گرے گا۔ دنیا تہ و بالا ہوجائیگی۔ ہلاکو نے جب یہ سُنا تو اسنے بجاے آسانی سے ایک تلوار کے زد سے قتل کرادینے کے مقدس خلیفہ اور اس کے لڑکون کو ایک کمل مین خوب بندھوایا اور لاتون سے کچلوا کر ہڈی پسلیان چور چور کرا کر مروا ڈالا۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار) سعدیؒ نے زوال بغداد پر ایک مرثیہ عربی مین لکھا ہے۔ جو ہر شخص کے پڑھنے کے قابل ہے۔ یہ انکی کلیات مین موجود ہے۔

بنی عباسیون مین سے ایک شخص ابوالقاسم اس تمام قتل عام سے بچکر چھپتا چھپاتا ایک عرصے کے بعد مصر پہونچا۔ اور مملوک سلاطین کی سرپرستی مین نصرانیون کی پوپ کی طرح رہنے لگا۔

بغداد کے فتح کے بعد تاتاریون نے شام پر حملہ کیا۔ مگر ملوک مصر سے سخت شکست اُٹھائی۔ مصری سلطنت اسلامی سلطنت کی آخری یادگار باقی تھی جس کے قبضے مین شام۔ حجاز۔ یمن بھی تھا۔ مگر یہ ترک مملوکون کی سلطنت تھی اور عربون کو اس سلطنت پر کچھ قومی فخر حاصل نہین۔ ایک عرصے کے بعد مغول ایران مسلمان ہو گئے اور ان کے بعد جب دوسری قومین تخت ایران کی دعویدار ہوئین تو بغداد ان کے ہی پاس رہا۔ ۱۴۰۱ء مین تیمور نے اسکو فتح کیا اور آخر بار سلاطین عثمانی کے تاجدار مراد رابع نے ۱۶۳۷ء مین اسکو فتح کر کے دولت ترکیہ عثمانیہ مین شامل کر دیا اسسے ایک صدی پہلے سلطان سلیم نے مصر۔ شام۔ حجاز کو اور سلطان سلیمان نے یمن کو فتح کر کے اور اندرون عرب کے شیوخ کو باجگزار کر کے ایشیا کے اندر تمام سلطنت عرب کا چراغ گل کر دیا تھا۔ عربی مدرسون کی جگہ ترکی فوجی مدارس قائم کیے گئے۔ موجودہ عرب نے ترکی زبان اور ترکی رسم و آداب سیکھ کر اور ترکون کا لباس پہنکر اپنی تمام پرانی شان و شوکت کو بھلا بیٹھے ہین۔ آج بغداد کے چند مبتذل کتابچیون کے دکانون پر فرانسیسی مخرب اخلاق ہی ناولون کے ترکی ترجمے۔ ترکی نقشے تاریخ یا سلطنت عثمانیہ کے مبالغہ آمیز حالات کے سوا کوئی کتاب جس پر بغداد دسوین صدی مین فخر کرتا تھا نہین ملتی عربی آفندی تنبل اور کاہل الوجود قہوہ خوانون مین سیگرٹ کے دھوون کے اندر الف لیلہ کے جن کا دھوان بنکر تانبے کے برتن سے نکلنے کی داستان سنتے ہین۔ نہ وہ نظامیہ ہے۔ نہ مستنصریہ۔ نہ وہ کوفے کے فقیہ مین اور نہ بصرے کے نحوی باقی ہین۔ نہ مسجد ہے۔ نہ محراب ہے۔ داؤد پاشا کی مسجد آج خلیل پاشا کی ٹھنڈی سڑک کے آگے سر نگون ہے۔ اگر بغداد کی کوئی عالیشان عمارت ہے تو وہ یا کسی

یہودی تاجر کا محل ہے۔ یا ترکون کا گورنمنٹ آفیس۔ فوجی بارک۔ فوجی اسپتال ہے بازارون مین اگر کچھ رونق ہے تو وہ پچاس ہزار یہودیون کی بدولت ہے۔ یہودیون کے سبت کے روز بغداد مین سناٹا ہو جاتا ہے۔ جو موٹر پر یا اعلیٰ درجے کی نفیس فٹن پر امیر کبیر بنا ہوا اپنے خاندان کے دلفریب صباحت اور حُسن کے جھرمٹ مین جارہا ہے وہ یہودی ہے۔ جو چیتھڑے لگائے مقہورانہ صورت بنائے ترکی پولیسمین کی ہتکڑیون کے پیچھے جارہا ہے وہ بدبخت عرب ہے۔ ایک فیس پوشش عرب گھبرا کر ایک ترک کو دیکھ کر دم بخود ہو گیا ہے۔ یہ ایک عرب کلرک ہے جو آج اپنے آٹھ سو برس پہلے والے موالی کو افندم بیگم۔ یا پاشام کہکر ساکت ہاتھ باندھے ہے۔ جو فوجی یونیفارم مین مخمور جھومتا ہوا چل رہا ہے۔ وہ ایک عربی سارجنٹ جاندارم ہے جو ابھی ایک عربی فحش خانہ سے نکلا ہے کل اسکی رجمنٹ یمن مین جارہی ہے اور یہ دل مین سوچ رہا ہے کہ کاش وہ سب سے پہلا شخص ہو جو ترکی سلطان کے واسطے اپنے بھائی عربی باغی کا سر کاٹ کے تمغہ سلطانی اور پاشا کا خطاب حاصل کرے۔

زوال دول عرب افریقہ | جب بنی امیہ عباسیون کے مظالم سے بھاگ رہے تھے تو ان کے پناہ کی جگہ بجز افریقہ کے کہین نہ تھی۔ اہل بربر ان بیچارے مظلومون اور نوواردون کی حمایت مین اُٹھ کھڑے ہوے۔ جب خلیفہ منصور کو بربر کی سرگرمی کی خبر پہونچی تو اسنے ۱۶۱ھ مین چالیس ہزار فوج ان کے دھمکانے کو بھیجی۔ بربریون کے جبلی تفرقہ سے فائدہ اُٹھا کر عباسیون نے طرابلس۔ قیروان اور فاس پر قبضہ کر کے بنی امیہ کو نکالدیا۔ جب ہارون رشید کا زمانہ آیا تو ابراھیم بن اغلب جو اُسوقت کے والی افریقہ نے خلیفہ کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ مصر کے خزانے سے جو ایک کرور

دینار افریقیہ کی حکومت کے اخراجات کو دیے جاتے ہین اس سے سبکدوشی حاصل کرنے کی یہی صورت ہو کہ اس دور دراز ملک کو اس کے ماتحت خودمختاری عطا کیجائے جس کے عوض ابراہیم نے چالیس ہزار لاکھ دینار کا سالانہ خراج پیش کیا۔ خلیفہ نے طوعاً وکرہاً اسکو قبول کرلیا۔ اور ابراہیم ابن اغلب افریقیہ کا باجگذار بادشاہ تسلیم کرلیا گیا اسطرح اغلبون کا خاندان خلافت سے جدا ہوکر افریقیہ مین قائم ہوا۔ اس زمانے مین افریقیہ کے اندر خوارج فرقہ کا بڑا زور تھا۔ جنکا اصول آجکل کے ڈماکرات اور ریپبلکن کا تھا۔ اور وہ اسلامی خلافت کو کسی قوم یا کسی شخص کا ورثہ نہ جانتے تھے۔ اسی بنا پر خلافت کے لیے حق جتانے اور اس کے خاطر لڑنے کے لیے جسمین قوم کی رضامندی نہو اور مسلمانون مین کشت وخون ہو نہایت شقی اور مخرب اسلام جانتے تھے۔ ان کے نزدیک حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ دونون اسی زمرے مین شامل تھے۔ حضرت علیؓ نے انسے جہاد کر کے تقریباً ایشیا مین انکا خاتمہ کردیا تھا اور جو کچھ بچے کھچے تھے وہ عمان بھاگ گئے تھے۔ مگر انکی ایک بڑی جماعت افریقیہ مین باقی تھی۔ یہ اسلام کا ڈماکرات فرقہ بربریون کو تعلیم دیتا کہ عرب ان کے ملک کے غاصب ہین۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک سب برابر ہین اور بربریون کو ایسا ہی سلطنت کا حق حاصل ہے۔ جیسا عربون کو۔ ابراہیم کو اس جماعت سے سامنا پڑا کیونکہ انھون نے بربریون کو اس ملک فروشی کی جو ابراہیم اور خلیفہ کے درمیان بلا انکی رضامندی کے ہوئی اسکے خلاف بھڑکا دیا تھا اہل بربر نے خراج کے معاہدے کے منظور کرنے سے انکار کردیا۔ اور ایک اپنی جدا سلطنت تہارت کے نام سے قائم کی۔ ابراہیم اپنی تمام زندگی ان بغاوتون کے دبانے مین مشغول رہا۔ آخرکار کثرت خونریزی سے

وہ ایسا دیوانہ ہوگیا کہ کہتے ہین جیسے مظالم اسنے کیئے ہین دنیا مین کسی نے نہین کیے
ایک بار اپنے محل کے چھ سو لڑکون کی محافظ سپاہ کو آگ مین جلوا دیا۔ اسکی مان نے
چند خوبصورت لونڈیان اس کے پاس بھیجین تاکہ شاید انکی خوش الحانی سے یہ خونخوار
جن اسپر سے اُتر جائے۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بیٹے نے مان کو ایک سینی مین
ان بیاری صورتون کا سر بطور تحفہ بھیجدیا۔ خلیفہ معتضد باللہ نے آخر کار ۲۹۰ھ
مین اسکو واپس بلا لیا۔ مگر یہ وہان سے سسلی چلا گیا۔ اور وہین ہیضہ مین مبتلا ہو کر
واصل بہ جہنم ہوگیا۔ ابراہیم کے بعد اسکا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اسنے اپنے بیٹے کو کسی شبہ
مین قید کر دیا اور اپنے غلامون کو اسکی شرکت کے قصور مین دار پر کھچوا دیا۔ اپنے چچاؤن
اور بھائیون کو بھی اپنے راستے سے دور کر کے خود عیاشی مین مبتلا ہو گیا۔ اس زمانے
مین قرامطہ فرقون مین سے ایک داعی ابو عبداللہ شیعہ ۲۹۳ھ مین افریقہ
آیا۔ یہ شخص اپنے وقت کا عجیب غریب آدمی تھا۔ سازش کرنے مین نہایت ہوشیار
اور چالاک اور اس کے پورا کرنے مین نہایت سرگرم اور دلیر ہر قسم کے شعبدون
اور پراسرار معلومات سے واقف۔ جب اسنے اپنے ارادے قائم کرلیے تو وہ پہلے
مکہ معظمہ گیا۔ اور افریقہ کے حاجیون مین مل جلکر احوال لینے لگا۔ انھین حاجیون
مین سے قبیلہ قطامہ کے چند مشہور آدمی تھے۔ اسنے اُنکو یقین دلایا کہ مہدیؑ تھوڑے
عرصے مین افریقہ مین خروج کرنے والا ہے اور اپنے معجزون اور کرامتون کے ساتھ
ملک مین قابض ہوکر خالص اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالے گا۔ تھوڑے دنون کے بعد جب
یہ افریقہ پہونچا تو قطامیون نے سب سے بڑھکر اسکی مدد کی۔ دوسرے بربری قبائل نے
بھی اسکی اقتدا کی۔ اور رفتہ رفتہ اسنے ملک کو لوٹنا اور وہان کے باشندون کو قتل کرنا

شروع کیا - جب ملک پر اچھی طرح مسلط ہوگیا تو اپنے ساتھی داعی عبیداللہ کو شام مین لکھا کہ وہ جلد افریقہ کی حکومت اور مہدی کا لقب اختیار کرنے کے لیے روانہ ہو جائے - خلیفۂ بغداد کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے مصر و شام کے والیون کو اسکی گرفتاری کے لیے حکم بھیجا - یہ بھیس بدلکر چھپتا چھپاتا افریقہ پہونچ ہی گیا تھا کہ والی سجلماسہ الیاس بن ضرار نے اسکو گرفتار کر کے قید کر لیا - ابو عبداللہ نے اس کی رہائی کے لیے پہلے ایک قاصد روانہ کیا مگر وہ جب وہ قتل ہوگیا تو اسنے خود سجلماسہ پر حملہ کر کے عبیداللہ کو چھڑا لیا اور اسکو عوام کے نعرۂ مسرّت مین امام مہدیؑ اور امیرالمومنین کے لقب سے حکومت افریقہ پر تخت نشین کیا - ابو عبداللہ کی اصل نیت یہ تھی کہ قرامطہ کے اصول انارکزم کی ترویج ہو اور خود اسے سلطنت اور حکمرانی سے مطلب نہ تھا - عبیداللہ سے اسکو امید تھی کہ اسکی مدد سے وہ مذہب اور ملت کے تمام قوانین کو توڑکر عورتون اور زمین کی ملکیت عام کردیگا - مگر اسکی یہ امید پوری نہوئی - عبیداللہ تخت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے ابو عبداللہ شیعہ کو اپنے راستے سے صاف کیا - اسی عبیداللہ نے فاطمی سلطنت کی افریقہ مین بنیاد ڈالی - اور قیروان کے قریب مہدیہ کو اپنا پایۂ تخت بنایا - بربریون نے اسکی سلطنت مین کئی بغاوتین کین مگر آخرکار وہ تمام بغاوتون پر غالب رہا - سنہ ۹۱۲ء مین اسنے مصر پر حملہ کیا - مگر ناکامیاب رہا - دوسری مرتبہ پھر حملہ کیا اور اسکندریہ پر قبضہ کر لیا یہ سنہ ۹۲۲ء ۶۳ برس کی عمر مین مرگیا - فاطمیون کے تیسرے سلطان المعز نے جوہر کی ماتحتی مین مصر پر ایک زبردست حملہ کیا سنہ ۹۶۹ء مین مصر فتح کر کے القاہرہ کی بنیاد فسطاط کے قریب رکھی - المعز نے اس کے بعد اُس شہر کو اپنا پایۂ تخت کر لیا - فاطمی بالعموم اسلام کے سخت دشمن تھے - شریعت کی کتابین رکھنے

والون کو سخت سزائین دی جاتی تھین۔ یعقوب بن کلس العزیز کے وزیر نے اسمعیلی مذہب کے قوانین پر ایک کتاب ترتیب دی اور تمام عدالت اور شریعت مین اسی کتاب کا رواج ہوگیا۔ جو اس کے خلاف عمل کرتا اسکو سخت سزائین ملتین۔ الحاکم نے عجیب عجیب قسم کے حکم دے رکھے تھے۔ اس کے مظالم اور اسکے بے تکے احکام سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا دماغ خراب تھا۔ الحاکم اپنے کو خدا کا اوتار کہتا۔ جبل لبنان کے دروزی اب بھی اسکو ایسا مانتے ہین۔ فاطمی سلطنت محاربہ صلیبی مین ہمیشہ مسلمانون کے کے خلاف عیسائیون کے مددگار رہے۔ آخر کار سنہ ۱۱۷۲ء مین سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس ناپاک قوم اور خاندان کا قلع قمع کر کے خاندان ایوبیہ کی بنیاد ڈالی فاطمی دراصل عجمی نسل کے لوگ تھے اور صرف لوگون کو اپنا معتقد بنانے کے لیے اپنے کو بنی فاطمہؓ سے کہلاتے تھے۔ چنانچہ ایک بار المعز سے لوگون نے اس کے نسب کا ثبوت چاہا تو اسنے خنجر کھینچکر کہا کہ میرا نسب یہ ہے۔ ایوبیہ خاندان نے فلسطین بھی صلیبیون سے لے لیا۔ اور شام کی سلطنت جو سلطان صلاح الدین کے آقا نورالدین کی تھی۔ اسکو بھی ملا لیا۔ سنہ ۱۲۶۰ء مین ترک اور چرکس مملوکیون نے اس خاندان پر غلبہ کیا اور ان مملوکیون کی سلطنت مصر و شام پر سنہ ۱۵۱۷ء تک باقی رہی جب سلطان سلیم عثمانی نے مصر فتح کر کے اسکو ترکی سلطنت کا حصہ کر لیا۔

مغرب اقصا مین اسوقت ایک اور خودمختار سلطنت قائم تھی۔ اسکی ابتدا یون ہوئی کہ خلیفہ عباسی الہادی کے زمانے مین والی مکہ کے علویون پر بیجا مظالم سے ایک بغاوت ہوگئی اور جب یہ بغاوت فرو ہوئی تو اس کا سرغنہ محمد ادریس ایک شخص وہان سے پوشیدہ بھاگ نکلا۔ خلیفہ نے اپنے والیان مصر و شام افریقہ

وغیرہ کو احکام بھیجدیے تھے کہ اس ادریس پر نظر رکھی جائے اور یہ پکڑ جائے نہ پاوے ۔ مصر مین یہ ایک غلام کے بھیس مین داخل ہوا ۔ اس وقت وہان کا حاکم شیعہ مذہب تھا اور اسنے ادریس کے فرار کرنے مین بڑی مدد دی ۔ جب خلیفہ ہارون رشید کو اسکا علم ہوا تو اسنے اس حاکم کو اس جرم مین پھانسی کی سزا دیدی ۔ ادریس یہان سے نکلکر افریقہ پہونچا اور سنہ ۷۸۸ع مین بربر قبیلہ عوربہ کے سردار عبد المجید کا مہمان ہوا ۔ رفتہ رفتہ اسنے بربر پر اپنے نسل اور تقدس کا سکہ جمانا شروع کیا اور انکو اپنا مرید کرلیا ۔ اس کے بعد ایک بڑے بربر کے گروہ کے ساتھ ایک قبائل پر حملہ آور ہوا جو ابھی تک اسلام نہین لائے تھے اور مغرب الاقصےٰ سے بالکل بت پرستی کا نام مٹا دیا ۔ اسکے بعد اسنے اور بھی ہاتھ پیر نکالے اور رفتہ رفتہ مغرب الاقصےٰ کا خود مختار حاکم بن بیٹھا ۔ خلیفہ نے ایک شخص سلیمان کو اسکا کام تمام کرنے کو بھیجا ۔ ادریس مارا گیا ۔ مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد ادریس کی حرم سے ایک لڑکا پیدا ہوا ۔ اور بربریون نے اسی کو جانشین قرار دیا ۔ ادریس ثانی نے سنہ ۸۰۹ع مین شہر فاس کو تعمیر کراکر اپنا پایۂ تخت بنایا ۔ خاندان ادریس سنہ ۹۵۸ع تک مراکش پر خود مختار سلطان رہے ۔ ان کے ساتھ شیعیت کا بیج جو بویا گیا تھا وہ بارآور نہ ہوسکا ۔ اگرچہ آج تک مراکش کے سُنّی اور کٹر مسلمان ادریس شیعہ کی قبر کو زیارتگاہ بنائے ہوئے ہین ۔ مرابطیون نے ان کے بعد سلطنت پر قبضہ کرلیا یہ خاندان سنہ ۱۰۴۹ع تک قائم رہا ۔ یوسف بن تاشفین نے سنہ ۱۰۶۲ع مین مراکش کی بنیاد ڈالی ۔ اسنے اسپین پر تین بار حملہ کیا ۔ اور وہان کے عیسائیون کی اچھی تادیب اور گوشمالی کی ۔ تیسرا خاندان موحدین کا ہوا جو سنہ ۱۲۶۹ع تک قائم رہا اسکی بنیاد ایک

شخص محمد ابن تومرت نے ڈالی جسنے مدرسہ نظامیہ بغداد مین تعلیم پائی تھی - اور الغزالی کی صحبت مین رہا تھا - اسنے ۱۱۲۱ء مین مراکش آکر مہدیت کا دعوی کیا اور تھوڑے عرصے مین تمام مراکش پر قبضہ کر لیا - اسنے شہرون - قلعون اور مسجدون کی از سر نو تعمیر کرائی - ان موحدون نے اسپین پر بھی حملہ کیا اور ایک عرصے تک جنوبی اسپین پر قابض رہے - موحدون کا خاندان بغداد کی فتح ہونے کے ۱۳ برس بعد تمام ہوگیا - اس کے بعد بنو سعد کے اُمرا مراکش پر سلطنت کرتے رہے - مراکش عرب کی آخری سلطنت ہے جو ۱۹۱۲ء تک باقی رہی - مولائی عبدالعزیز اور مولائی یوسف نے اگر آنکھ کھولی - تو یوروپ کی موٹرین - گھڑیان - فوٹوگراف - باجے - کھلونون کے لیے ملک مین ہر طرف بغاوت موجود تھی جو بدقسمت باغی سردار گرفتار ہوتے انکے ساتھ نہایت وحشیانہ اور بے رحمانہ سلوک کیا جاتا - یہانتک کہ انگلستان کے شاہی خاندان نصرانی نے اسی بنا پر اسلامی مراکش کو اپنے ۱۹۱۱ء کے دربار تاجپوشی مین شریک نہ کیا - اسی سن مین جب بدامنی بڑھتی گئی تو فرانس نے ایک دستہ فوج کا بھیجکر اس ملک پر قبضہ کر لیا - سلاطین بنی فاطمہ کے زوال کے بعد الجزائر - طونس - طرابلس پر کبھی مراکش کے خاندان قبضہ کر لیتے - اور کبھی وہ خود مختار سلاطین کے قبضہ مین آجاتے - سلطان سلیمان عثمانی کے وقتون مین امیر البحر خیر الدین باربروسا نے ان پر قبضہ کر کے سلطنت عثمانی مین ملا لیا - ترکون کے بعد طونس اور الجزائر پر فرانس اور طرابلس پر اطالیون نے کیونکر قبضہ کیا - اسکا تعلق ترکون کی تاریخ سے ہے - جہانتک عرب کا تعلق تھا انکا زوال اسی وقت سے شروع ہوگیا جب اُنپر غیر عربون نے تسلط کر لیا - اگر یہ کہا جائے کہ ترکون کی محکومیت کی وجہ سے عرب

موجودہ زمانے کی ترقی سے پیچھے رہ گئے ہین۔ تو ہمارے سامنے اس کلیہ کے اشتثنا
مین مراکش کا ملک موجود ہے - یہ بدبخت ملک اگرچہ متمدن ممالک یورپ سے صرف
ایک ۱۲ میل کے بحر سے جُدا ہے اور ابتدا سے ابتک خودمختار رہا ہے۔ لیکن اسوقت
تک وہان کی ہواپرست سلاطین نے اسکی ترقی مین اتنا بھی اضافہ نہ کیا۔
جتنا کہ اہل عرب نے جب سب سے پہلے اسمین داخل ہوے تھے - ملک مین ایک
سرے سے دوسرے سرے تک بدترین قسم کے مظالم - ڈاکہ زنیان - حکام کی رشوت
خواریان - اور آزادی اور انصاف طلب کرنے والے قبائل کے ساتھ وحشیانہ
سلوک جاری ہین - تمام ملت جاہل - ملک مین نہ کوئی سڑک نہ پوسٹ آفیس
نہ تارگھر - نہ بندرگاہین - نہ میونسپلٹی - نہ تجارت اور زراعت کی ترقی - نہ فوج
نہ پولیس نہ مالیہ کا انتظام اگرچہ فرانس کا عربی ممالک پر قابض ہوجانا ہمکو حسرت
کے خون رُلاتا ہے مگر اس کے مقابل ایک پریشان اور خستہ ملک مین امن و امان
اور تاریک شہرون مین تمدن کی دھیمی روشنی ریل اور راہون کی آسانیان
ضرور اس نقصان کی تلافی کرکے ہمارے دل کو ڈھارس دیتی ہین -

زوال دول عرب اسپین

سنہ ۷۵۰ء یعنی جنگ ٹورس کے اٹھارہ برس بعد
بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان الحمار نے عباسیون سے جنگ زاب پر شکست اٹھائی
ابوالعباس کے عام قتل عام سے بنی امیہ کا ایک شخص عبدالرحمن بچ رہا تھا کچھ عرصہ تک
یہ فرات کے کنارے چھپا رہا - مگر ایک بار عباسیون کو پتہ چلگیا - اور ان کے تعاقب
سے بال بال بچکر وہ ایک وفادار غلام کے ساتھ مصر پہونچا اور وہان سے پھرتا پھراتا

* عباسیون کے وعدے پر اعتبار کرکے اس کے بھائی نے اپنے کو حوالہ کردیا - (بقیہ بر صفحہ ۱۳۰)

پانچوین برس یہ اسپین مین داخل ہوا۔ اسپین کے عرب اسوقت دو پارٹی مین متفرق تھے۔ ایک یمنی فریق دوسرے مضاری یمنی فریق نے عبدالرحمٰن کی حمایت کی۔ حاکم قرطبہ یوسف کو شکست دیکر تمام اسپین پر قبضہ کر لیا۔ عباسیون نے جب بنی امیہ کی یہ بڑھتی ہوئی قوت اسپین مین سنی تو حاکم مغرب علا ابن مغیث کو حاکم اسپین مقرر کر کے ایک بڑی مہم کے ساتھ روانہ کیا۔ علا اسپین پر اُترا۔ لیکن عبدالرحمٰن سے سخت شکست کھائی۔ اور جسقدر فوج بھیجی گئی تھی وہ سب قتل و برباد ہوئی عباسیون نے اسکے بعد پھر اسپین کی طرف نظر نہ کی۔ عبدالرحمٰن اب اطمینان سے اسپین کی بغاوت فرو کرنے مین متوجہ ہوا۔ ٹولیڈو پر قبضہ کر لیا۔ ۳۳ سال اپنے بغاوتون کے فرو کرنے اور اور شارلمین کی فوج کو شکست دینے مین صرف کی۔ عبدالرحمٰن ثالث جس نے ۹۶۱ء مین حکمرانی کی۔ اپنے خاندان کا سب سے بڑا بادشاہ ہے۔ اسنے اپنی پچاس سالہ سلطنت مین شمالی عیسائیون کے حملون اور انکی بغاوتون کو فرو کر کے سارے اسپین کو ایسی امن و خوشحالی دی کہ اسپین کی سب سے بڑی علمی اور اقتصادی ترقی اسی کے زمانے مین ہوئی ہے۔ اسکا جانشین الحکم بھی اعلیٰ درجے کا علمی مذاق رکھتا تھا گویا اگر عبدالرحمٰن ثالث اسپین کا ہارون رشید تھا تو حکم مامون تھا۔ الحکم کے جانشین کے وقت مین قرطبہ کا ایک فلسفی طالب علم المنصور اپنی خداداد ذہانت سے بڑھتے بڑھتے اسپین کا سب سے طاقتور شخص ہو گیا۔ خلیفہ بالکل اسکے ہاتھ مین تھا۔ مگر اسی کے دم سے اسپین پر کسی بغاوت کا خطرہ اور نہ کسی شمالی عیسائی کو حملہ کی جرات ہوتی المنصور

(بقیہ صفحہ ۱۲۹) جو فوراً پارہ پارہ کر دیا گیا۔ قول و پیمان کا قایم رکھنا جاہلیت کے عربون کی ایک خاص خوبی تھی اور قرآن مجید نے اسپر سخت تاکیدین کی ہین۔ مگر عباسی ایام جاہلیت کے عربون سے بھی نیچے تھے۔

کے بعد بربر اور عربون کے آپس کے جھگڑے اور عناد شروع ہوے - بقیہ سلاطین کٹھ پتلی کی طرح رہ گئے - ۱۰۰۹ء سے ۱۲۲۷ء چودہ سلاطین نے دوسو چالیس برس تک متحدہ اسپین پر سلطنت کی اور یہی زمانہ اسپین کی ترقی اور تمدن کا تھا - اس کے بعد طوائف الملوکی کا زمانہ آیا - الفونسو ششم بادشاہ لیون نے اس حالت ابتری کو دیکھکر تمام اسپین پر قبضہ کرنا چاہا - اور یہ پہلا موقع ہے کہ عربی اسپین عیسائیون سے مرعوب ہوگیا تھا - اس کے بڑے حصے پر عیسائیون نے قبضہ کرلیا - اشبیلیہ اور قرطبہ کی چھوٹی سلطنتین عیسائیون کی باجگذار ہوگئین - راڈگر و سیڈ (یعنی سید راڈگو) اسپین کے ایک عیسائی نے ولنسیا پر قبضہ کرلیا -

ان حالت کو دیکھتے ہوے بھی مسلمانون کے تفرقے اور آپس کی لڑائیان جھگڑے ویسے ہی قائم رہے - آخرکار معتمد امیر اشبیلیہ نے افریقہ کے المرابطین سے مدد طلب کی - یوسف تاشفین نے ایک مدد بھیجی اور زلاقہ کے میدان مین الفونسو پر ایک بڑی فتح حاصل ہوئی اسکے بعد (جیسا احمد شاہ درانی نے زوال دولت مغلیہ کے وقت ہندوستان مین مرہٹون کے ساتھ کیا) وہ الجیکرس پر تھوڑی فوج چھوڑکر اسپین سے واپس چلا آیا - فقہاء اسپین اور خود بادشاہ اشبیلیہ نے بڑی منت سماجت سے یوسف کو پھر افریقہ سے بلوایا - المرابطین نے اگلی بار اسپین کو متحد کر کے اپنی سلطنت مراکش کے ساتھ شامل کرلیا - جب مراکش کا خاندان مرابطین سے موحدین مین منتقل ہوا تو اسوقت تک نصف اسپین پر اسلامی سلطنت باقی تھی - موحدین کے وقت مین عیسائیون اور موحدین سے اسپین مین ایک بڑی جنگ ہوئی آخری وقت پر اندلس کے مسلمانون کی سات ہزار جماعت کسی واقعی یا خیالی شکایت پر جنگ سے

علیحدہ ہوگئی - موحدین کو شکست ملی - اور عیسائیون کو ایک کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا - اس کے بعد افریقہ مین الموحدین کی قوت اندرونی بغاوتون مین زیروزبر ہوگئی اور اندلس پر پھر ویسی طوائف الملوکی شروع ہوئی - بیس[2] سال کے اندر قسطلان اور ارغان کے عیسائی بادشاہون نے ولنسیا - قرطبہ - اشبیلیہ اور مرسیا پر قبضہ کرلیا اب مسلمانون کے پاس ایک آخری مختصر سلطنت غرناطہ باقی رہگئی تھی - ابن الاحمر بادشاہ غرناطہ نے اس مغلوبی اور بےبسی کی حالت مین غرناطہ کا مشہور محل الحمرا سنہ ۱۲۷۳ء مین تعمیر کرایا - سنہ ۱۴۵۴ء تک اس مختصر سلطنت مین بھی اندرونی فساد کبھی تو امراے جوروظلم سے کبھی سپاہیون کی دست درازی سے پیدا ہوتے رہے - ابن اسمٰعیل جو اسی سن مین ہوا - آخر اپنی کمزوریون سے عیسائیون کو خراج دینے پر مجبور ہوگیا - اس کے بعد جب اسکے بیٹے مولائی ابوالحسن نے خراج دینے سے انکار کیا تو پھر عیسائیون سے لڑائی شروع ہوگئی - اسوقت قسطلان - لیون اور ارغون تینون عیسائی سلطنتین فرڈینیڈ اور اسیبلا کے باہم شادی ہونے سے ایک ہوگئی تھین یہ لڑائی عرصے تک قائم رہی - اسمین کبھی مسلمان غالب آجاتے آخر کو حرمسرا کی ایک سازش سے جو ابوالحسن کی دو عورتون کی رقابت سے پیدا ہوئی پھر ایک فساد مسلمانون مین پڑگیا - عیسائیون نے غرناطہ پر قبضہ کرکے اسکے بیٹے ابوعبداللہ کو جسکو عیسائی مورخ بوابدل کہتے ہین - باجگذار رئیس کی طرح مقرر کیا - ابوالحسن کو اس درمیان مین عیسائیون پر ایک اور فتح حاصل ہوئی ابوعبداللہ بھی اپنے باپ کی برابری کرنے کے شوق مین اُٹھا - مگر شکست کھاکر قید ہوگیا - اسکی مان عائشہ نے اسیبلا کو ایک رقم کثیر زرفدیہ مین پیش کی مگر وہ

اس شرط مزید پر راضی ہوئی کہ تمام عیسائی اسیر رہا کردیے جائین - اور جو عیسائی فوج اس کے باپ سے لڑنے کے لیے جائے وہ اسکو اپنے ملک سے گذرنے دے - یہ ملک فروش ناخلف بیٹا ابوالحسن کی زندگی تک اس کے پہلو کا ایک خار اور اسکی لڑائیون اور فتوحات کو بیکار کرنے والا تھا -

جب ابوالحسن بوڑھا ہوگیا اور آنکھ کی بصارت جاتی رہی تو ملک کی حفاظت اسکے بھائی عبداللہ کے سپرد ہوئی - جو ایک بڑا جری اور بہادر شخص تھا - مگر عیسائی اسوقت پورے سامان سے مسلح تھے - اسکی دلیری کیا کام آتی - بالآخر جنوری سنہ ۱۴۹۲ء مین عیسائیون کے ہاتھ پر غرناطہ تسلیم ہوگیا - جب فرڈنیبد اور ایسبلا شان و شوکت سے غرناطہ مین داخل ہوگئے تو دوسری طرف سے طالع سرنگون ابوعبداللہ ہسپانیونکا بوابدل اپنے مان کے ساتھ غرناطہ سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہونے کو نکلا - ایک بار پھر کر اسنے اپنے پیارے شہر کو دیکھا اور رو پڑا - جہان پر یہ موثر واقعہ پیش آیا وہ ابتک اسپین مین "ال الٹیمو ساسپروڈل مورو" یعنی عرب کی آخری آس کے نام سے مشہور ہے - عبداللہ کو ایک مختصر سلطنت کا حصہ اسکی اخراجات کی کفالت کے لیے دیا گیا تھا - مگر اسنے اسکو قبول نہ کیا - اور ابنائے جبل طارق کو عبور کرکے فاس مین چلا آیا جہان وہ ایک لڑائی مین مارا گیا - جو مسلمان اسپین مین باقی رہ گئے تھے رفتہ رفتہ اب ان پر سختی ہونا شروع ہوئی - اور وہ مجبور کیے گئے کہ ملک سے نکل جائین حتی کہ سنہ ۱۶۱۰ء عیسوی مین ایک مسلمان کا نام اسپین مین باقی نہ رہگیا - سب سے زیادہ متعجب کرنے والی چیز جو ہے وہ یہ کہ اہل عرب پر اسپین مین اسوقت مظالم ہو رہے تھے جبکہ یوروپ ترکون کے نام سے کانپ رہا تھا - اور بحر روم پر ان کے جنگی جہازات کوس

"لمن الملک الیوم" بجا رہے تھے اسپین کی عربون کو اسلامی اخوت کے خیال سے مدد دینے کو قطع نظر کر کے اگر وہ اسپین پر قبضہ کر کے اپنی سلطنت کو بڑھا سکتے تو اُنکو کون وجہ مانع ہوتی۔

پانچوان باب

ممالک عرب

خلیفہ ہارون رشید نے اپنی وفات سے پہلے اپنی سلطنت کو اپنے دو بیٹون مامون اور امین مین تقسیم کیا تھا جنمین سے ایک بالکل عجمی تھی اور دوسری عربی۔ عربی حصے مین عراق۔ شام۔ عرب اور تمام شمالی افریقہ تھا یہی حصہ ابتک ممالک عرب کے نام سے مشہور چلا آرہا ہے اور یہ اسوقت بارہ حکومتون پر مشتمل ہے۔

اول۔ الحجاز	پایۂ تخت مکہ	ہفتم۔ شام	پایۂ تخت دمشق
دوم۔ الیمن	" صنعا	ہشتم۔ مصر	" قاہرہ
سوم۔ حضرالموت	" مقلا یا عدن	نہم۔ طرابلس	" طرابلس
چہارم۔ عمان	" مسقط	دہم۔ طونس	" طونس
پنجم۔ نجد	" ریاض	یازدہم۔ الجزائر	" الجزائر
ششم۔ عراق	" بغداد	دوازدہم۔ مراکش	" قاس

تمام ممالک عرب کا مجموعی رقبہ تقریباً ۳ میلون مربع میل یعنی تمام یورپ کے برابر اور آبادی تخمیناً ۶۰ سے ۷۰ ملیون تک ہوگی۔ ان ممالک کی موجودہ جغرافی کیفیت حسب ذیل ہے۔

الحجاز مملکت حجاز جسمین ہمارے سب سے زیادہ مقدس مقامات واقع ہین۔ اس کی حدود یہ ہین شمال مین شام۔ جنوب مین یمن۔ مغرب مین نجد اور مشرق مین بحر احمر۔ اسکا مجموعی رقبہ تقریباً اسّی ہزار میل ہے اور آبادی تخمیناً ڈیڑھ سے دو ملین تک ہی۔ غالبًا قدیم رومی اسی خطے کو عرب حجر یا اربئین پٹرا کہتے تھے۔ اور اسکی وجہ تسمیہ بعض ارض الحجاج کی مرادف سمجھتے ہین وہ یہی حجر کا بگاڑا ہوا ہے۔ ممکن ہی کہ الحجاز اس سلسلہ کوہ کا نام ہو جسکو بنی اسرائیل فاران کہا کرتے تھے۔ اسکی قدرتی کیفیت یہ ہی کہ بحر احمر کے کنارے کا ملک ریگستانی میدان سے شروع ہوکر (جس کو عربی مین تہامہ کہتے ہین اور جو خلیج عقبہ سے خلیج عدن تک چلا گیا ہے) چھوٹی چھوٹی پہاڑیان (جو عموماً بے برگ وگیاہ ہین) پر ختم ہوگیا ہی۔ یہ پہاڑیان شمال سے جنوب تک ایک سلسلہ مین چلی گئی ہین۔ انھین پہاڑیون کے درمیان جہان پانی پیدا ہوگیا ہے۔ وہان آبادی ہوگئی ہے۔ اور بعض جگہ مثل طائف اور مدینہ منورہ کے کافی شادابی اور سرسبزی بھی ہے۔ شمال حجاز کی زمین بہ نسبت جنوب کے زیادہ زرخیز ہے۔ اور بعضون کا گمان کہ یہان لوہے اور کوئلے کی موجودگی کا امکان ہے۔ حجاز کی پیداوار مین طائف کے عمدہ انگور و انار۔ مدینہ کی کھجور۔ بعض ادویات مین کام آنے والے پودھون کی قسم مثل بلسان اور سنائے مکی جو۔ جوار۔ اور تقریبًا ہر قسم کی سبزیات ہین۔ جانورون مین اونٹ۔ گدھے اور دُنبے گھر بلو اور صحراؤن مین ہرن اور شتر مرغ پائے جاتے ہین۔ یہ ملک بہ نسبت دیگر ممالک عرب کے بہت غریب اور بے بضاعت ہے۔ اور اسکی تمام اقتصادی ترقی کا دارومدار عالم اسلام کے سالانہ حج کی بدولت ہے۔ جسوقت

بدوی اونٹون کے کرایون سے اور اہل شہر حجاج کی مہانداری اور انکی رہبری سے اپنا سال بھر کا ذریعہ معاش کر لیتے ہین - حجاز کے مشہور شہر یہ ہین - مکہ - مدینہ - طائف - جدّہ - ینبوع - خیبر - معان - مدائن صالح - مکہ جہان آنحضرت صلعم کی پیدائیش سے اسلام کا نور عالم مین پھیلا ہے اور جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنا کردہ پہلا خدا کا گھر کعبہ ہے - دو چھوٹی پہاڑون کے درمیان بقول قرآن شریف وادی غیر ذی ذرع مین واقع ہے - جسکا سنو سے لیکر ۷۰۰ گز کا وسعت ہے - کل شہر کی وسعت تقریبًا ساڑھے تین ہزار قدم کی ہوگی - مکہ شریف کے مکانات عمومًا بڑے خوبصورت - اور عمدہ بنے ہوئے ہین اور سڑکین بہ نسبت دیگر ممالک عرب کے زیادہ کشادہ ہین - مکانون مین یوروپ کے مکانون کی طرح سڑک کے رخ کھڑکیان کثرت سے لگی ہوتی ہین - یہ کھڑکیان چھجہ بناکر بنائی جاتی ہین - اور ان چھجون کے نیچے لکڑی کا عمدہ نقش نگار کا کام بنا ہوتا ہے - کھڑکیون مین بعض اوقات شیشو نکا استعمال ہوتا ہے اور بعض جگہ پتلی پتلی تیلیان لگی ہوتی ہین جس سے ہوا کی آمد و رفت مین بغیر رکاوٹ پیدا کیے مکھیون اور کھٹملون سے آرام رہتا ہے - شہر مین عمومًا پانی کی بڑی قلت ہے - زمزم کا پانی کچھ شور ہے - ایک نہر جسکا پانی کوہ عرفات سے لایا جاتا ہے اور جسکو زبیدہ نے تعمیر کرایا تھا - وہی عمدہ پانی کا بڑا ذریعہ ہے اسکی مرمت ہمیشہ سلاطین ترکیہ کرتے رہتے ہین -

مکہ شریف کے مشہور مقامات سے حرم کعبہ کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین جسکو قریب قریب ہر مسلمان جانتا ہو - یہان ہر سال تمام دنیا سے مسلمان حج کو آتے ہین اسکے علاوہ بعض دوسری زیارتین مکہ معظمہ کی یہ ہین غار حرا جہان آنحضرت صلعم پر وحی

نازل ہوئی تھی۔ جبل ثور جس کے غار مین جب اہل مکہ نے آپ کو بہت ایذائین دین
اور آپنے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو یہان چھپے تھے۔ جبل قبیس جسپر سے آپنے معجزۂ شق القمر
قریشیون کو دکھلایا تھا۔ خانہ ارقم جہان آپ اول مسلمانون کو اسلام کی تعلیم فرماتے
تھے وغیرہ۔

مدینہ منورہ مکہ معظمہ سے ۳۰۰ میل شمال ایک اچھے نخلستان مین واقع ہے۔ یہان آنحضرت
اور آپکے پہلے تین خلفاؓ کی زیارت گاہین ہین۔ اس مقام سے دمشق تک ایک
چھوٹی پٹری کے ریلوے لائن بن جانے سے اب اس جگہ کی تجارت کو بہت ترقی
ہوگئی ہے۔ مسجد نبوی جہان آنحضرتؐ اور آپکے پہلے دو خلیفہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ
کے مرقد ہین۔ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اہل مدینہ عموماً نہایت نیک خصال اور
متین ہوتے ہین۔ مدینہ کی آبادی اندازاً ستر اسی ہزار ہے۔

طائف ایک ریگستانی میدان کے بیچ جبل غرفان کے دامن مین واقع ہے۔
یہ نخلستان دو میل کے حدود مین واقع ہی۔ اور اس کے گرد اگرد خندق کھدی ہین
ایک بلندی پر اسکی حفاظت کے لیے ایک قلعہ بھی بنا ہوا ہے۔ مکانات عموماً
مکۂ معظمہ اور مدینہ طیبہ سے چھوٹے ہین۔ یہان دو چشمون سے سیرابی ہوتی ہے۔ اور
یہان کے خوبصورت باغات جو پہاڑ کے دامن مین واقع ہین۔ اپنی خوبصورتی
و سرسبزی مین تمام عرب مین مشہور ہین اور عموماً گرمیون مین شرفاء مکہ یہین آکر
رہتے ہین۔

جدہ اور ینبوع حجاز کے بندرگاہ ہین جسمین سے اول الذکر حاجیون کے ورود
کی وجہ سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ بحر احمر کے کنارے ایک بلندی پر آباد ہے اور تقریباً

نصف میل سے زائد لمبائی مین اسکی آبادی چلی گئی ہو شہر سمندر کی طرف سے دیکھنے مین بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے - مکانات دو یا تین درجے بلند عمدہ پتھر کے بنے ہوئے ہین جنکے باہر سفیدی کی ہوئی ہے - سڑکین بھی اگرچہ پختہ نہین لیکن ہموار اور وسیع ہین - یہان کی تجارت بھی اچھی ہے - اس کے چارون طرف شہرپناہ ہے - جس کے مغربی دو دروازے سے کاروان اور قافلے مکہ کے لیے روانہ ہوتے ہین -

خیبر قدیم مین یہودیون کے ایک مشہور قلعے کے لیے مشہور تھا - بالفعل یہ چھوٹا سا گاؤن مدینہ کے مغرب سرحد نجد پر واقع ہے - اسکے اردگرد کھیتیان اور چند کھجور کے درخت ہین - مدائن صالح کہتے ہین کہ حضرت صالح ثمود قوم کے لیے اسی جگہ مبعوث ہوے تھے - اسوقت یہ حجاز ریلوے پر ایک چھوٹا اسٹیشن ہے - یہان اسوقت بھی مکانات پہاڑون کے کھوون مین تراش کر بنائے ہوے موجود ہین معان سرحد حجاز پر واقع ہے - اور یہان سے شام - نجد اور عراق کو کاروانی راہین جاتی ہین -

حجاز شریف مکہ کے ماتحت ہے - شرفا کے خاندان عرصے سے حجاز پر حکمرانی کر رہا تھا اور ترکی سلاطین انکی نگرانی کیا کرتے تھے - اٹھارھوین صدی مین یہان کا شریف مسعد ہوا - اسکے موت کے بعد جو ۱۷۷۰ء مین واقع ہوئی حسین ایک دوسرے خاندان کے شخص نے حکومت چھین لی - مگر تھوڑے ہی دنون کے بعد سرور نے اسکو ایک لڑائی مین قتل کر کے پھر اپنے خاندان کی حکومت قائم کرلی - اسنے ملک کا بہت اچھا انتظام کیا اور جب وہ مرا تو نیکیون نے اسکا عام ماتم کیا - اس کے مرنے کے بعد عبدالمعین اور غالب دو بھائیون مین حکومت کے لیے پھر مناقشات پیدا ہوے مگر عبدالمعین پانچ دن کے بعد مر گیا اور غالب اسکی جگہ صاحب حکومت ہوا - اسی کے زمانے مین

وہابیون سے متعدد جنگ واقع ہوئین۔ وہابیون کے بعد عون۔ عبد المطلب علی حسین وغیرہ۔ شریف یکے بعد دیگرے ہوے جنکی تاریخ کوئی قابل لحاظ نہین پہلے شریف براہ راست حجاز کی محاصل پر اختیار رکھتے تھے اور ینبوع اور جدہ کی چنگی بھی ان کے قبضہ مین تھی۔ مگر بعد کو سلطنت عثمانی نے یہ اختیارات لے لیا اور شریف کو ایک معقول رقم اخراجات کے لیے ملتی رہی۔ اس کے علاوہ وہ خود پرائوٹ طور سے تجارت بھی کرتے ہین۔ اور تقریبًا حجاز کے ہر تجارت حتیٰ کہ شتربانی مین بھی شریک ہین۔

الیمن یمن حجاز کے جنوب مشرق مین صحراے ربع الخالی اور حضرالموت اور مغرب اور جنوب مین بحراحمر سے محدود ہے۔ اسکا رقبہ بھی حجاز کے قریب قریب ہی لیکن آبادی جسکا مختلف تخمینہ کیا گیا ہے کم سے کم تین اور زائد سے زائد نو ملیون تک بتائی جاتی ہے۔ قدیم مین اسی مملکت کو رومی اور یونانی اریبئن فیلکس یا عربستان خوشحال کہا کرتے تھے۔ جو نام یا تو اس کے زرخیزی کے سبب سے رکھا گیا تھا۔ یا خود یمن کا غلط ترجمہ ہے۔ یمن کی اصلی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کعبے کی طرف منھ کرکے کھڑے ہونے والے کے دائین ہاتھ مین پڑتا ہے اور بائین طرف شام اور عربی مین داہنے ہاتھ کی طرف کو یمین اور بائین ہاتھ کی طرف کو شمال کہتے ہین جسکا مخفف یمن و شام ہے۔

یمن کا مغربی اور جنوبی کنارہ میدانی ریگستان تہامہ کا سلسلہ ہے اور اس کے بعد بلند پہاڑیان شروع ہوجاتی ہین۔ جو بحر عرب کی موسمی ہواؤن کے باعث اور پانی کی کثرت سے سرسبز و شاداب ہوگئی ہین۔ تہامہ کا مشہور شہر زبید ایک زمانے مین نہایت

مشہور تھا - مگر اب ویرانہ ہے - اس کے ایک یا دو منزل بعد زرخیز جبل صابر کے سلسلے شروع ہو جاتے ہین جنپر کثرت سے قہوہ کی کاشت ہوتی ہے - اسی کے دامن مین تائز کا شہر واقع ہے - جس کے گرد ایک دیوار ۱۶ سے ۲۰ فیٹ تک ہوٹی کا حصار ہے اور اسمین جا بجا برج بنے ہوے ہین - شہر معمولی حیثیت کا ہے یہان پر ایک بزرگ ملک اسمعیل کی قبر ہے جس کے نسبت کہا جاتا ہے کہ شہر کی بنیاد انھون نے ڈالی تھی اور وہی یہان کے بادشاہ تھے - یمن کی پیداوار قہوہ - میوہ جات گرم مصالحے قاط - روئی - گیہون اور جو ہے چانول بھی یہان کا عمدہ ہوتا ہے - اور نیشکر کی بھی کاشت کی جاتی ہے - پہاڑون کی بلندیون پر جنگلی خودرو درخت ہوتے ہین اور بعض جگہ مین درختون کی وجہ سے اور اپنے قدرتی پھولون اور آبشارون سے بالکل کشمیر کا نظارہ دیتا ہے - یہان کے مشہور شہر یہ ہین -

صنعا یہ ایک میدان مین جو سطح سمندر سے چار ہزار فیٹ بلند ہے واقع ہے جسکی چوڑائی تقریباً ۶ سے ۹ میل تک ہے اور لمبائی مین بہت دور تک چلا گیا ہے پشرق مین یہ جبل نخمہ جو میدان سے تقریباً ۱۵ سو فیٹ بلند ہے محدود ہے مغرب مین ایک عدبی میدان اصور اور لوبوہ سے جو تقریباً ۱۲ سو فیٹ بلند ہے گھرا ہے صنعا کا میدان نہایت زرخیز ہے اور ہر طرف پانی کی نہرین جاری ہین - اور ان کے چارون طرف زراعت بکثرت ہوتی ہین - صنعا یمن کا سب سے بڑا شہر اور مرکز حکومت ہے - اور اسکی آبادی اسی نوے ہزار سے کم نہین ہے - اور اگر حوالی شہر کو ملا لیا جائے تو پانچ چھ میل کے دور مین ہے - یہان مساجد اور حمام کی خاصی تعداد ہے اور وہ سب اچھی حالت مین ہین - صنعا مین بھی یہودی زیادہ رہتے ہین اور عموماً زرگری مین زیادہ مشہور

ہین - شہر کا جدید حصہ جہان ترک حکام کے مکانات اور بڑی بڑی دُکانین ہین وہ قاہرہ کا ایک چھوٹا نمونہ ہے - یہان پر اکثر دکانین یونانیون کی بھی ہین - موخہ قدیم مین بحراحمر پر ایک مشہور بندرگاہ تھا - مگر آجکل اسکی جگہ حدیدہ نے لے لی ہے اور یہی یمن کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے - ترکون نے ایک ریل صنعا اور حدیدہ کے درمیان جنگ سے تھوڑے عرصے پہلے بنوانا شروع کی تھی - سلیف بحراحمر پر نمک نکالنے کی کارخانون کے لیے مشہور ہے - بیت الفقیہ جو میدان تہامہ کے سرے پر واقع ہے - وہ احمد ابن موسےٰ ایک بزرگ کی زیارتگاہ ہے - قنفدہ عسیر کا مرکز اور بحراحمر کا دوسرا مشہور بندرگاہ ہے - یریم یا جریم جو تائز اور صنعا کے درمیان واقع ہے وہ قدیم حمیری حکومت ظفار کی قائم مقام ہے -

ترکون کے زمانے مین یمن ۳ قسمتون مین تقسیم تھا - اول تہامہ - دوسرے یمن - تیسرے عسیر ترکون سے پہلے جسوقت نوبہار ایک ڈنمارک کے سیاح نے یہان کا سفر کیا تھا اسوقت یمن - عدن - کوکیان - قبیل - ابوعریش - خولان - سمان - سعدیٰ نجران - قحطان - سہم جوف کی گیارہ ریاستون مین تقسیم تھا - سلطان سلیمان نے جب یمن پر قبضہ کرلیا تو اس کے تھوڑے عرصے کے بعد عربون نے بغاوت کرکے ترکون کو نکالدیا انکا سردار ایک شخص سید قائم تھا - جو لوہیہ کے پہاڑون مین رہا کرتا تھا - ترکون کے بعد یہ امام کے لقب سے یمن کا سلطان ہوگیا - اس کے بعد اسکا بیٹا اسمٰعیل ہوا - اور اس سلسلے مین ۱۱ - امامون نے ۱۸۷۶ء تک حکومت کی - نوبہار کے وقت مین وہان کا حاکم امام مہدی تھا - اس کے تھوڑے عرصے کے بعد ترکون نے پھر یمن پر قبضہ کرلیا - اور وہ اس آخری جنگ تک وہان سلطنت کرتے رہے -

یمن کی آبادی شمال مین شافعی مذہب رکھتی ہے لیکن جنوب مین پہاڑون پر زیدی مذہب کے لوگ ہین - یہ لوگ شیعون کے سے عقیدے رکھتے ہین اور غالباً قرامطہ اور سلاطین فاطمیہ کے یادگار ہین - انھین کا سردار امام یحییٰ ترکون کے خلاف موجودہ زمانے مین جنگ کر رہا تھا - یمن مین تقریباً اسی ہزار یہودی بھی آباد ہین -

حضر الموت حضر الموت عرب کا جنوبی ملک جو یمن اور عمان کے درمیان واقع ہو وہی ہے - جسکا ذکر توریت کے سفر پیدائش کے دسوین باب مین حضرماوت کے نام سے آیا ہے - یہان کے پہاڑ بھی یمن کی طرح نہایت زرخیز اور سیراب ہین - اس ملک کے بہت سے شہرون کا قدیم رومی مورخون اور جغرافیہ دانون نے تذکرہ کیا ہے - قیصر اغسطس کے زمانے مین یہ ملک گرم مصالحون خوشبودار دوائیون اور دلیر اور جفاکش آدمیون کے لیے مشہور تھا - زمانہ اسلام مین بھی اہل حضر الموت مختلف غزوات مین مشہور تھے چنانچہ مشہور غازی علاء حضری یہین کے رہنے والے تھے - اہل حضر الموت بحری سفر کر کے جزائر بحر چین تک پہونچے ہین - اور جزائر اوقیانوس مین اسلام کی اشاعت کے ذمہ دار وہی ہین حضر الموت کا رقبہ صحراے ربع الخالی اور نجران کو ملا کر تقریباً ۴ لاکھ مربع میل ہے اور آبادی کا تخمینہ دو سے تین ملیون تک ہی - اسی حضر الموت مین قدیم بند مارب اور سبا کے شہر ہین جو توریت اور قرآن مین مشہور ہین - یہ صنعاء سے ۱۵ روز کی راہ مغرب اندرون ملک مین واقع ہین اندرون ملک مین عدن سے شمال ایک مقام نقب الحجر مین پتھر پر کچھ نوشتون کے نشان ملے ہین - اور اسکے اردگرد قدیم شہر کے کھنڈرات پائے جاتے ہین - یہ جگہ ایک زرخیز وادی بنام وادی میفعہ مین واقع ہے جسکو ایک چشمہ دو حصون مین تقسیم کر دیتا ہے - ایسے پتھر کے نقوش حصن غراب کے کھنڈرات مین بھی پائے گئے ہین - اہل یورپ نے

ان نقوش کو عاد قوم کی طرف منسوب کیا ہے اور اندازہ لگایا ہے کہ یہ کسی طرح ساڑھے تین ہزار برس سے کم کے نہین - اسی قسم کے دوسرے حجری نقوش مآرب - متفات منشات کے کھنڈرات مین پائے جاتے ہین -

حضر الموت کے ساحل مثل تمام عرب ساحل کے سمندر سے خشک اور بھیانک معلوم ہوتا ہے - اور اسمین اچھے بندرگاہ بھی نہین ہین - قدیم مشہور شہر کشم کی جگہ اب مقلہ آباد ہی جو کھجورون کے جُھنڈ مین سفید بلند عمارتون اور مسجدون کے میناروں اور اس کے پیچھے سرخ پہاڑی کی وجہ سے دور سے بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے - شہر دوسری مشہور جگہ بھی اسی کے قریب واقع ہے - عدن کا بندرگاہ ایک خاکنائے پر آباد ہے - جس کے اردگرد بے برگ وگیاہ خشک وسیاہ پہاڑیان ہین مگر اندرون مین شیخ عثمان اور لاہیج نہایت زرخیز مقامات ہین - جہان سے عدن کو سبزی اور میوہ بہم ہوتا ہے - عدن کا بندرگاہ براہ راست انگریزون کے ماتحت ہے -

حضر الموت کے دوسرے مشہور بندرگاہ - مرباط - وافر - اور حاذق ہین - (جس کے مقابل کوریا موریا کے چھوٹے چھوٹے جزیرے واقع ہین) اندرون ملک مین دوان اور عیدان مشہور مقامات ہین - حضر الموت مختلف ریاستون مین تقسیم ہے - جسمین لاہیج - مقلہ - مہرہ اور سجر زیادہ معروف ہین -

خطۂ وادی ڈوسیر جو دو سو میل لمبا اور سو میل چوڑا شمال حضر الموت مین واقع ہے - کثرت کھجورون کے لیے مشہور ہے - اس کے مغرب مین صحرا ے ربع الخالی عرب کا صحرا ہی جس کے اندرونی حالات پر بالفعل پردہ پڑا ہوا ہے کیونکہ کسی شخص کو ابتک اس کے پار کرنے کی ہمت نہین پڑی - ریگستان محض دو لاکھ مربع میل سے کم نہوگا - ممکن ہی

اندرون صحرا مین کچھ اچھے ریگستان ہون - اور بدویون کی آبادی بھی ہو - اسی ربع الخالی کو الاحقاف بھی کہتے ہین اور اسکا ذکر قرآن شریف مین آیا ہے - حضر الموت کے سرحد پر وادی خیبرا ابتک ربع الخالی کا ایک مقام معلوم ہوا ہے - جہان چشمے اور کھجورون کے بہت جھنڈ ہین -

العمان عمان عرب کے مشرقی کونے مین خلیج فارس اور صحراے ربع الخالی و کوہستان حضر الموت کے درمیان واقع ہے - اسکا رقبہ نوّے ہزار مربع میل ہے اور آبادی کا تخمینہ تین سے چار ملیون نفوس تک کیا گیا ہے - یہ ملک تمام تر پہاڑی حد بی ہو سمندر کے کنارے کے سلسلے مثل عرب کے بقیہ کنارون کے خشک اور بے برگ ہو - مگر اندرون ملک کی بلند چوٹیان سر سبز اور پر آب ہین - مسقط کے قریب نشیبی میدان مین نہایت کثرت سے میوے اور کھجور پیدا ہوتے ہین - تقریبًا تمام جگہون پر نہرون کے پانی سے آبپاشی ہوتی ہے - اہل عمان ان نہرون کو زمین کے اندر سے نکالتے ہین بڑی مستعد ہوتے ہین - شہرون مین مختلف قسم کی دستکاریان کپڑے - اونی اور سوتی اور لوہے اور تانبے کے برتن اور لکڑی کے کام وغیرہ ہوتے ہین - مسقط مین کھجورونکا حلوا نہایت عمدہ بنایا جاتا ہے اور ٹینون مین بند کر کے غیر ممالک کو بھیجے جاتے ہین سمندر کے کنارون پر مچھلیان پکڑنے کے بھی کثرت سے مشاغل ہین - عمان کی وسعت ملکی جزیرہ بحرین کے مقابل سے جزیرہ کوریا تک ہے - جسمین جزیرہ نما القطر بھی شامل ہے - جزیرہ نما القطر تقریبًا غیر آباد اور بے آبان ہے - جہان بدویون کی مختصر آبادی مختلف چھوٹے چھوٹے دہاتون پر پھیلی ہوئی ہے ان دہاتون مین سب سے بڑا البیضا ہے - جسمین اب ترکی فوج کا ایک دستہ رہتا ہے -

اہل عمان بہ نسبت دوسرے مشرقی عربون کے زیادہ مدنی ہین اور کنارے کے بندرگاہون مسقط صحار سے خاصی تجارت ہندوستان اور ایران کے ممالک سے کرتے ہین۔ مسقط عمان کا پایہ تخت اور مشرقی عرب کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہان امام کے کئی عمدہ محل دریا کے کنارے بنے ہوے ہین۔ اور ایک شکستہ پرتگیزی قلعہ بھی ابتک باقی ہے شہرون مین ہندوستانی۔ بلوچی افریقی۔ مختلف نسل وقوم کے لوگ تجارتی کاروبار کی وجہ سے آباد ہوگئے ہین۔ عرب عمان اباضی فرقے کے مسلمان ہین۔ جو غالباً خوارج کا فرقہ ہے۔ مسقط۔ عدن کی طرح ایک خشک پہاڑی پر آباد ہے۔ اور عرب کا سب سے گرم شہر ہے۔ اندرون ملک مین رستاک ایک دوسرا مشہور شہر ہے۔ جو ایک نہایت زرخیز وادی مین واقع ہے۔ عمان کی پیداوار۔ کھجور۔ گیہون۔ مکی۔ اور ہر قسم کے سبزی اور میوے پر مشتمل ہے یہان ایک کوہان والا اونٹ تمام عرب مین مشہور ہے۔ اور یہان بھیڑ بکریان بھی کثرت سے پائی جاتی ہین۔ راس مسندم سے القطر تک کا کنارہ جس کے سامنے مجمع الجزائر بنات البحر ہے اٹھارہوین صدی مین عرب کے بحری ڈاکوون کا بڑا مرکز تھا۔ انگریزون نے آخری صدی مین ان کے شہر راس الخیام پر حملہ کرکے اسکا سد باب کردیا۔

بہت پُرانے زمانے سے عمان کا ملک اپنے امام کے ماتحت خودمختار تھا۔ زمانہ اسلام مین اس ملک کے لوگ مسلمان ہوگئے اور خلافت کے زوال تک اپنے امام کے ماتحت خلیفہ کے باجگذار رہے۔ سترھوین صدی مین اہل پرتگیز نے اس ملک پر قبضہ کرلیا۔ لیکن شاہ اسمعیل کی جنگ مین پرتگیز کو ایرانیون نے شکست دے کر انکو یہان سے نکالدیا۔ ایرانیون کی حکومت کے تھوڑے ایام گذرنے کے بعد صحار کے ایک

عرب نے جو نادر شاہ کی طرح چڑھا ہوا تھا۔ ملک سے ایرانیون کو نکالکر ہیا نکا خود مختار امام ہو گیا
اسنے عمان کی سلطنت کو نہایت قوت دی۔ خلیج فارس کے کنارے اور اُس کے
تمام جزائر پر قبضہ کر لیا۔ اب تک بھی بلوچستان کا ایک بندرگاہ گوادر عمان کے
ماتحت ہے۔ امام مسقط نے ایک مہم افریقہ مین بھی روانہ کی اور مشرقی افریقہ کا
ملک پرتگیز سے چھین لیا۔ اور وہان ایک عرب سلطنت زنجبار کی بنیاد ڈالی
عرصے تک افریقہ کا مشرقی کنارہ زنجبار اماما ن مسقط کے ماتحت رہا۔ مگر آخر کو
زنجبار کا سلطان علٰحدہ ہو کر انگریزون کے زیر اثر آگیا۔ انھین زمانون مین عمان
مین اکثر اندرونی بغاوتین برپا رہین یہانتک کہ ایک بار بدوی مسقط مین گھس آئے
اور خود امام مسقط کو پناہ کے لیے انگریزی جہاز مین جانا پڑا۔ انگریزون نے
امام کی مدد کے لیے تھوڑی فوج اُتاری اور اسی وقت سے انگریزی اثر عمان پر پھیلنا
شروع ہوا۔ دوران جنگ مین اور جنگ سے پہلے بھی عمان مین اکثر بغاوتین ہوتی رہین
عمان یوروپ کے آلات حرب مشرقی قومون مین پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ یہانسے
افغانی۔ اندرون عرب اور ایرانی یوروپ کے اسلحہ خرید کرے جاتے تھے۔ انگریزون نے
اس کے روکنے کی بڑی کوشش کی۔ اور اس سبب سے اُنکو مسقط مین اپنی نگرانی زیادہ
کرنی پڑی۔ بالفعل امام مسقط انگریزون کا دوست کہا جاتا ہے۔ مگر ترکی سلطنت
عرب سے دور ہونے کے بعد غالباً اب کامل طور سے یہ انگریزون کے اثر کو قبول کرے گا
حال مین امام مسقط کا وزیر ایک انگریزی افسر مقرر ہوا ہے جو براہ راست بغداد کے
سول کمشنر کے ماتحت ہے۔ مسقط مین انگریزی فوج بھی رہتی ہے۔ عمان نے جو کچھ
یوروپ کے اختراعات اور ترقی سے فائدہ اٹھایا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ تیمور بن فیصل

موجودہ امام۔ مراکش کے سلطان عبدالعزیز کی طرح موٹر پر سوار ہونے لگے ہین۔
اور زیادہ تر یوروپ کی فوق البھڑک اشیا۔ گھڑیان اور دوربینون مین اپنا روپیہ صرف
کرتے ہین لیکن خود ملک تمام تر بدنظمی کا نمونہ بنا ہوا ہے۔

النجد | نجد کا ملک وسطی عرب مین صحراے شام اور صحراے ربع الخالی کے درمیان
واقع ہے۔ الاحساء اور جبل شمار کو ملا کر (جو نجد کے حصے سمجھے جاتے ہین) اسکا رقبہ حضرموت
اور ربع الخالی کے برابر ہے۔ اور آبادی تخمیناً چار ملین ہو۔ یہ ملک بردو صحراؤن کے
درمیان سطح سمندر سے دو ہزار فیٹ بلند زرخیز پہاڑیون اور وادیون کا ایک مجموعہ ہو جو ایک
دوسرے کے متوازی چلی گیئن ہین۔ اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔ یعنی دو پہاڑیون کے
درمیان کا ملک۔ شمال مین جبل شمار اسکو صحراے شام سے علٰحدہ کرتا ہے۔ مشرق مین
اسی طرح جبل طویق کا سلسلہ اس کے اور الاحسار کے درمیان حائل ہے۔ نجد کی آب و
ہوا خشک اور نہایت مفید صحت ہے۔ کوہستانی بلندیون پر جاڑون مین برف کی
پتلی چادر بھی جم جاتی ہین۔ عموماً اندرونی پہاڑ سرسبز و شاداب ہین۔ اور ان چراگاہون
پر بھیڑ بکریون کی پرورش خوب ہوتی ہے اسیلئے نجد بالخصوص مویشیون کے لیے اور ان کے
اون کے واسطے زیادہ مشہور ہے۔ عرب کا مشہور گھوڑا نجد ہی کے کھیت کا ہوتا ہے۔ نجد کے
صحراؤن مین شتر مرغ۔ ہرن۔ نیل گائین بھی کثرت سے پائی جاتی ہین۔ یہان کے
اونٹ بھی عمان کے بعد عرب مین سب سے زیادہ عمدہ خیال کیے جاتے ہین
نجد کے مشہور سلسلون کے پہاڑ جنپر انکی زرخیزی کا دارومدار ہے۔ جبل شمار۔ جبل
خورا۔ سلمہ۔ صاک اور طویق ہین۔

یہان کے پہاڑی درختون مین ایک لمبا درخت آثم جس کے کوئلے بہت عمدہ

بننے ہین مشہور ہے - پہاڑون کے دامنون مین ہر قسم کے میوے اور پھولون کی بھی
کثرت ہے - خصوصاً عرار کا پھول نجد مین اپنی بھینی بھینی خوشبو کے لیے زیادہ مشہور ہے
نجد کئی صوبون مین منقسم ہے جنمین سے چند کے نام یہ ہین - الریاض - وشم - سدیر - قاسم
حریق - فرح - جبل صحران - افلاج - الریاض نجد کا پایۂ تخت ایک بڑے نخلستان
مین واقع ہی - اسی کے قریب وہابیون کا پرانا پایۂ تخت درایہ بھی واقع ہے جسکو ترکون نے
برباد کر دیا تھا - شمال مین جوف اور بائل جبل شمار کے مشہور شہر ہین - الحسا مشرق مین بقیہ
نجد سے ربع الخالی ریگستان کی بالائی شاخ سے جدا ہو گیا ہے - یہان کھیتون سے آبپاشی
کی جاتی ہے - اور بعض کنوین نہایت خوبصورت بنائے گئے ہین جنپر سفید پتھرون کے
قبے بنے ہوتے ہین اور دور سے دکھلائی پڑتے ہین -

اسکی سطح عراق کی طرح چپٹے میدان کی ہی - اور دور دور پر کثرت سے کھجورون کے مسلسل
باغات چلے گئے ہین - الحسا ایک زمانے مین قرامطیون کا آماجگاہ رہا ہے - اور ان کے
سکے اب تک یہان چلتے ہین - الحسا مین انگور کی بھی کثرت سے کاشت ہوتی ہے
اور کنارون پر مچھلیان پکڑی جاتی ہین جو خشک کرنے کے بعد ممالک غیر کو بھیجی جاتی
ہین یہان کی مصنوعات بھی عمان کی طرح پیتل اور تانبے کی برتنون - قہوہ کی پیالیون
وغیرہ کی ہے - القطیف یہان کا مشہور مقام ہے - کہتے ہین کہ قدیم رومیون کا شہر
"جرہا" اسی جگہ پر آباد تھا - اسکی آبادی تخمیناً بیس سے تیس ہزار ہوگی - الحسا کے
قریب ہی بحرین کا جزیرہ ہے جو موتی نکالنے کے لیے مشہور ہے - نجد کا
ملک وہابی فرقے کے سبب سے یورپ مین مشہور ہو گیا ہے - عبدالوہاب جس کے طرف
یہ فرقہ منسوب ہی سترھوین صدی مین پیدا ہوا - یہ قبرون کی زیارتون اور دوسری

ایسی باتون کا جو قرن اولیٰ کے مسلمانون مین نہ تھین - بہت سخت مخالف تھا -
امیر نجد نے اسکی لڑکی سے شادی کی اور اسکے اصلاح اسلام کا سب سے بڑا سرگرم
حامی ہوگیا - نجدیون نے اپنی تاثت آخری صدی مین بہت بڑھالی تھی - حتی کہ اُنھون نے
کربلا - نجف - مکہ اور مدینہ تک فتح کرلیا اور یہان کے تمام زیارتگاہون کو مسمار کرادیا - بالآخر
سلطان محمود کے زمانے مین محمد علی پاشا مصر اور ابراہیم کی ماتحتی مین ترکی فوج بھیجی گئی -
جسنے عبداللہ امیر نجد کو شکست دیکر قید کرلیا - جنگ سے پہلے تک ترک الحسا پر براہ راست
قابض تھے اور نجد کا علاقہ امیر ریاض - امیر حائل اور امیر کویت تین علیحدہ سلطنتون
مین منقسم ترکون کے زیر اثر تھا -

العراق العراق اس ملک کا نام ہے جو دو دریاؤن دجلہ اور فرات سے ملکر بنا ہے -
یہ علاقہ شمال مین کردستان اور مشرق مین ایران کے پہاڑون کے دامنون سے شروع ہوتا
ہے اور تمامتر مسطح ہے - جبل حمرین تک یہ سطح سمندر سے سو فیٹ سے زیادہ بلند نہین
یہی جبل حمرین عراق کو دو حصون مین تقسیم کر دیتا ہے - ایک الجزیرہ جسکو قدیم مین اسوریا
کہتے تھے اور دوسرا نفس عراق جو قدیم مین بابل اور کیلڈیا کہلاتا تھا - جبل حمرین ایک
چھوٹی سی پہاڑی ہے جو سطح عراق سے شاید سو فیٹ سے زیادہ نہوگی - اسی پہاڑیون سے
شاط الادہم اور شاط الدیالہ نکلکر مغربی عراق کو سیراب اور زرخیز بناتے ہین - اور انسے جو
نہرین نکالی گئی ہین اُنکے سبب سے دیالہ کا حصہ تمام عراق مین سب سے زیادہ خوشحال اور
قابل زراعت ہوگیا ہے - ان حصون مین خصوصًا نارنگیان نہایت عمدہ اور کثرت
سے ہوتی ہین - زیرین عراق زیادہ نشیب مین واقع ہونے سے اور دریاے فرات کے
متواتر جگہ بدلنے سے دلدلی ہوگیا ہے جہان نے کا جنگل ہے - اسی طرح بصرہ اور بالائی

بصرہ مین شاط العرب کے کنارے نخلستانون کا عظیم جنگل ہے جو دریا سے نہایت سُہانا معلوم ہوتا ہے جہان پر زمین دلدلی نہین وہان فرات پر بند بنانے سے زمین نہایت زرخیز ہوگئی ہی۔ اور یہ حصہ کربلا حلہ کا آجکل تمام عراق کے غلون کی منڈی خیال کیجاتی ہے۔ بالائی عراق مین درخت کم ہوتے گئے۔ اور بجز بغداد اور موصل کے تمام زمین لق ودق میدان ہے جس کے کنارے کنارے تھوڑی بہت کاشت ہوتی ہے موصل ولایت کے مغرب کردون کے اضلاع سلیمانیہ اور کرکوک کے پہاڑ بلوط کے چھوٹے چھوٹے درخت سے ڈھنکے ہوئے ہین اور یہان سے کثیر مقدار گوند کتیرہ کے برآمد ہوتی ہے۔ یہ اضلاع دو بڑے دریا زاب اسفل اور زاب اعلےٰ سے سیراب ہوتے ہین اور دیالہ اور حلہ کربلا اضلاع کے بعد یہ خطے عراق کی سب سے زیادہ زرخیز سمجھے جاتے ہین عراق کی پیداوار بالفعل کھجور۔ سنگترے۔ انار۔ انگور۔ گیہون۔ چاول۔ روئی ہے۔

جانورون مین بھیڑ بکریان۔ اونٹ۔ گھوڑے بھی خاصی تعداد مین ہین۔ بغداد کا سفید گدھا بہت قیمتون پر بکتا ہے۔ معدنیات مین یہان کوئلہ اور نفت کی کانین زیادہ ہین۔ ترکون کے زمانے مین عراق ۳ ولایت موصل۔ بغداد اور بصرہ مین منقسم تھا۔ اور یہ تینون ولایت جدا جدا براہ راست قسطنطنیہ کے ماتحت تھے اسلیے عراق ترکون کے وقت تک کوئی مستقل ملک تسلیم نہ کیا جاتا تھا۔

عراق کی آبادی موجودہ شمار کی رو سے ۳ میلون کے قریب ہی۔ اسمین تقریباً پچاس ہزار یہودی اور اتنے ہی نصرانی اور دس ہزار کے قریب ستارہ پرست صابی جنکا بڑا مرکز سوق الشیوخ اور عمارہ ہے اور اسی کے قریب تعداد مین شیطان پرست یزیدی ہین جنکا مرکز موصل کے مغرب جبل سنجار ہی۔ عراق کا رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار مربع میل ہے۔

عراق کے مشہور شہرون مین سب سے پہلے تو بغداد ہے جو خلفائے بنی عباس کا مشہور مرکز خلافت تھا - آجکل بھی یہ شہر اگرچہ اپنی پرانی عظمت پر باقی نہین - مگر تب بھی عراق کا سب سے بڑا شہر اور تجارت کا مرکز ہے - انگریزون کے قبضہ کے بعد سے بغداد اب موصل سرحد ایران اور بصرہ سے ریلون کے ذریعہ سے ملا دیا گیا ہے اور اسکی تجارت روز بروز ترقی پر ہے - یہان پرانے بزرگون اور ائمہ کے مشہور مزار ہین جنمین امام ابوحنیفہ رح شیخ عبدالقادر جیلانی - امام کاظم رح - معروف کرخی رح کے مزارات زیادہ مرجع انام ہین موصل الجزیرہ کا دوسرا مشہور شہر خوبصورت سفید پتھرون کا بنا ہوا ہے - اُسی کے قریب قدیم اسوری شہر نینوا کا خرابہ ہے - بصرہ عراق کا بندرگاہ بغداد کے بعد عراق کا دوسرا شہر ہے - اسکی بنیاد حضرت عمر رض نے ڈالی تھی - اسی کے قریب حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض دو اصحاب رسول اللہ صلعم کے مزار ہین - کربلا مین حضرت امام حسین رض اور نجف اشرف مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مدفن ہے - سامرہ مین حضرت امام نقی اور تقی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار ہین - عراق کے دوسرے مشہور شہر حلہ (جس کے قریب بابل کے کھنڈرات ہین) اربل (جہان پر سکندر نے دارا کو شکست دی تھی) کرکوک - سلیمانیہ - خانقین - یعقوبیہ اور عمارہ ہین - عمارہ جدید طرز پر بنایا گیا ہے - اور دریا سے بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے - عراق مین کہتے ہین کہ حضرات عزیرؑ - یونسؑ - حزقیلؑ اور دانیالؑ اور ہوشع نبیون کی قبرین بھی ہین -

الشام | شام کا ملک شمال مین سلیسیا اور طارس جنوب مین حجاز اور سینائی - مغرب مین صحرائے شام اور مغرب مین بحر روم سے محدود ہے - اسکا رقبہ من کے برابر یعنی تقریباً نوے ۹۰ ہزار مربع میل ہے اور آبادی آخری مردم شماری کے رو سے پانچ ملیون تھی

جنمین سے ایک طبقہ یہود - مختلف فرقون کے نصرانی - نصیری اور دروزی وغیرہ ہین شام کا ملک تین حصّون مین منقسم ہے - ایک تو نفس شام جو دامن لبنان سے صحرائے شام تک میدانی خطہ ہے دوسرا کوہستانی مغربی علاقہ جو لبنان اور لبنان کی شاخون سے پیدا ہوا اور جو قدیم مین فنشیا کہلاتا تھا - تیسرا حصہ جنوب کا فلسطین یا ارض المقدس ہے جو خلیج مردار سے ایک طرف اور سینائی سے دوسری طرف محدود ہے -

کوہستانی علاقہ شام کا جس کے سلسلہ کوہستان بحر روم کی موسمی ہوا کی روک کر کے اسکو سیراب کرتے ہین - تمام شام مین سب سے زیادہ زرخیز ہے - شام کا میدان بھی مختلف نہرون سے زرخیز ہو گیا ہے - خصوصًا دمشق کے گرد کا علاقہ جہان کے باغات اور نہرین تمام عرب مین مشہور ہین اور گویا دمشق عرب کا بہشت ہے فلسطین ان تمام خطون سے کم زرخیز اور بے ثروت ہے -

شام کے مشہور شہرون مین دمشق شام کا مرکز دنیا کا سب سے قدیم شہر ہے جو اب تک اسی جگہ اور اسی نام سے دُنیا مین باقی ہے - اس جگہ خالد سیف اللہ اور ابا عبیدہ کا مزار ہے - اور کئی دوسرے اصحاب رضٗ رسول اللہ صلعم بھی یہان مدفون ہین - یہی شہر خلافت بنی امیہ مین اسلامی سلطنت کا مرکز تھا - دمشق کی مشہور عمارت مسجد اموی ہے جو عبدالملک نے تیار کرائی تھی - نہایت خوبصورت اور عالیشان ہے - دمشق کی آبادی بالفعل ۳ یا چار لاکھ کے قریب ہے اور یہ بیروت حلب - یروشلیم مدینہ سے ریلون سے ملا ہوا ہے - اور تجارت کا خصوصًا سب سے بڑا مرکز ہے - حلب شمالی شام کا مشہور شہر دمشق سے بڑا اور پر رونق ہے - بیروت شام کا بندرگاہ وسعت آبادی - تجارت خصوصًا تمدن اور تعلیم مین تمام شام کے شہرون سے ممتاز ہے موجودہ حلب اور بیروت کا

بڑا حصہ بالکل یوروپین طرز کا ہوتا جاتا ہے - یروشیلم مذہب اسلام - نصاریٰ اور یہود کا مقدس مقام سمجھا جاتا ہے - یہان پر مسجد حضرت عمرؓ جو حضرت سلیمانؑ کے ہیکل کے کھنڈرات پر تعمیر کی گئی ہے اور جسکو مسجد اقصےٰ کہتے ہین نہایت مشہور عمارت ہی - شام کے دوسرے مشہور شہر انطاکیہ - حمس - بعلبک - عکہ - جافا - طرابلس اور نابلس اور فہ عنتیاب - حاران ہین شام کی پیداوار ہین لبنان کے صنوبر کی لکڑیان - انگور - نارنگیان سنترے - انار - زیتون - گیہون - جو - جوار - مکا - روئی - ریشم ہین - کنارون سے اسفنج نکالا جاتا ہے - مصنوعات مین ریشمی کپڑے - چادرین - لکڑی اور ہاتھی دانت کا کام نہایت خوبصورت بنایا جاتا ہی -

یہان بھی بنی اسرائیل کے پیغمبرون مین سے حضرت ابراہیمؑ - حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی قبرین الخلیل (حبرون) مین ہین اور حضرت داؤدؑ - حضرت سلیمانؑ - حضرت یحییٰؑ حضرت ذکریاؑ کی قبرین القدس مین بتائی جاتی ہین - اور یہ سب عوام کی زیارتگاہ ہین - ترکون کے زمانے مین شام تین ولایات حلب - دمشق اور بیروت اور دو متصرفیت یا سنجاق القدس اور دیرالزور مین تقسیم تھا - ان کے بعد موجودہ جنگ مین شام اور بیروت پر فرانسیسیون کا اور فلسطین پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا کچھ دنون تک شریف مکہ کے بیٹے امیر فیصل نے حلب دمشق پر ایک عربی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی - مگر اب فرانسیسیون نے انکو بے دخل کرکے براہ راست قبضہ کرلیا ہے -

المصر | مصر ممالک عرب مین سب سے زیادہ ممتاز اور متمدن عرب کے مغرب براعظم افریقہ مین واقع ہے - یہ ملک دریاے نیل کے دونون طرف کی سطح زمین یعنی وادی النیل اور مشرق اور مغرب کے دو ریگستان صحراے العرب اور صحراے لیبیان سے ملکر بنا ہے -

جزیرہ نما سینائی کو ملا کر اسکا مجموعی رقبہ چار لاکھ مربع میل ہے اور آبادی ۵ ملیون نفوس ہے۔ وادی النیل یعنی نیل کے کنارے کی سطح اور زرخیز زمین ہے اور ریگستان کے درمیان دو متوازی مسلسل پہاڑیان شمال سے جنوب تک چلی گئی ہین۔ جو قاہرہ کے قریب جبل مقطم پر ختم ہوجاتی ہین۔ وادی النیل دو حصون مین منقسم ہے۔ ایک شمالی جسکو زیرین مصر اور ڈیلٹا بھی کہتے ہین دریاے نیل کے دو شاخون کا تکونا خطہ بحر روم اور قاہرہ کے درمیان واقع ہے۔ جنوبی یا بالائی مصر قاہرہ سے لیکر ۲۲ ڈگری عرض البلد تک جو وادی حلفا پر ختم ہوتی ہے۔ اسکا مجموعی رقبہ ۱۲ ہزار مربع میل ہے اور یہ دنیا کا سب سے زرخیز خطہ کہلاتا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ افریقہ اور حبش مین کثرت بارش کی وجہ سے نیل دریا نومبر مین پھیل کر تمام وادی کو پر آب کر دیتا ہے اور جب وہ اپنی اصلی جگہ پر آجاتا ہے تو اسکے پیچھے سیاہ مٹی کی ایک تہ جم جاتی ہے۔ جو زراعت کے لیے نہایت عمدہ کھاد ہے۔ نیل کی طغیانی سے اور زیادہ فائدہ اٹھانے کے لیے موجودہ زمانے مین بہت سے بند بنائے گئے ہین جنمین سے اسوان کا بند سب سے زیادہ بڑا اور مشہور ہے۔ اس کے علاوہ زیرین اور بالائی مصر مین کئی نہرین بھی کاٹی گئی ہین جنمین نہر یوسف۔ برکۃ القارون اور نہر محمودیہ زیادہ مشہور ہین مصر کی مشہور کاشت گنّا اور کپاس ہے۔ اس کے علاوہ کھجور۔ زیتون۔ گیہون۔ جو۔ جوار اور دوسرے قسم کی پیداوار بھی کثرت سے ہوتی ہے۔ مصر مین شکر بنانے کے کئی کارخانے بھی موجود ہین۔ اور خصوصاً یہ شکر جو مخروطی شکل کی ڈھیلے مین بنتی ہے۔ مغربی ایشیا کو کثرت سے بھیجی جاتی ہے۔ ہندوستان مین اسی کا نام مصری ہے۔ مصر مین جنگلات نہین۔ اور معدنیات مین بھی بجز چند قسم کے پتھرون کے جو عمارت کے کام مین آتے ہین۔ کوئی دوسری چیز قابل تذکرہ نہین صحراے لیبیا مین چند نخلستان یا واحات پائے جاتے ہین جن مین

واحات داخلیہ واحات خارجیہ اور برقہ اور مصر کے درمیان سنوسیو نکا مرکز جغبوب زیادہ مشہور
ہین - صحراے عرب مین کنارے پر ایک بندرگاہ القصیر کے علاوہ زیادہ حصہ ویران ہی اندرون
صحرا مین بعض مقام قدیم نصرانیون کے خانقاہون کے لیے مشہور ہے - صحراے طور سینا بنی
اسرائیل کی چالیس سالہ صحرا نوردی اور حضرت موسیٰؑ کی نبوت و تکلیم ربانی جسکا ذکر مفصل
کتاب موسئے کے خروج مین ہے - مشہور ہے -
اہل یورپ کا خیال ہے کہ خدا کا شعلون کے درمیان جلوہ گر ہونا - اور پہاڑیون کا تڑکنا
وہ اصل مین سینائی کی آتش فشانی تھی جس کے لاوا کے آثار اب بھی پائے جاتے ہین -
اندرون ملک مین جہان پانی پایا جاتا ہے - وہان چند چھوٹے نخلستان پیدا ہوگئے ہین
مگر عموماً یہ خطہ ریگستانی اور بنجر ہے مصر کے مشہور شہرون مین قاہرہ مصر کا پایۂ تخت اور
براعظم کا سب سے بڑا شہر قدیم شہر ممفس اور مسلمانون کے اول شہر فسطاط کے جگہ پر واقع ہے -
اسکی آبادی سات آٹھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے - اسی کے قریب مشہور قدیم اہرام مصری ہے
جس کے نسبت محققون کا خیال ہی کہ قبل طوفان حضرت نوحؑ بنائے گئے تھے - یہ اصل مین
قدیم مصریون کا قبرستان تھا - جہان وہ لاشون کو مصالح لگا کر اسکی کوٹھریون مین بحفاظت
رکھ دیتے تھے - ان لاشون مین سے فرعون کی بھی لاش دستیاب ہوئی ہے جو آجکل قاہرہ
کے عجائب خانہ مین ہے - غالبًا یہ لاش قدیم مصریون کو جیسا قرآن مین ہے بحر احمر سے
دستیاب ہوئی تھی اور انھون نے اسکو مصالحہ لگا کر قبرستان مین رکھ دیا تھا - قرآن شریف
مین فرعون کی لاش کا دریا مین غرق ہونے سے بچا رہنا تاکہ وہ آیندہ زمانے کے لیے باعث
عبرت رہے اسکا پورا ذکر ہے - اور اس لاش کے برآمد کے بعد اسکی پوری تصدیق ہوگئی
قاہرہ کا عظیم الشان اسلامی مدرسہ الازہر جو ملوک بنی فاطمہ کے وقت سے چلا آتا ہے

قدیم عربی علوم اور مذہبی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ خدیو اسمعیل پاشا نے اپنے وقت مین قاہرہ کو بڑی ترقی دی اور نیا قاہرہ بالکل پیرس کا نمونہ ہوگیا ہے۔ قاہرہ شام۔ اسکندریہ اور سودان سے بذریعہ ریلوے ملا ہے۔ سوڈان کی ریل غالبًا اندرون افریقیہ مین بڑھا کر سب سے جنوب کیپ ٹاون سے ملادی جائے گی اسکندریہ مصر کا سب سے بڑا بندرگاہ بحر روم کے تمام بندرگاہون مین دوسرے نمبر پر ہے اور صرف مارسلیز سے کچھ چھوٹا ہے۔ اسکی آبادی ۴ یا ساڑھے چار لاکھ ہے۔ اور تجارت کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ نیا اسکندریہ ترقی اور تمدّن اور عمارتون کی بلندی اور سڑکون کی کشادگی مین کسی طرح یوروپ کے شہر سے کم نہین۔ مصر کے دوسرے مشہور شہر۔ دمیاط رشید۔ طنطا۔ سویز۔ پورٹ سعید سیوٹہ۔ اسوان وغیرہ ہین۔

مصر ایک زمانے تک ترکون کے براہِ راست ماتحت رہا۔ اٹھارہوین صدی مین والی مصر محمد علی پاشا نے خود ممتاز ہوکر ترکون پر حملہ کیا اور تقریبًا تمام شام فتح کرلیا۔ مگر آخر کار یوروپ نے بیچ مین پڑکر صلح کرادی۔ اسکے بعد مصر سلطان کا باجگذار رہا۔ خدیو اسمعیل نے اپنے وقت مین نہر سویز کھدوانے قاہرہ کو ترقی دینے اور سلاطین یوروپ کی دعوتون سے مصر کو نہایت مقروض کرلیا۔ بابعالی نے خدیو کو معزول کردیا۔ روس۔ انگلینڈ اور فرانس نے مصر کی مالی نگرانی کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا مصریون کو یوروپ کی یہ دست اندازی برداشت نہوئی اور انھون نے عربی پاشا کے ماتحت بغاوت کردی۔ انگلینڈ نے فوج بھیجی جسمین عربی کو شکست ملی۔ اس کے بعد فرانس اپنے حقوق سے دست بردار ہوگیا۔ اور اب مصر پر انگریزون کی نگرانی مستقل ہوگئی۔ بلکہ انکی فوج بھی رہنے لگی۔ مصر نے ابھی سے پہلے وادی حلفہ کے جنوب مشرقی سوڈان تا انتہائے منبع نیل اپنے قبضہ مین

کر لیا تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد مہدی سوڈان نے مصریون کو وہان سے نکالدیا انگریزون اور مصریون کی ایک اور مہم بھیجی گئی۔ سوڈان پھر فتح کیا گیا اور سوڈان پر بھی انگریزون کے حقوق بڑھا دیے گئے۔ جنگ موجودہ مین ٹرکی کے تمام حقوق بھی انگریزون نے چھین لیے اسکے بعد جو کچھ واقعہ ہوا وہ مصر کا موجودہ مسئلہ ہے۔

طرابلس الغرب | طرابلس الغرب مصر اور طونس الجزائر سے مشرق و مغرب اور صحارا افریقہ سے جنوب کی طرف محدود ہے۔ اسکا رقبہ بھی مصر کے برابر ہی مگر آبادی کا تخمینہ دو ملیون سے زائد نہین کیا گیا۔ یہ تین حصون مین منقسم ہے۔ اول بارقہ دوسرے نفس طرابلس تیسرے فیضان جوان دونون کے جنوب صحرائے اعظم مین واقع ہے۔ طرابلس اور برقہ کا خطہ "تلن" مین واقع ہے۔ یہ ہماری زبان مین ٹیلے کا مرادف ہی۔ یہ ٹیلے بحر روم کے موسمی ہواؤ سے سیراب ہوکر زراعت کے لیے بہت موزون ہو گئے ہین جہان ہر قسم کی سبزی۔ میوے غلّے کی عمدہ کاشت ہوتی ہی۔ ان خطّون مین زیتون کے درخت بھی کثرت سے پائے جاتے ہین۔ برقہ جو قدیم مین سیرینکا کہلاتا تھا بہ نسبت طرابلس کے زیادہ زرخیز ہے۔ جبل اخضر جو اندرون ملک مین واقع ہی اسکا سب سے زیادہ شاداب خطہ ہے۔ فیضان اصل مین صحارا کا ایک خطہ ہے جسمین جابجا نخلستان پائے جاتے ہین۔ اسی مین نخلستان مرزوق فیضان کا پائے تخت شمال سے سوڈان کے کاروان کے سر راہ واقع ہونے سے افریقہ اور یوروپ کی تجارت کی منڈی ہے۔ ان ریگستانون مین شتر مرغ۔ شیر۔ جیراف زیبرہ۔ اونٹ پائے جاتے ہین۔ سوڈان سے عموماً ہاتھی دانت اور شتر مرغ کے پر طرابلس کے ذریعہ یوروپ مین جاتے ہین۔ طرابلس کے ٹیلون مین ایک قسم کی گھاس جو کاغذ بنانے کے کام آتی ہے بہت کثرت سے یوروپ کے ممالک کو بھیجی جاتی ہے۔ طرابلس الغرب کی آبادی کا زیادہ حصہ

عرب ہی۔ قبائل بربر کے بھی کچھ لوگ ہین جو عموماً عربون سے بہت کم فرق رکھتے ہین کچھ حصہ آبادی کا حبشی النسل بھی ہی کنارے کے شہرون پر یہودیون کی خاصی تعداد ہے۔

طرابلس ۱۹۱۱ء تک ترکون کے براہِ راست ماتحت تھا۔ اسی زمانے مین اطالیون نے اچانک حملہ کر کے کنارے کے شہرون پر قبضہ کر لیا۔ ترکون نے کچھ دنون تک کامیاب مدافعت کی۔ لیکن جنگ بلقان کے چھڑ جانے سے مجبوراً کو یہ ملک عربون کو سپرد کرنا پڑا اور اُس وقت سے اطالیون کی مدافعت خود عرب کر رہے ہین۔ طرابلس کا مشہور فرقہ سنوسی جو افریقہ مین اسلام کی کثیر الاشاعت کا ذمہ دار ہے ان عربون کی سرداری کر رہا ہے۔ سنوسیون نے دوران جنگ مین صحرائے لیبیا ن پر قبضہ کر لیا تھا۔

طرابلس کے مشہور شہرون مین طرابلس بحر روم کے کنارے تجارتی بندرگاہ ہے جہان مالٹا۔ اطالیہ اور طونس کی تجارت کے درآمد اور برآمد ہوتی رہتی ہے۔ یہین سے طونس کو کاروان کی راہ جاتی ہے۔ اسکی آبادی تخمیناً پچاس ہزار ہوگی۔ بنغاری بارقہ کا پایۂ تخت بھی تجارت کا مشہور شہر ہے۔ اسکی آبادی تخمیناً تیس ہزار ہوگی۔ فیضان اندرون ملک کا پایۂ تخت مرزوق جیسا ذکر ہو چکا ہی کاروانی تجارت کا مرکز ہے۔ اور یہی شیخ سنوسی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔

الافریقیہ یا طونس

طونس کا ملک ممالک بربری مین سب سے چھوٹا مگر سب سے زیادہ متمول ہے۔ اسکا رقبہ اٹلی کے قریب قریب ہی۔ اور آبادی تین ملیون ہے۔ یہ خطہ بھی دو حصے یعنی شمال کا تل اور جنوب کا صحرائی میدان جس کے درمیان اندرونی خلیج۔ شاط الجرید حد فاصل ہے منقسم ہے۔ تل حصہ طونس کے بڑے حصون مین شامل ہے اور یہان ہر قسم کی کاشت انگور۔ سنگترے۔ زیتون۔ کاغذ بنانے والی گھانس۔ کارک کے

درخت اور دوسرے پہاڑی پیداوار مثل پستہ۔ بادام۔ اخروٹ کے ہوتی ہی طونس کی آب وہوا نہایت صحت بخش ہے۔ اور بحر روم پر "بزرٹہ" اہل یوروپ کا سینٹو ریکم کہلاتا ہی۔ قدیم مین یہی خطہ اہل کارتھیج کی قوت کا اصلی مرکز تھا۔ سمندر کے کنارے سے اسپنج نکالا جاتا ہے۔ ملک مین چند لوہے۔ تانبے اور کوئلہ کی کانین بھی ہین یہان کے مشہور مقامات مین طونس پایۂ تخت تقریبًا ایک لاکھ آبادی کا بڑا شہر ہے۔ اسی کے قریب کارتھیج کا خرابہ ہی۔ قیروان اسلامی مدارس کے سبب زیادہ مشہور ہے۔ یہان پر فاتح افریقہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کی قبر بھی ہے۔ الخیر کے نام پر ایک عالیشان مسجد طونس مین نہایت مشہور ہے۔ سفاقس طرابلس کی سرحد پر طرابلس سے مبادلات تجارت اور کاروان کے ٹھہرنے کی مشہور جگہ ہے۔

طونس ترکون کے زمانے مین ایک باجگذار سلطنت رہی۔ عرصہ تک اسکی بحری قوت نہایت زبردست تھی جس سے تمام یوروپ کانپتا تھا۔ ۱۸۸۱ء مین طونس کو فرانس نے اپنے اثر مین لے لیا۔ اور اسوقت سے ابتک یہ فرانس کی محکومیت مین اپنے امیر کے برائے نام ماتحت سمجھا جاتا ہے۔ خواہ انگریزی اور فرانسیسی اثرات مصر اور طونس کے بارے مین کیسا ہی مکروہ ہون ہمکو اسی بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ جو کچھ اقتصادی اور تمدنی شرف ان دو عربی ممالک نے پچھلے بیس[۲۰] تیس[۳۰] سالمین حاصل کیا ہی وہ ان ہی یوروپین اقوام کی بدولت ہے۔ طونس مین اب ہر طرف ریلوے جاری ہین جو الجیریا اور افریقہ کے دوسرے مقامات سے ملی ہوئی ہین۔ بندرگاہون مین تجارت کو بہ نسبت پہلے سی زیادہ ترقی ہوا اہل ملک نے تجارتی کاروبار اور کارخانہ مین زیادہ حصہ لینا شروع کیا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ان سے جمود کی بیماری دور ہوتی جاتی ہی۔ مگر اس کے ساتھ ہی

کہ یوروپ کی مارل خرابیان بھی ان ممالک مین کثرت سے پھیلتی جاتی ہین - طونس اور مصر مین شراب خواری بہ نسبت دیگر ممالک عرب کے زیادہ ہے -

الجزائر الجزائر طونس اور مراکش کے درمیان عربی ممالک کا وہ بدقسمت ملک ہی جسکو فرانسیسون نے پچاس ساٹھ برس سے اپنی کالونی بناکر عرب کو بیدخل کر رہے ہین اور انکو رفتہ رفتہ جنوبی صحرا مین نکال رہے ہین - ان عربون کے ساتھ جو سختیان برابر کی جارہی ہین اسکی مثال نہ جاپانیو کی اہل کوریا پر - نہ جرمنون کے افریقون پر اور نہ زار روس کے سائبریا پر مظالم سے ملتی ہی عربون کو تعلیم بھی اسوجہ سے نہین دیجاتی کہ انکی آنکھین کھلین وہ اپنے حقوق کو پہچانین نہ لگین انکو حج مین جانے کی بھی بہت رکاوٹین کی جاتی ہے - کچھ عرصے تک فرانسیسوی عربون کو عام لونڈی غلامونکی طرح فروخت کرتے رہے - الجزائر کے یہودیون کو فرانسیسی حقوق ملگئے ہین اور یہ یہودی جواب عربون سے اپنی اس ذلت کا بدلہ لے رہے ہین جو انکو بزعم خود عربون کے وقت مین ملتی رہتی تھین -

یہ ملک جبل اطلس کے مشرقی سلسلے سے دو حصون مین تقسیم ہوگیا ہے - شمالی کوہستانی علاقہ طونس اور طرابلس کے ٹیلون کی طرح زرخیز ہے - کوہستان مین جنگلی درخت بھی پائے جاتے ہین - اور یہان کی پیداوار بھی تقریباً وہی ہے - جو طونس کی ہی - معدنیات مین سیسے - تانبے - سرمے کی کانین ہین - جنگلی حیوان مین شیر - چیتا - بھیڑ بھی صحرا کے کنارے پائے جاتے ہین - الجیریا کا رقبہ دو لاکھ مربع میل ہے اور آبادی ۵ ملیون ہے - جنمین سے ڈیڑھ ملیون فرانسیسی - یوروپ کی دوسری قومین اور یہودی ہین - الجیریا تین صوبجات الجیرس - بون - قسطنطین مین منقسم ہے - الجیریا بہت خوبصورت

عمارتون کا شہر مغربی افریقہ کا سب سے بڑا بندرگاہ ہے عموماً یہانکی عالیشان عمارتین سب فرانسیسیون کی بنوائی ہوئی ہین۔ عربون کا کورٹہ ویسا ہی تاریک اور ذلیل ہو۔ جیسا وہ ہزار برس پہلے کا تھا۔ فرانسیسون سے پہلے خاص الجزائر مین دو سو سے زائد مساجد تھین۔ مگر فرانسیسون کے ایام عہد مین صرف چھ سات مسجدین باقی رہ گئی اور باقی یا تو مسمار کرادی گئین یا انین گورنمنٹ آفیس اور دوسری عمارتین کردی گئین۔ شہر الجیریا کی موجودہ آبادی کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ ہے۔ بون۔ قسطنطین دوسرے مشہور شہر سمندر کے کنارے واقع ہین جنوبی الجیریا جو صحرا سے الجیریا کہلاتا ہے۔ اسمین غابت کا نخلستان زیادہ مشہور ہے۔

سو برس کا عرصہ ہوا کہ الجزائر کے بحری قزاق یوروپ کے لیے نہایت مخدوش اور خطرناک تھے۔ انگریزون کی ایک عربی مہم لارڈ ایکسموتھ کے ماتحت بھیجی گئی جسنے الجیریا پر گولہ باری کی مگر اسکا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ۱۸۲۰ء مین فرانسیسون نے اس بہانے پر کہ امیر حسین اسوقت کے حاکم نے قونسل فرانس کی بے حرمتی کی۔ فرانسیسون نے حملہ کر کے اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ تقریباً ۱۸۵۰ء تک عبدالقادر الجزائری کے ماتحت عرب و بربر لڑتے رہے۔ مگر فرانسیسون نے آخرکار ملک پر پورا تسلط جما لیا۔ عبدالقادر الجزائر کو فرانس نے نہایت احترام سے دمشق مین نظربند کرادیا۔

المراکش یا مغرب الاقصیٰ

ممالک عرب کا آخری ملک جو سب سے پہلے خلافت سے جدا ہوا تھا اور سب سے آخر غیر قومون کی ہوس کا شکار ہوا شمالی افریقہ کا نہایت زرخیز خطہ مغرب مین بحر اطلانتک۔ شمال مین بحر روم اور اسپین جنوب و مشرق مین الجزائر و صحارے سے محدود ہے۔ اسکا رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل ہے اور آبادی کا تخمینہ نو ملیون کیا گیا ہے۔

مراکش الجزائر کی طرح کوہ اطلس کے سلسلے سے جو مغرب سے مشرق کو چلا گیا ہے۔
دُو حصون مین تقسیم ہو گیا۔ شمال کا حصہ آب و ہوا اور پیداوار مین جنوبی یوروپ سے شباہت رکھتا ہے
جنوب کے میدان اور وادیان کھجور کی کثرت کے سبب سے بحر النخل (یعنی کھجورون کا سمندر)
کہلاتے ہین۔ مدت سے سلاطین اور قوم کی جہالت سے اسکے بڑے بڑے زرخیز خطے
بیکار پڑے رہگئے ہین جنکی طرف کوئی توجہ نہین دیجاتی معدنیات کی کثرت کا بھی قیاس
کیا گیا ہو۔ لیکن ابتری اور بدنظمی سے کسی قسم کی ترقی ممکن نہین۔ یہان کی خاص پیداوار
گیہون۔ چاول۔ جو۔ کھجور۔ زیتون۔ روئی ہین۔ مصنوعات مین چمڑے اور چاندی و سونے
کے کام کی کچھ صنعت شہرون مین باقی ہے۔ مگر ادنے حالتمین مراکش کے مشہور شہرون
مین فاس پایۂ تخت شمالی مراکش کا سب سے بڑا شہر ہے اور یہ قدیم عربی علوم اور
مذہبی تعلیم کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ اسکی آبادی ایک لاکھ سے زائد تخمینہ کی گئی ہے اسی جگہ
ادریس اول اور ثانی کا جنھون نے خود مختار سلطنت مراکش کی بنیاد ڈالی ہے انکے
مزارات ہین جنکی اہل مغرب بڑی عزت کرتے ہین۔ شہر مین یہودی کاریگر بھی کثرت
سے آباد ہین۔

مراکش جنوب مین دوسرا مشہور شہر ہے۔ طنجہ بحر روم پر مراکش کا بندرگاہ ہے
جہان اہل یوروپ کے قونسل خانے اور ڈاک خانے ہین۔ اسی کے قریب سبطہ اور
عوالی سے جزائر جبرالٹر کے مقابل واقع ہین جو عرصے سے اسپین کے قبضے مین چلے
آتے ہین۔ اہل اسپین اب تمام شمالی کنارہ بحر الریف کا مالک کہلاتا ہو دعوے
کرتے ہین مغرب کے کنارہ بحر اطلانٹک پر موگودر اور دار البیضا (جو فرانسیسی مین کسلبینکا کہا جاتا ہے)
دو مشہور بندرگاہ ہین۔ مراکش سنہ ۱۹۱۱ء تک خود مختار سلطان کے قبضے مین تھا۔ مگر

اسی زمانے مین فرانسیسون نے ملک کی بدنظمی اور بغاوت سے فائدہ اٹھاکر ایک دستہ فوج بھیجکر مراکو کو اپنے زیر نگرانی مین لے لیا۔ سُنا جاتا ہے کہ اب الجیریات سے قاہرہ تک ریل بھی تیار کردی گئی ہے۔ فرانسیسی قبضہ ضرور بدقسمتی ہے مگر بہر صورت نااہل سلاطین سے بہتر ہی۔

چھٹا باب

مستقبل عرب

سنہ ۱۹۱۴ء مین جسوقت یوروپ کی عالمگیر جنگ مشتعل ہوئی۔ عرب کی کوئی سلطنت مشرق اور مغرب مین باقی نہ رہگئی تھی۔ مراکش۔ الجزائر۔ طونس فرانس کے ماتحت تھا۔ طرابلس الغرب پر اطالیون کا اگر عملی قبضہ نہین ہوا تو کاغذی قبضہ ہوچکا تھا اور اس زمانے مین مملوک بنانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ مصر سلطان ٹرکی کا باجگذار اور انگریزون کی نگرانی مین حجاز یمن۔ شام عراق ترکون کے براہ راست ماتحت۔ نجد و عمان ان کے زیر نگرانی۔ عدن انگریزون کے براہ راست قبضے مین اور حضرموت کے روسار کچھ تو انگریزی سلطنت کے خدام اور ہواخواہ اور کچھ سلطنت ترکی کے۔

آزادی انسان کا فطری جوہر ہے اور دنیا مین کوئی قوم نہین جسکی آزادی سلب ہونے کے بعد اُسکے پھر واپس ملنے کے لیے پیچ و تاب نہ کھاتی ہو۔ البتہ ہر قوم کی فکر بقدر اُسکی ہمت اور اُسکے موجودہ و گذشتہ حالت کے ہے بعض جگہ فطرت اپنے ایسی کمزور قومین پیدا کردی ہین جو اپنے طاقتور غاصب کے مقابلے سے عاجز ہین۔ بعضون پر ایک مدت کی جفاکشی کے بعد آرام طلبی کی قدرتاً خواہش بڑھ جاتی ہے جبپر حکمران قومین چالاکی سے تھپکیان دیکر اونکی نیم بیداری کو آسودہ نیند سے بدل دیتے ہین۔ اور انکے تمام

اعضائے رئیسہ جواب دے بیٹھے ہین - یہ دونون صورتین ہمارے بد قسمت ہندوستان کی ہین - تیسری صورت ان لوگون کی ہی جنمین دماغی جسمانی اور اخلاقی فضائل موجود ہین - مگر اپنر جہالت کا ایسا تاریک پردہ پڑا ہوتا ہے کہ اُسکے آگے کسی فطری خوبی کی کچھ پیش نہین جاتی - جہالت کی بلا جس قوم مین لگی - اسکے ساتھ تفرقے اور پھوٹ بھی پیدا ہونے ضروری ہوتے ہین - جاہل قومون کے افراد اپنی آسائش اور تن پروری سے زیادہ دوربین نہین ہوتے اور ایثار نفسی تو اُنکے وہم وگمان مین بھی نہین ہوتی - زبردست اگر چالاک قومین جب اپنر غالب ہونا چاہتی ہین تو وہ ایسی قوم کے ذی اثر لوگون کو دُنیاوی لذات کے سبز باغ دکھاکر اپنا مُرید بنا لیتی ہین اور انھین کے ہاتھون سے انھین کے قوم کو اسیر کراتی ہین - یہ صورت عربون کی ہے -

عربون نے قومی آزادی کے لیے اس سو سال مین جدوجہد ضرور کی - مثلاً الجزائر مین عبد القادر - مصر مین محمد علی - نجد مین عبد العزیز - یمن مین امام یحییٰ اور ادریس - طرابلس مین سید احمد سنوسی - اور آخر بار حجاز مین شریف الحسین نے - مگر اسکا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا - کیونکہ وہ جہالت اور حیوانی جوش کی حالت مین بلا اصول شروع کی گئین تھین - تقریباً تیس ۳۰ برس سے حکمران قومون کی بدولت مصر - طونس - شام اور کچھ حصہ عراق مین شعاع علم نے عربون کی آنکھ کھولنا شروع کردی اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ صرف حیوانی قوت آزادی کا سبب نہین ہوتی - بلکہ اُنکو خداداد جوہر سے بھی کام لینا چاہیئے - جو اُنکو ودیعت کیا گیا ہے - شامیون اور مصریون مین روشن خیالون اور حب الوطنون کی جماعتین "حزب الاحرار" کے نام سے قائم ہوئین - یوروپ کے پایہ تخت مین بھی تبلیغات اور تنشیرات سے اُس جماعت کی توجہ اپنی طرف منعطف کرائی گئی جو اسلامی عربون کے

فرقے خوارج کی طرح امپریلیسٹ پالیسی کے مخالف ہوتے ہین اور وہ سوشلسٹ کہلاتے ہین شام مین پہلے دبی آواز سے ترکون سے ہوم رول اور لامرکزیت کے ادعا کیے گئے۔ اور جب (یہان پر بہت سی حکمران قومین غلط راستہ اختیار کرتی ہین) ترکون کی طرف سے اُسکو دبانے کی کوشش ہوئی تو جیسا اسکا قاعدہ ہے یہ آگ اور بڑھی۔ اور جب ترکون کے اس جنگ مین رنگ بگڑتے ہوتے نظر آئے تو یہی جماعت ترکون کے خلاف اعلان جنگ کرکے ان کے دشمنون سے ملگئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شام۔ عراق۔ یمن۔ حجاز۔ دو سال کے اندر ترکون سے بالکل جدا ہوگیا۔

سنہ ۱۹۱۹ء یعنی جنگ کے پانچ برس بعد تمام ممالک عرب کی حالت حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوگی۔

۱۔ مراکش۔ اپنے سلطان کے ماتحت فرانسیسون کی نگرانی مین بلا شرط وعدہ استقلالیت آئندہ۔

۲۔ الجزائر۔ فرانسیسون کا براہ راست قبضہ۔

۳۔ طونس۔ اپنے سلطان کے ماتحت۔ فرانسیسون کی نگرانی مین۔ اس شرط پر کہ جب طونس اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کے قابل ہوجائیگا فرانس اسے خالی کردیگا۔

۴۔ طرابلس۔ اطالیون کا براہِ راست قبضہ کا ادعا بالفعل اہل ملک کامل طور سے مطیع نہین ہوئے۔

۵۔ مصر۔ اپنے سلطان کے ماتحت۔ انگریزون کی نگرانی مین۔ بشرط اس کے کہ جسوقت اہل مصر اپنے اوپر آپ حکومت کے قابل ہونگے۔ انگریز دست بردار ہوجائینگے آجکل اس کے لیے سخت جدوجہد ہورہی ہے اور غالب ہے کہ انگریزون کو دعاوی کرنا اس کی

کامل آزادی تسلیم کرنا پڑے۔

۶۔ شام وفلسطین۔ اول الذکر فرانس کے زیر نگرانی۔ بغیر اپنے سلطان کے ساتھ ہی شرط کے جو مصر وطونس کے واسطے ہے۔ آئین پر مستزاد ہے کہ اقوام عالم نے انکی آزادی کے حقوق کو تعیون کر لیا ہے یعنی وہ آزادی کے ضامن ہین۔ آخر الذکر انگریزونکی نگرانی مین اوپرالی شرط کے ساتھ

۷۔ عراق۔ انگریزون کے زیر نگرانی بغیر اپنے سلطان کے اسی شرط کے ساتھ جو شام و فلسطین کے لیے ہے۔

۸۔ حجاز۔ شریف کے ماتحت خود مختار مگر انگریزون کے حلیف و زیر اثر۔

۹۔ نجد۔ امیر نجد کے " " "

۱۰۔ عمان۔ امام مسقط کے " " "

۱۱۔ حضر موت۔ طوائف الملوک " " "

۱۲۔ یمن۔ موجودہ حالت نامعلوم۔ سابق ترکی حکام مین غالباً یمنیون کے ساتھ ملکر کام کر رہے ہین۔ ساحل مین پر انگریزون کی فوجین قابض ہین۔ پس اسوقت سوائے الجزائر کے جسکو فرانس کے امپیریلسٹ نے فرانس کا جزو لاینفک بنا لیا ہے۔ باقی تمام ممالک عرب مین ہماری امیدین کچھ نہ کچھ باقی ہین۔ اوران تمام امیدون کا ملجا و ماوے مصر ہے (قارئین کرام کو یہان یہ بتانا ضروری سمجھتا ہون کہ یہ کتاب اصل مین لارڈ ملز اور سعد پاشا زاغلول مصری کے کامیاب معاہدے سے جسکے اندر مصر کی آزادی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ بطور ایک یادگار کے لکھی گئی ہے۔ اور امید ہے کہ جسوقت یہ کتاب پریس سے نکلے گی۔ انشاء اللہ اسوقت تک مصر کی آزادی کا اعلان ہوجائے گا)۔ ہان مین پھر کہتا ہون کہ متحدہ عرب کی آخری امید مصر ہے۔ نہ ترکی۔ نہ شریف مکہ۔ نہ

امیر فیصل - اور نہ انگریزون ادر مسٹر انسیسون کے وعدے (بقول غالب - یترے وعدون پر ستمگر ابھی اور جیتے ہوتے - اگر اپنی زندگی پر مجھے اعتبار ہوتا)

اس بنا پر یہ باب مستقبل عرب عربون کی طرف سے ان کے بھائی مصریون کو حصول آزادی کی مبارکباد اور آئندہ انکے فرائض کو یاد دلانے کے لیے نامہ پیام ہے - وہو ہذا

یا اخوان العرب - سب سے پہلے تمارے مشرق اور مغرب مین رہنے والے بھائی تمھاری آزادی کے جد و جہد پر آفرین اور اس کے حصول پر تمکو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہین - تم نے جس طریقے سے آزادی کی جنگ شروع کی تھی وہ اپنی نوعیت مین غریب بھی اور ایک جابر اور طاقتور قوت کے سامنے اُسکو حاصل کرنا واقعی ایک معجزہ یا غیبی امداد سے کم نہ تھی ہمنے تمھارے آزادی کے شرائط پڑھے ہین جہانتک مصر کا تعلق ہے وہ کم سے کم اس حد تک تو ہے جس حالت مین ہمارے قدیم آقا ترک قبل از جنگ تھے - اگرچہ پورا مدعا حاصل نہین - مگر یہ آزادی کا پہلا قدم سمجھنا چاہیے - نہر سویز پر انگریزی فوج کا رہنا یا انگریزی قنصلات کا ممالک غیر کی رعایا آباد مصر کو اپنی نگرانی مین رکھنا ضرور تمھاری جد و جہد کو تازیانہ لگائین گے اور ایک نہ ایک دن تم ان قیود دگرفت سے بھی انشاء اللہ اپنے کو آزاد کرا لو گے - رہا سوڈان اُسکے متعلق البتہ تمھارے حقوق کے بہت زیادہ پامال ہونے کا اندیشہ ہے مگر ہم تمسے کہتے ہین کہ سوڈان سے تم کو کیا حاصل وہ ایک خطہ ہے جسمین اگر تمھارے اُتنے ہی حقوق باقی رہین - جو پہلے تھے تو بھی غنیمت ہو - یقیناً عرصے سے مصر کے خزانے پر سوڈان کا بڑا بار تھا اور جو کچھ سوڈان اس حالت مین بنا ہے وہ مصر کے خون اور روپیون سے محض انگریزی فوائد کے لیے یا مانچسٹر کے روئیون کی منڈی بڑھانے کے لیے تم نے شاید اسکو

فراموش کردیا ہے کہ تم عربی نسل کا ایک جزو لاینفک ہو جو بصرہ سے طنجہ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اہل سودان غیر نسل کے لوگ ہین - فارسی کی ایک مثل ہے اول خویش بعدہٗ درویش - تمھارے سوا تمھارے قوم کے دوسرے بدقسمت جو تم سے دور دور آباد ہین اور جنکے درمیان تم سے ذریعہ رسل و رسائل بھی کم ہین وہ غیر قومون کے پیرون تلے روندے جارہے ہین - یہ ضرور ہے کہ تم ابھی اس قابل نہین کہ انکی رہائی کے لیے کوئی عملی کام شروع کرسکو اور نہ ہماری خواہش ہے کہ تم اپنی رفتار ترقی کو بدلکر ہمارے خاطر اپنے حالت کو کسی خطرے مین ڈالدو - لیکن ہمکو ڈر یہ ہے کہ کہین تم مصر کی آزادی کو اپنے حصول مدعا کے لیے کافی سمجھکر اطمینان سے تو نہین بیٹھ گئے - تمھارے نظرون کے سامنے بین رشین اور بین جرمن کے تحریکین رہی ہین - جنکا مقصد صرف یہ تھا کہ ایک جنس اور ایک زبان اور ایک خیال کے لوگ متفرق سلطنتون مین تقسیم رہین اور وہ سب ایک ہی جھنڈے کے تلے جمع ہوجائین - یہ قومیت کی بنیاد ہے - بلقان والے تیس برس سے اسی جدوجہد مین مشغول تھے اور آج انھون نے اپنا یہ مدعا حاصل کیا ہے کہ رومانیا سرویہ اور یونان کی تمام منتشر قوم اپنے جھنڈون کے تلے جمع ہوگئی ہین -

اتحاد عرب جسکا خیال ترکی کے زوال کے بعد شروع ہوا - عام طور پر اسکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صرف جزیرۃ العرب کے متفرق سلطنتون کا ایک مرکز پر لانے کا مدعا ہے مگر عرب کا لفظ اس سے بہت وسیع ہے - اور اگر اتحاد عرب کی خواہش ایک حب الوطن کے لیے فطرتی ہے تو اسکے معنی مشرق سے مغرب تک تمام عرب سلطنتون پر برحاوی ہونے چاہیئے - یہ صحیح ہے کہ مشرق اور مغرب کے تمام عربی ممالک کے پاس اپنے

خود سمندر کی راہین کھلی ہین - اونکی بحری تجارت مین کوئی رکاوٹ نہین اور وہ بجاے
خود ایک علحدہ چھوٹی سلطنت کی حیثیت سے دنیا مین باقی رہ سکتی ہین - مگر یہین
وقت یہ ہی کہ بعض ملک مثلاً حجاز یا طرابلس الغرب اسقدر غریب ہین کہ انکا خود ملک کبھی بھی
مالیت سے وطن کے لیے ایک مدافعت کرنے والی پولیس یا فوج بہم نہین پہونچا سکتی
اور وہ رفتہ رفتہ زیر بار ہوکر کسی اندرونی یا بیرونی خلشات کے دور کے لیے بالکل
ناقابل رہجائے گی - اتحاد ممالک عرب مین ایک سلطنت کی ایسے ثروتی اور دوسر
سلطنت کی ضرورت سے زائد آمدنی کو برابر کرنے کی بہت ضرورت ہے - اور
ایک ایسی قوت بہم پہونچاتی ہے جو دشمنون کی قابل قدر مدافعت کر سکے - اور یہ بغیر
اتحاد عرب کے ممکن نہین -

جسوقت تم اپنی آزادی کو مستقل طور سے حاصل کر چکو تو تم اسکو بھول نہجانا کہ یہی دو
ملک یعنی حجاز اور طرابلس جو تمھارے داہنے اور بائین موجود ہین ہر قسم کی مدد کے لیے نہایت
بے بسی اور اشکباری سے چلا رہے ہین - حجاز کسی صورت سے شریف مکہ کے ماتحت
ترقی کی امید نہین رکھتا - اسکی مالیات اسقدر بھی نہین جو شریف کی اپنی حرم کے لیے
کافی ہون نہ کہ حرمین شریفین کے لیے - حجاز کا تعلق تمام دنیا کے مسلمانون سے ہے -
اور یقیناً چند دنون مین اگر حجاز کے یہی لیل و نہار رہے تو بدنظمیون سے حج بند ہو جائیگا
اسوقت سوچو کہ اہل مکہ اور مدینہ پر کیا گذرے گی کیونکہ انکے تمام آمدنی اور ثروت کا
ذریعہ حاجی تھے - وہ ابھی سے پریشان ہو رہے ہین - اور فاقے کی سختیان اٹھانے
لگے ہین - اس کے علاوہ نجدیون کے حجاز پر متواتر حملون اور باہم مسلمانون کی
خونریزی اسی حالت مین جاری رہے گی - تمھارا مصری قافلہ ہر سال قاہرہ سے عظیم

جلوس اور شان کے ساتھ کعبہ شریف کے غلاف کا محمل لاتا ہی۔ تمہارا تعلق حجاز سے قدیم ہے۔ اب جبکہ ترک اسکی خدمت سے محروم کیے جا چکے ہین عربون کی نظر تمھاری ہی طرف ہے۔ اگر تم اسوقت حجاز کو اپنی زیر حفاظت مین لینے کا اعلان کردو گے تو عالم اسلامی تمھارا ہمیشہ کے لیے بار احسان رہے گا۔ یاد رکھو کہ حجاز پہلا قدم ہی اسکے ساتھ یمن اور دوسری عربی ریاستین تو خود بخود تمھاری طرف کھنچین گی کیونکہ اب تقریبًا ہماری وحشت وجہالت کا خاتمہ ہو رہا ہے اور ہم سمجھنے لگے ہین کہ وحشیون کی طرح ہر روز لڑائی فساد کا اب سدباب ہو کر تمدن کی طرف رجعت کا وقت آگیا ہے۔ دوسری طرف تمھارے طرابلس الغرب ہی جہان ہمارے غیر تمند بھائی ساٹھ برس سے ایک خونخوار نصرانی قوم کے مقابلے مین سینہ سپر ہین۔ ان کے ساتھ جو مظالم روا رکھے گئے ہین وہ تو نصرانیت کا ورثہ ہے۔ تم یہ جانتے ہو گے کہ جسوقت بنی یافث ترکون نے اِس ملک کو مجبورًا چھوڑا ہے انھون نے عرب کی خودمختاری تسلیم کر لی تھی۔ اطالیون کا ہبز بجز زبردستی کے کوئی حق نہین۔ تمپر طرابلس الغرب کی پوری امداد عملی یا اخلاقی ہر طرح فرض ہی اور اطالیین سے اس معاملہ مین دوستانہ گفتگو کرنا اسکی اُمید ہمکو تمھارے ڈپلومیسی اور ذہانت سے ہی۔ شام وفلسطین اور عراق کو دو یوروپین قومون نے متمدن بنا کر چھوڑ دینے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اگرچہ ہم ان کے بغیر متمدن بن سکتے تھے۔ لیکن خیر انکا یہ کانٹون مین گھسیٹنا بھی کچھ دنون تک صبر اور انتظار سے دیکھو۔ ممکن ہی کہ اقوام عالم ہماری امداد کر کے مدت قلیل کے بعد ہمکو ہمارے مہربانون سے رہائی دلا سکین۔ ان دونون ممالک مین تم کو اتحاد عرب کی اشاعت کی ضرورت ہی۔ اس سے مت چونکو کیونکہ یہ یوروپین قومین اپنے بعد بہت سے زہریلی اثرات تربیت کے چھوڑ جائینگی اور یہ شامی اور عراقی جب انکے بھٹی سے نکلین گے تو ڈر ہی

کہ کہین وہ عرب سے منافرت کرکے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ نہ بنائین - یہ تمھارا فرض ہے کہ انکو انکی قومیت سے وقت بے وقت یاد دلاتے رہو اور انکو اتحاد عرب کی ضرورتین جتاتے رہو -

رہا آخری مسئلہ طونس - الجزائر اور مراکش کا جو فرانس کے دست تعدی مین پھنسا ہوا ہے اسمین طونس اور مراکش نیم خودمختاری کی کسی صورت مین اب بھی باقی ہین - ممکن ہے کہ فرانس کا سوشلسٹ فرقہ یا رفتار زمانہ انکی کامل آزادی کا باعث ہوجائے اگر ہماری یاد غلطی نہین کرتی تو فرانس کا طونس کے ساتھ بھی ویسا ہی اقرار ہے جیسا اب شام کے ساتھ ہے مگر بے روئے بچہ کو مان دودھ بھی نہین دیتی - ہمکو فرانس سے پہلے آزادی طونس اور مراکش کیلیے اہل ملک سے ملکر ادعا کرنی چاہیئے - اور یوروپین قومون سے فرانسیسون کی اس دست درازی پر اپیل کرنی چاہیئے - کبتک یہ ریاکاری کی باتین ہم سے روا رکھی جائے گی کہ ایک طرف بانگ دہل پر قومون کی حقوق اور آزادی کے دعوے سنائے جائین اور دوسری طرف انھین مدعیان آزادی اور انسانیت کے ہاتھون سے ہمارے گلے دبائے جائین اگرچہ یہ تمکو معلوم ہے کہ نصرانیت سے مخصوص ریاکاری ہی ہے شاید فرانس تمھارے حقوق سودان کے عوض شمالی افریقہ سے دست بردار ہوجائے - لیکن یہ نہایت ہی مشکوک امر ہے - اگر خدانخواستہ وہ وقت آئے کہ بغیر دست بہ سیف ان ملکونکا اتحاد عرب سے ممکن نہو تو تم اس خطرے مین پڑنے سے پہلے یہ دیکھ لینا کہ بصرہ سے طرابلس تک کا ملک تمھاری آواز سے اُٹھ سکتا ہے - اور ان کے خود درمیان نفاق اور جہالت کا شائبہ باقی نہین رہا - اسکو یقیناً ایک عرصہ درکار ہے - مگر کام کی ابتدا ابھی سے ہونا چاہیئے -

برادران مصر ہم تم کو یاد دلاتے ہین کہ جبوقت خلفاے بنی عباس یعنی ہماری حشمت و جبروت
کا آخری چراغ تاتاریون کے طوفان سے بجھ گیا تھا تو عالم عرب مین تم ہی نے پھر اسکو روشن کیا
تھا تمہارے ملوک نے ان کفارون کو شام پر سخت زک دی اور ہمارے مذہبی مقامات کو بچا لیا-
اسکے بعد جب نصرانیون نے القدس کو ناپاک کیا تو تمھارے ہی تلوارون کے آب سے وہ
پھر پاک کیا گیا- موجودہ زمانے مین ہمارے علوم وفنون کو تمنے پھر زندہ کیا یہانتک کہ تمھارے
ملک کا لقب عربی ممالک کا دماغ ہوگیا- تم نے قریب قریب ترکون کو عربی ممالک سے
سو برس پہلے بے دخل کر دیا تھا اگر اہل یوروپ درمیان مین نہ پڑ جاتے - تم سب سے زیادہ
یوروپ کے تمدن اور علم سے مستفید ہوے ہو اور تمھارے ذریعے سے ہی شام مین عربی کے
علوم کی نئی روشنی پہونچی ہے- ہمنے یہ بھی سُنا ہے کہ ملک الحجاز نے تمھارے ملک سے بہت سے
اہل الراے وعمل کو حجاز کی حکومت کو ترتیب دینے کے لیے طلب کیے ہین- اسکے
بعد ہم تم کو یاد دلاتے ہین کہ عربیت اور اسلامیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے - وہ ایک
دوسرے کے بغیر قائم نہین رہ سکتی - ہمنے اسکو بھی افسوس کے ساتھ سُنا ہے کہ یوروپ
کی دہریت - شرابخواری - قماربازی اور عورتون کے بیجا آزادی کو جیسا کہ ہم تک
خبرین پہونچی ہین تمھارے ابناے ملک اختیار کرتے جاتے ہین - ہمنے اسکے قبول کرنے مین
بہت تامل کیا - مگر افسوس کہ ہمکو آخرکار یہ ماننا پڑا کہ تم یوروپ کے ملنے سے درحقیقت
ان خرابیون کے اختیار کرنے مین بے باک ہو- یہ باتین جسقدر قوم کو تباہ کرنے والی ہین
اسکے بتلانے کی ضرورت نہین اور اس قوم کے لیے نہایت مہلک ہین جو ابھی ترقی
کے پہلے ہی زینہ پر ہو- کاشکے اگر تم کو اسلام کی تعلیم تمھاری آنکھ نہ کھول سکے تو تم
امریکہ کے عمل سے عبرت پکڑو- یہ تو اسلام کا حق تھا کہ کم سے کم شرابخواری کا سد باب امریکہ سے

بڑھکر ہو۔ اور ابھی وقت دور نہین گیا۔ امریکہ کا قانون تو اسلام کا ہے۔ اور یہ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر اسکو تم جلد اپنے ملک مین رواج نہ دو۔

اب ہم تم کو اتحاد عرب کے پروگرام کا ایک مختصر خاکہ بتاتے ہین۔ ممالک عرب جیسا تم کو معلوم ہے تعداد مین بارہ ہین۔ ہر ملک عرب بذات خود ایک ملک ہے جو تقریبًا اگر آبادی مین برابر نہین تو رقبہ مین یورپ کے کسی ملک سے چھوٹا نہین اور اسکی زراعت وفلاحت۔ اقتصادی اور آبادی ترقی مین بہت ہی وسعت ہے۔ ان بارہ گھوڑون کو ایک لگام سے ہانکنا یقینًا مشکل بلکہ ناممکن کام ہے۔ لہذا ہر ملک عرب اپنے اندرونی معاملات مین بالکل خودمختار رہے گا۔ اور ہر ایک کی اپنی جداگانہ دارالعلوم۔ خزانے۔ عدالتین مجلس شورائے۔ قومی مدافعت کے ذرائع علحدہ رہین گے۔ پائے تخت قاہرہ ایک عام مجلس شورے۔ ایک عام آوارۂ معاملات خارجیہ۔ اور ایک دائرہ بحری اور دفتر جنگ کے مرکز رہین گے۔ ممالک عرب کے اندرونی تجارت ایک دوسرے سے برابر بغیر کسی کمرک کے رکاوٹ کے کرتے رہین گے۔ ریل۔ پوسٹ اور ٹیلگراف بھی اگر مرکزی ہون تو بہتر ہے۔ ورنہ علاحدہ رہنے مین کوئی حرج نہین۔ عرب کے ممالک مین ایک عمومی سول سروس کی بھی ضرورت ہے تاکہ نوجوانان رہنماے ملت نظام حکومت کے تعلیم بخوبی قاہرہ مین پاکر جیسا ضرورت ہو۔ مختلف ممالک عرب مین تقسیم کیے جائین ہمکو اپنا روشن زمانہ کبھی نہ بھولے گا۔ ہم نے ملکی فتوحات اور تمدن مین جو ترقی کی ہے اسکے راوی صرف ہم نہین بلکہ ہمارے دشمن بھی ہین جبتک ہم یاد رکھین گے ہم ہمیشہ اپنے زمانے کے عود کرآنے کیلیے کوشش کیا کرین گے ہمنے صرف ملکونکو تلوار سے نہین فتح کیا بلکہ دنیا کی قومون کو اسلام کی اشاعت کے ہم ہی زیادہ تر ذمہ دار ہین جب بزرگون سے خدا جدا کرے ہمکو رہائی ملی تو اطمینان ہوگیا کہ

ہمپر ہوقت سعدی کا وہ شعر صادق آتا ہو ؎ مرا از دوست گرگے در ربودی ٭ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

ہم عجب بلا مین مبتلا ہین - اسوقت زیادہ تر ہم ایسے دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار ہین جو عربیت ہی کے دشمن نہین بلکہ اسلام کے بھی ہین - ترکون کے ساتھ ہماری صرف ایک دشمنی تھی - ہم حیرت مین ہین کہ خدا نے ہمپر یہ بلا ہمارے کس گناہون کی پاداش مین مسلط کیا ہی کیا خدا نے رب العالمین جسنے ہمسے اُنکی فتوحات کا وعدہ کیا تھا - ہماری قسمت بھی ہمارے چچازاد یہودیون کی طرح ڈالی ہے - شاید ہم اپنے خستہ حالت پر روتے روتے قبرون مین اُتر جائین گے اور ہماری دوسری یا تیسری نسلین ہماری حسرتون کو پوری ہوتا ہوا دیکھین گے اگر یہ بھی ہو تو ہماری روحین بے چین نہ تڑپ گئین اور اچھا ہے عرب کے لیے ہم مین سے جو کوشش کریگا وہ یقین رکھے کہ ہمارے پیغمبر رسول رب العالمین کی دعا اُن اور یہ کیتون سے منصور ہوگا - اللهم انصر من نصر دین محمد واجعلنا منهم واخذل من خذل دین محمد صلى الله عليه وسلم ولا تجعلنا منهم - والسلام

برادران ہند آخر مین عرب کے لیے دعا گو مصنف بھی آپ لوگون سے کچھ کہنے کی اجازت چاہتا ہے سب سے پہلے مین اس بات کا یقین دلاتا ہون کہ مین خدانخواستہ ترکون کا بدخواہ نہین ترکون کے ساتھ جو صریحاً دشمنی اور ناانصافی انگریزون کی تھریس اور سمرنا کے بانٹنے مین ہوئی ہے وہ میرے بھی ویسے ہی غم و غصہ کا سبب ہے جیسا تھا اس نے جب غیر قومون کے دل پسند متاثر ہوے ہین تو مین جو کہ آپکی طرح مسلمان ہون کیونکر نہونگا اور مین تو کہتا ہون کہ اس رحم مادر پر افسوس ہے جو ایسے منافق مسلمان پیدا کرے جو مسلمانان سمرنا اور اڈریانوپل کی حق تلفی پر خاموش بیٹھا رہے یا اس سے بدتر یہ کہ جو اس صریحاً وعدہ

خلافی اور ناانصافی کے زیادہ ذمہ دار ہین اونکی خوشامد سے ہمارے جذبات
کی غلط ترجمانی کرے۔ اگر مین زندہ رہا اور رفتار زمانہ اور خود میری طلب
روزی کے فکر نے اجازت دی تو شاید اس طرح پر "ترک اور اُن کے
مستقبل" اور خصوصاً موجودہ ترکون کے عربون کی طرح اتحاد تورانؔ
(جس مین دیوار قسطنطنیہ سے کر دیوار چین تک تمام ممالک ترکیہ کو ایک متحدہ
سلطنت بنانے کا قابل ستایش خیال ہے) ایک کتاب آپکی خدمت مین پیش کرونگا مین
مسٹر محمد علی کے اس قول کی پوری تائید کرتا ہون کہ اگر مسلمانون کا ملک میکسکو ہوتا تو
ہمارے اسلامی جذبات ہمکو انکی ہمدردی کے لیے بھی مجبور کرتے۔ نہ کہ ترک جنکی اسلامی
خدمات دنیا جانتی ہے۔ تقریباً چار پانچ سال تک خاکسار نے انگریزی خدمت مین ایک بڑا
وقت ضائع کیا یہ خدمت جو فارن اور پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کی تھی۔ اس کے زمرہ مین مجھے
ایران۔ کردستان اور عراق کے بڑے حصے کے دیکھنے کا موقع حاصل ہوا اور کم سے کم مین اپنے
عام ابناے وطن سے سقدر معلومات زیادہ رکھنے کا دعویدار ہون کہ مین نے خود مختار
اسلامی سلطنتون مین اسلامی اخوت کے ساتھ قومی تعصب (جو ترقی کا پہلا زینہ ہے)
کو بھی پایا ہے جو ہمارے ہند مین اگر مفقود نہین تو نادر ضرور ہے۔ اسلام ایک مذہب ہے جو عالمگیر
ہے۔ نہ کہ وہ قوم ہے کیا ایک مسلمان انگلشمین مثلاً لارڈ ہیڈلے یہ چاہیگا کہ ترک یا کوئی
ایسی قوم جو اس کے ہم مذہب ہی ہو انگلستان پر حکومت کرے۔ خود اپنے ملک مین
بعض وہمیون کو چھوڑ کر شاید اسلامیت کی بنا پر افغانون کا ہندوستان پر قبضہ کرنا کوئی
گوارا نہ کریگا۔ اسلام نے حب الوطنی سکھائی ہے "حب الوطن من الایمان"۔ اتنا کہنے کے بعد
مجھے اس معاملے مین غالباً زیادہ کہنے کی ضرورت نہوگی اگر عجم یا عرب اپنی قومی حکومت

کے لیے جد و جہد کریں خواہ وہ غیر قوم کی اسلامی سلطنت ہی کے خلاف ہو تو برا نہیں - اگر کسی وقت میں ترک اپنے حقوق کو تلوار سے منوالیں اور جزیرۃ العرب کی طرف مراجعت کریں تو ہم صرف اسی حد تک تائید کر سکتے ہیں جبتک جزیرۃ العرب خود مطلق عرب کے ماتحت رہے - اور سلطان المعظم کی تنہا ذات شاہانہ عثمانیوں اور عربوں کی دو جدا سلاطین کو اپنے میں جمع کر لیں جس طرح جنگ کے پہلے اسٹریا اور ہنگاری تھے ورنہ ترکی ملت کا عربی ملت کے قائمقام ہونا ان کی زبان کی جگہ ترکی زبان اور تہذیب کا رواج دینا - عرب تو کبھی پسند نہ کریں گے اور نہ شاید کوئی مسلمان - رہا خلافت کا مسئلہ اسکے متعلق جہانتک میرا خیال ہی - خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے اس قول سے کہ خلافت آپکے بعد تیس برس تک رہے گی اسکا زمانہ تو عرصہ ہوا ختم ہوچکا البتہ آپکی یہ حدیث کہ جزیرۃ العرب سے مشرکین کو بیرون رہنا چاہیے سلطنت عرب کو اسلامی سلطنت لازم ہونے کے لیے کافی ہے - اور جب تک اسکے ایک چپہ زمین پر یہود نصاریٰ مشرکین کا قبضہ رہے گا - ہمکو بفحوائے اس حدیث کے مجبوراً اس قوم کے خلاف جہاد کرنا ہوگا اس جہاد کا طریقہ ترک موالات جو ہندوستان کے لیے علمائے اسلام نے مناسب قرار دیا ہے اسپر ہر مسلمان کو حتی المقدور کاربند ہونا چاہیئے - اور یہ بالکل صحیح ہے کہ غاصب مشرکین کی طاقت کا سامان ہم ہی سے بہم پہونچتا ہے - لہذا اس منبع کو بند کرنا ہی سب سے افضل و بہتر ہے - لیکن مجھے اسمیں تھوڑا اختلاف یہ ہے کہ ہمارے ترک موالات کی اتنی تشریح اور ہونا چاہیئے کہ ایک تو مخصوصاً اسلامی قوم کی سمرنا اور تھریس میں پامالی سے بچانے اور دوسرے عرب کو مشرکین سے پاک رکھنے کے لیے دو علیحدہ علیحدہ مدعا ہونے چاہئیں صرف لفظ خلافت سے یورپ کو اکثر دن غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ عرصے سے یورپ میں خلافت کو رومن کیتھولک کے پوپ سے مشابہت دیجاتی ہے اور اہل یورپ یہ سمجھتے ہیں کہ

خلافت کے لیے ملکی سلطنت لازمی نہین اور ترکی خلافت کی حمایت سے بعض وقت عرب بھی چوکنے ہوجاتے ہین کیونکہ خواہ ہم اس حدیث کی کیسا ہی تاویل کرین یا سلطان عبدالحمید کی طرح اسکو حدیث کی کتابون ہی سے نکال ڈالین عرب اس حدیث کو ابتک مانتے ہین کہ خلافت کا حق قریش کو ہی۔ شام اور عراق کو بجاے اسکے کہ ہم ترکون کی واپس ملنے کا دعوے کرین جو قطع نظر اسکے کہ محال ہی خود عرب پسند نہ کرینگے۔ ہم کو صرف یہ دعوے کرنا چاہیئے کہ عرب کی زمین سے نصاریٰ کو نکل جانا چاہیئے اور اسکو عربون کے ہاتھ مین چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور وہ جسطرح چاہین اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کرلین۔ خواہ وہ مصر کے ساتھ ملجائین۔ یا ترکون کے ساتھ۔ یہ مسئلہ بالکل ان کے اپنی پسند پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

جس مبارک نام پر اسوقت آٹھ کروڑ ہمارے بھائی تصدق ہونے کو تیار ہین یہ کتنی افسوس کی بات ہی کہ انکی قوم کو ہم دنیا مین ذلیل ہوتا ہوا دیکھین۔ اگر وہ دنیا مین کوئی ترقی بھی نہ کرتے تو ہم پر انکی مدد فرض تھی۔ نہ کہ وہ قوم جس نے سات سو برس تک یورپ افریقہ۔ ایشیا مین تمدن وعلم کا چراغ روشن رکھا ہے۔ اس کتاب کا چوتھا باب تمدن عرب ایک نہایت متعصب پادری کے مضمون کا ملخص ہے۔ تو جب اسکی شہادت دشمنان دین دے رہے ہین تو معلوم ہے کہ انکی اصلی ترقی کی کیا حالت رہی ہوگی۔ ہمارے جن دوستون کو آرنلڈ کے پریچنگ اف اسلام پڑھنے کا اتفاق ہوا ہوگا انکو معلوم ہوگا کہ ساحل چین۔ ساحل ہند۔ اور تمام جزائر اوقیانوس اور انڈونیشیا افریقہ مین زمانہ دراز سے اور ابتک یہی عرب اسلام کی روشنی کیسے لے گئے ہین۔ فرانس مین اور غالبًا انگلستان مین عربی تمدن کے مشتاقین اب بھی ایسے موجود ہین جنکی سعی وکوشش سے عربون کوئی تمدن پر لانے کے لیے کئی سوسائٹیان پیرس، نیویارک، رائل اکڈمی جنیوا اور غالبًا

لنڈن مین موجود ہین۔ عربی تہذیب کی معرفت کے لیے ابھی حال ہی مین لنڈن مین ایک
بڑا مدرسہ کھولا گیا ہے۔ اور ایسے مدرسے برلن اور پیرس مین عرصے سے موجود تھے اسکے
مقابلے مین ہمارے عربون کے ساتھ کیا کیا۔ افسوس کہ ذرہ صفر سے زیادہ نہین۔ کیا یہ
ہمارے لیے زیبا نہین ہے کہ ہم عربون کے احیا کے لیے پیرس کی طرح ایک سوسائٹی یہان
بھی قائم کرین ہمارے اور ان کے درمیان تبادلۂ خیالات کے لیے ایک عمدہ ارگن ہو جسمین
عربون اور ہندوستانی مسلمانون کے موقت الشیوع جریدون کا اقتباس جو ہم مین
دونون کے خیالات کا آئینہ ہو۔ عربی اور ہندوستانی مین شایع ہوا کرے۔ ہمکو عربی صرف
مذہبی ضرورت سے سیکھنا نہین چاہیے۔ بلکہ عربون کے ساتھ عملی ہمدردی کے لیے بھی اسکا
سیکھنا ہم پر ضروری ہے۔

ہمنے اس مختصر کتاب مین دکھلایا ہو کہ نہ عربون کا ملک ریگستانی ہے۔ اور نہ وہ کبھی
جاہل وحشی تھے اور نہ اب ہین۔ انکا ملک ہندوستان سے دو چند ہے۔ اور اُس کے بعض حصے
بہت ہی زرخیز ہین۔ وہ ہر صورت سے دنیا کی نہایت متمدن قوم بننے کی صلاحیت رکھتے
ہین۔ جسمانی طور سے موجودہ عرب انسانی خوبصورتی کا نمونہ ہوتا ہے۔ قاہرہ۔ دمشق اور
بغداد کی خواتین کو جنکی آنکھون نے دیکھا ہے وہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھکر ٹھٹھک
گئے ہون گے۔ اُنکے مرد سُرخ سپید۔ قوی۔ بلند کشادہ پیشانی۔ باابرو۔ خوددار۔ جفاکش
غرض جسکو ہم انسانی جوہر کا نمونہ سمجھتے ہین وہ سب ان مین موجود ہے۔ نہ ان کے
بدن پر ایک پارچہ لنگوٹی ہے اور نہ وہ ظالم کی گردنی کھاکر صبر کر بیٹھتے ہین نہ وہ بیاد فام
حماقت کی صورت رکھتے ہین۔ نہ دبے ہوئے۔ بالشتیے ذلیل ہین۔ انکا مضبوط گھونسا اب
بھی بغداد کے بہت سے ناواقف گورون کو جو اپنے خوانخواہ سو ہے معاملات مین

انکو پڑھے سبق یاد ہوگا۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ عرب حکومت کی قابلیت نہین رکھتے۔ اگر حکومت کے معنی ہندوستان کے حکومت کے لئے جاتے ہین تو شاید وہ اس کی قابلیت نہ رکھتے ہونگے۔ ورنہ مغربی ایشیا یا چین کے ممالک سے وہ کسیطرح کم متمدن نہین۔ عربون مین سیکڑون جنرلون نے پوری ترکی دیزن کی کمان کی ہر سول نوکریون مین وہ متصرف اور والی ہونے کی ویسی ہی قابلیت رکھتے ہین جیسا ترک رکھتے تھے۔ البتہ ایک مرکزی حکومت کو ترتیب دینا جسکی انکو عرصے سے مشق نہین شاید وہ پیچھے رہ جائین مگر مین یقین کرتا ہون کہ مصری و شامی اسمین بھی کسی سے پیچھے نہین۔ بشرطیکہ انکی راہ مین اہل یوروپ مخل نہوئے۔

برادران ہند۔ تم ترکون کی مظلومیت کی بڑی داستانین سُن چکے ہو اور تمھارے آنسو باقی نہین رہ گئے کہ اور ہماسے عربون کی داستان غمناک باقی ہے۔ جسکو اگر مجھے سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر منع نہ کرتا ؎

بلبلا مژدۂ بہار بیار خبر بد بہ بوم شوم گذار

تو ضرور ہی آپکی سمع خراشی کرتا۔ ہان اتنا کہونگا کہ ۱۹۱۶ء سے شام۔ عراق۔ حجاز قحط مین مبتلا ہے اور حالت یہ ہے کہ اس عذاب جوع سے انکے غیرتمند مردون نے ملک کی خدمت کیا خود وطن عزیز کو خیرباد کردیا ہے۔ اور انکی عورتین یا تو فاقون سے ہلاک ہوگئی ہین۔ یا انھون نے اپنی سب سے بیش قیمت چیز عصمت کو فروخت کردیا ہے۔ جو لوگ ان کے ترکون کا ساتھ چھوڑنے یا بغداد کے خرابات کو دیکھ کر متنفر ہوگئے ہون وہ انکی مجبوریون کو جانکر انکو معاف کردینگے۔ وہ اب تک ہلاکت اور فلاکت کے مصیبت مین گرفتار ہین مگر اسپر بھی وہ دست بہ سیف اور سینہ سپر فدائے ملت و وطن ہین۔ مین عربون

کی موجودہ جنگ جسمین انھون نے کربلا۔ علم۔ موصل اور دیالہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ دیکھ کر آیا ہون
اور جس بے جگری کے ساتھ انھون نے انگریزی توپون۔ طیارون اور رسالہ کا مقابلہ
کیا ہے اسکی بھی ایک بڑی داستان غم رکھتا ہون جس کے بیان کی مجھ مین طاقت نہین
عربون کی پامالی کی اب انتہا ہوچکی ہے کیا یہ بھی تم کو انکی ہمدردی کے لیے مجبور نہین کرتے
ترکون کے پاس تو ابھی ایک تلوار باقی ہے۔ لیکن ان بیچارون کے پاس تو بس ایک
اللہ کی ذات کے سوا کچھ نہین۔ خدا انکی مدد ضرور کرے گا۔ مگر اس سے ہمارے فرض مین
کوئی تخفیف نہین ہوجاتی آہ آنحضرت نے جو فرمایا تھا وہی ہمارے آنکھون کے سامنے آگیا

ویل للعرب من شر قد اقترب

اب رہا شریف مکہ کا فعل تو اس سے عرب کا کوئی شخص بھی خوش نہین۔ انکی ترکون
سے جو کچھ بھی بنائے مخاصمت ہی بہتر ہے کہ مین انھین کے بیان کو پورا ایمان ترجمہ کردون
"بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہمارا یہ پیغام کہ اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم مین تو ہی انصاف
کر کہ تو تو تمام منصفون کا منصف ہے" ہمارے تمام اسلامی بھائیون کو پہونچے۔ اس کے
بعد مین کہتا ہون کہ ہر شخص جو تاریخ سے واقف ہے اس بات کو بخوبی جانتا ہوگا کہ شرفائے مکہ
مکرمہ اسلامی اتفاق و اخوت کے ہمیشہ سب سے بڑے حامی رہے ہین اور وہ پہلے امیر ہین
جنھون نے خلافت عثمانی کو تسلیم کیا ہے جنکے سلاطین (خدا انکی تربت پر اپنی سب سے
بڑی رحمت بھیجے اور انکی روحون کو ہمیشہ کے آسائش مین رکھے) ہمیشہ احکام خداوندی
اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنے کو اپنا فرض جانتے تھے۔ اور
اپنے تمام امورات مین اسی فرمان واجب الاذعان کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔
اور شرفائے مکہ ان کی اطاعت پر مفتخر تھے۔ خود مین ۱۳۲۷ھ ہی مین جبکہ بدویون نے

عقبہ کا محاصرہ کیا تھا سلطان کی طرف سے اپنی ہم قوم سے لڑنے کے لیے گیا تھا اور رعب سلطانی کو جو متزلزل ہو رہا تھا سنبھالا۔ دوسری سال ایک دوسری مہم مین عربون کے خلاف میرے بیٹے نے سرداری کی اور اس قسم کے اکثر واقعات پیش آتے رہے جو ارباب دانش سے مخفی نہین۔ اسکے بعد ایک جماعت جو انجمن اتحاد و ترقی کے نام سے مشہور تھی وہ رفتہ رفتہ انتظام حکومت کو اپنے قابو مین کر کے سلطنت کے کل سیاہ و سفید کے مالک ہو گئی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دولت علیہ عثمانی کے حصے ہونا شروع ہوے۔ اور اس جنگ عظیم مین اسکی زوال اور بربادی کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی۔ اور وہ اپنے انھین مقاصد کے پیچھے پڑے رہے۔ جنکا ذکر کرنا بھی ہمارے لیے مکروہات سے کم نہین۔ اور جس کے سبب سے مسلمانون کے قلوب اسلام کے اندر ایسی برائیان پیدا کرنے کا نظارہ دیکھ کر رنج و غم سے پارہ پارہ ہین۔ تمام سلطنت مین مسلم اور غیر مسلم پر اس عام بربادی کا یکسان اثر ہوا ہے۔ جنھون نے اسکی مخالفت کی وہ یا تو دار پر کھینچے گئے یا دوسرے خفیہ طریقون سے تمام کر دیے گئے۔ بعضون کو اپنے گھرون سے نکالا گیا۔ گویا کہ اس ہولناک جنگ کے طبعی نتیجے یعنی فلاکت و بے سروسامانی خود انکی مصیبتون کے لیے کافی نہ تھے۔

اس موجودہ جنگ مین اسلام کے مقدس ترین مقامات پر سب سے زیادہ مصائب ہین کتنے غریب اور متوسط الحال لوگون نے اپنے تمام اثاث البیت اور گھر بار کو نان شبینہ کے انہین بیچ دیے۔ اسی پر موقوف نہین انجمن اتحاد و ترقی نے قرآن اور سنت کو بالاے طاق رکھ کر اپنے طرف سے دنیا کے دوسری مسلمانون کو متنفر کر لیا ہے۔ انکے ایک رسالہ "اجتہاد" نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی پر نہایت ناپاک حملے کیے ہین اور غضب یہ ہے کہ شیخ الاسلام صدر اعظم اور دوسرے وزراء کے علم اور انکی اعانت سے یہ شائع ہوتا ہے

اس سے زیادہ اتحاد و ترقی کی جسارت مین قرآن کے احکام مین سے خلاف معاملات وراثت
مین حقوق مرد و زن یکسان ہونے کی تجاویز ہے - انھون نے ارکان اسلام کو منہدم کردیا
رمضان شریف کے دنون مین مکہ معظمہ - مدینہ منورہ اور دمشق کے سپاہیون کو روزہ توڑ
دینے کا حکم تھا اور بہانہ یہ کیا جاتا تھا کہ انکی حالت ان مجاہدون کی سی ہے جو سرحد روس
پر لڑ رہے ہین - اور فضول اس مسئلے کی تاویلین گڑھتے ہین کہ جو سفر مین ہو یا بیمار ہو وہ
معذور ہے - اور بھی ایسے دوسری حرکتین جس کے کرنے والون کو خدا سخت عذاب مبتلا کریگا
ایسے سرزد ہوئی ہین - خلیفہ کے تمام حقوق کو سلب کرلیا تھا کہ وہ خود اپنے ذاتی معاملات
کے لیے مشیر مقرر نہین کرسکتے - قطع نظر اس کے کہ مسلمانون کی نگہبانی اور رعایا کے امن و
آسایش کا خیال انکا ایک مقدس فرض ہے ایسے لوگون کو جنھون نے سلطان اور خلیفہ
کے حقوق غصب کرلیے ہین ہم انکے ساتھ کیا کرین - کیا یہ ہمپر واجب نہین کہ ہم ان کی
پیروی کرنے سے قطعاً انکار کردین - ہم بہت دنون تک انکی اس بیجا کارروائیون پر
اپنے دلون کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے تاکہ ہمسے نفاق و فساد کی ابتدا نہو -
یہانتک کہ پردہ اُٹھ گیا اور صاف ظاہر ہو گیا کہ حقیقت مین سلطنت انور پاشا جمال پاشا
اور طلعت بے کے ہاتھ مین ہے وہ جیسا چاہتے ہین کرتے ہین - کوئی چیز اس بات کو
ایسا واضح نہین کرسکتی جیسا انکا حال کا حکم جو انھون نے قاضی محکمہ شرعیہ مکہ کو بھیجا ہے کہ
فیصلہ کی بنیاد انھین شہادتون پر بھی جائے جو عدالت مین بیان کیجائے اور جو
قاضی کے سامنے تحریر کیجائے برخلاف ان شہادتون کے جسکو مسلمان عدالت سے
باہر تحریر کرین یہ صریحاً قرآن کے سورۂ بقر کی آیت کی مخالفت مین ہے -

یہ ایک بات رہی - دوسری بات ہم اس بارے مین کیا کہین کہ انھون نے عالم عرب

اسلام کے مفتخر ذات مثل امیر عمر الجزائری - امیر عارف الشہابی - شفیق بے المؤید شکری بے الاصابلی - عبدالوہاب - توفیق بے السباط - عبدالحمید الزہراوی - اور عبد الغنی العرایسے کو قتل کرا دیا - جانورون کا بھی اس بے دریغی سے قتل کرانا - کیسا ہولناک ہوتا ہے - اگر ہم یہ بھی مان لین کہ ان کے خلاف عدالت نے مجرم قرار دیا تھا تو ان کے اعزہ - بوڑھے - بچون - عورتون کو کس پاداش مین جلاوطن کیا گیا اور انکو در بدر عذاب مین کیون رکھا گیا - یہ کون قانون انسانی تھا - کیا خدا نے نہین کہا ہے کہ اپنے گناہون پر گناہ مت جوڑو - اگر ہم اس سے بھی نظر پھیر لین تو ان کے املاک جبران کے پسماندگون کا سہارا تھا وہ کیون ضبط کی گئین اور اگر ہم سنگدلی سے اسکو بھی عفو کر دین تو غازیون کے سرتاج شیخ عبدالقادر الجزائری مرقدہ کی توہین کرنا کسطرح ہماری آنکھون سے دیکھا جائیگا -

یہ تو ان کے شقاوت کا ادنےٰ نمونہ ہے - ہم نے انہین اختصار سے کام لیا ہے اور بنی نوع انسان کے عموماً اور مسلمانون کے خصوصاً فیصلہ پر اسکو چھوڑتے ہین انکی بداطواری کا سب سے بڑھکر آخری ثبوت یہ ہے کہ انھون نے خاص خانہ خدا جس کے بارے مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہمارے گھر کو زائرین کے لیے پاک رکھو" اور جو اسلام کا قبلہ ہے اسپر انھون نے قلعہ جیاد سے گولہ باری کی - پہلا گولہ حجر اسود سے ڈیڑھ گز کے فاصلے پر گرا اور دوسرا اس سے تین گز جسکی وجہ سے غلاف کعبہ مین آگ لگ گئی جسکو دیکھکر مسلمانون نے دوڑکر آگ بجھانے کی کوشش کی - کعبہ کا دروازہ جلدی مین کھولکر چھت پر چڑھ گئے کہ آگ کو کسی طرح بجھا دین - ابھی وہ کام پورا بھی نہ کر چکے تھے کہ ایک تیسرا گولہ مقام ابراہیم کے پاس گرا اور اسکے بعد گولے برابر گرنا شروع ہوے یہانتک کہ

تمام حرم کعبہ مین گڑھے پڑ گئے - اسقدر دیر تک انکی گولہ باری اور بندوق کے نشانہ بازی کا
کعبہ سب سے زیادہ ہدف رہا ہے اسکے بعد بھی ہر روز گولے برسائے جانے لگے جس سے
چار پانچ مسلمان شہید ہو جاتے یہانتک کہ لوگون نے خوف سے حرم مین جانا چھوڑ دیا
کیا ہمنے اس سے پہلے بھی خانۂ خدا کی ایسی بے حرمتی دیکھی ہے اور کیا یہ ہمارے لیے بہتر
نہین کہ اسکا بھی فیصلہ خاموشی سے مسلمانان عالم پر چھوڑ دین -

یقیناً یہی بہتر ہوتا - لیکن ہمپر کسی طرح مناسب نہ تھا کہ ہم اپنی مذہبی اور سیاسی ہستی
کو اسطرح اتحادیون کا بازیچہ اطفال بنائے رہین - خدا تعالےٰ نے ہمارے وطن
کی بیداری مین اور ہمکو اپنی خود مختاری حاصل کرنے مین مدد دی - ہم نے اتحادیون
(یعنی اراکین انجمن اتحاد ترقی) کے داہنے ہاتھ کو توڑ دیا یعنی ہمنے فتح حاصل کی اور
ہمارے سامنے انکی فوج مطیع ہو گئی - ہم اب بالکل خود مختار ہین اور ہم نے اپنے کو ان
ملکون سے قطعاً جدا کر لیا ہے جو ابتک اتحادیون کے نیچے سسک رہے ہین - ہماری
خود مختاری ہر طرح کامل اور مستقل ہے جسمین غیر طاقتون کی دست اندازی کا مطلق شائبہ
نرہیگا - ہمارے خود مختاری کا اصل الاصول دین اسلام کی افرازی اور مسلمانون کی
عزت افزائی ہے - ہمارے تمام مشاغل حکومت کا سرچشمہ ہماری شریعت غرا رہے گی جسکے
اصول اور فروع کی ہم سختی کے ساتھ پابندی کرین گے - اس کے ساتھ ہم موجودہ ترقیات
کے حاصل کرنے کی بھی کوشش کرینگے جو ہمارے اصول اسلام کے خلاف نہو - اور
کوئی دقیقہ علوم و معرفت کا عوام مین پھیلانے کا اٹھا نہ رکھین گے جو ہمارا اسلامی فرض ہے
اور ہم دعا کرتے ہین کہ تمام دنیا مین ہمارے مسلم بھائی اپنے طرف سے بھی ہمارے
اعانت اور سلوک مین جسکو وہ ہمارے لیے ضروری جانتے ہون ہم سے تغافل نکرین گے

ہم ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہین کہ خدایا اپنے رسولؐ کے طفیل مین ہم کو کامیابی عطا کر اور ہمکو اس راستے پر چلا جسمین سب سے زیادہ اسلام اور اسلامیون کی بھلائی مقصود ہو۔ ہم ہی خدائے بزرگ پر بھروسہ رکھتے ہین جو ہمارا نگہبان اور محافظ ہے۔

۲۵ر شعبان ۱۳۳۴ھ حسین ابن علی (شریف و امیر مکہ)

شریف نے اپنے اعلان مین جو تہمتین ترکون پر لگائی ہین خصوصاً کعبہ شریف پر گولہ باری اسمین شک کی بہت گنجایش ہے۔ اور یہ ذرا مشکل سے قیاس مین آتا ہے کہ موجودہ قلعہ شکن توپین کعبہ کو اپنا زد بنائین اور اسکی کمزور دیوار اس صدمے سے باقی رہ جائے۔ یا کم سے کم حطیم کعبہ مین ایسے نشانات باقی رہتے جسکی ہمارے ملک کے حاجی تائید کر سکتے۔ جنھون نے جو نام عربون کے گنائے ہین مین جانتا ہون وہ سب سازش کنندون کے نام ہین اور کوئی حکومت کیسی ہی عادل کیون نہو خصوصاً دوران جنگ کے حالت اضطرار مین جبکہ غنیم دروازے پر کھڑا ہو بغاوت یا سازش کو نظر استحسان سے نہین دیکھ سکتی۔ عبد القادر الجزائری کے تربت کی بے توقیری۔ تو مسلمانون کے نزدیک تربت کو مساجد سمجھنا بذات خود معیوب ہی اور عبد القادر کوئی نبی یا ولی کے درجے پر نہین پہونچتے۔ اگر قبر کے ساتھ کوئی اہانت کی گئی ہے تو مین امید کرتا ہون کہ وہ لارڈ کچنر کی مہدی محمد احمد کی قبر کنی کی طرح نہوگی کاظمین اور سامرہ کے عتبات پر جو دیدہ دلیر عورتین زائرین کی نظر کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے سیکڑون افسون عمل مین لاتی ہین یا ہندوستان و مصر مین بزرگون کی قبرون پر ارباب نشاط و طرب کا مجمع ہوتا ہے۔ اسکے مقابل تھکے ماندے ترکی مجاہدین کا قبرستان کے سایہ مین استراحت یا کھانا پکانا یا وقت کاٹنے کے لیے چند بے ضرر لہو و لعب مین

مشغول ہونا زیادہ قابل نفرت نہین۔

مین نے انحطاط عرب مین اپنے ہان کے عوام و جاہل مسلمانون کے خوف سے صوفیون اور علویون کے ذریعہ سے زوال عرب کے بحث پر قصداً چشم پوشی کی ہی۔ مگر شریعت کی نسبت مین اتنا ضرور کہونگا کہ انکا خاندان نہایت لالچی اور بے حمیت ہے۔ دور حمیدی مین انکے پیشرون کا مسلک یہ تھا کہ وہ دونون ہاتھون سے غریب حاجیون کو لوٹتے تھے اور مفت مین ترک بدنام کیے جاتے تھے۔ خود اس زمانے پر منحصر نہین۔ اورنگزیب اور اکبر جو تحائف اور ہدایا مکہ معظمہ بھیجا کرتے تھے وہ سب اسوقت کے شریف خورد برد کر جاتے یہانتک کہ اورنگزیب کو خصوصاً اپنے ایلچی کو ہدایت کرنا پڑی کہ مال زکوٰۃ کا حق صرف حرمین کے فقرا اور مساکین کو ہے نہ شریف کو۔ ترکون کا غالباً دور حمیدی کے بعد یہ قصور رہا ہوگا کہ اُنھون نے بردہ فروشی کی لعنت کو مکہ سے دور کر دیا ہوگا۔ وزیدہ اور اغوا کی ہوئی معصوم و بیکس و دیار خواتین کی عصمت دری سے بچانے کی حمایت کی ہوگی۔ شریف کی ناجائز آمدنی کے ذرائع پر نگرانی رکھی ہوگی۔ یا حرم مکہ و مدینہ کے ناگوار و مکروہ صورت و سیرت ہیجڑون کو رخصت کر دیا ہوگا۔ حجاز ریلوے جو ہمیشہ خاندان شریف کو کھٹک رہی تھی وہ بھی منجملہ اسباب کے ایک سبب ہے۔ اُنھون نے اس اعلان مین علانیہ استبداد حمیدی کی موافقت کی ہے اور سلطان کے حقوق کی پامال ہونے پر بڑی لے دے کی ہے مگر وہ ایسا کرنے پر صریحاً سنت زمان نبوت و خلافت راشدہ پر نکتہ چینی کر رہے ہین جو دنیا مین سب سے پہلے قرن اولے کا مسلک تھا۔ شریف کو بہرحال مع اپنی حرم اور حریم کے خاک پاک عرب سے نکلنا ضرور ہے۔ خواہ وہ آج نکلین یا کل۔ اگر امیر نجد نے نہ نکالا تو خود مکہ و مدینہ کے پریشان اور مفلوک الحال آبادی جنکے گذارے کے پیے اب مُرّہُ

سلطانی بنا ہے ضرور ایسا کرتے رہین گے ۔ کاش وہ اپنے اعلان مین صحیح باتین کہتے مثلاً ترکون کا عربی ممالک اور انکی ترقی کی طرف سے لاابالی پن ۔ یا انکا ترکی زبان کا عربون کے سیکھنے کے لیے لازم کرنا وغیرہ وغیرہ تو ہمکو عرب کی وکالت مین اپنے اہل وطن کے سامنے کچھ اچھا موضوع ہاتھ آتا ۔ مگر ان کے اس اعلان پر سعدیؒ کا وہ شعر یاد آتا ہے ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ۔۔۔ کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست

مگر کیا شریف مکہ یا چند عرب کی بد اعمالی عرب کی بدبختی کا سبب ہو سکتی ہے ۔ شریف کی ذات سلاطین نجد ۔ عمان ۔ اور مراکو کی طرح ایک ناچیز ہستی ہے جسکا عرب کے مستقبل پر کوئی برا یا اچھا اثر نہین پڑ سکتا ۔ ان ملوک نے ابتک عام شرقی سلاطین کے قاعدے کے مطابق یہ نہ سیکھا ہے کہ بادشاہ کے حقوق مین بجز اپنے تن آسانی اور آسائش کے کوئی دوسری چیز بھی ہے ۔ یہان یہ سوال نہین کہ عراق شام یا حجاز مین زید ۔ عمر ۔ بکر مین سے کون مالک ہوگا سوال احیا و اتحاد جمیع ممالک عرب کا ہے ۔ تمام سلاطین عرب جنکی تعداد بالفعل ان ملکون کی تعداد کے موافق بارہ ہو سکتی ہے ۔ ان کے اوپر خود انہین سے ایک سلطان جنکی قوم سب سے زیادہ متمدن ہو نگران کار ہونے اور ان سب کو ایک سلک مین منسلک کرنیکا اہم شان مسئلہ ہے ۔ ترکون کا عرب کے متعلق سوال تقریباً اب طے ہو چکا ہے اور اس بات کے لیے ہم کیون جد و جہد کرین جسکا ادعا خود انکو نہین ہے بقول مثل "مدعی سست گواہ چست" میری دلی خواہش ہے کہ قوم عثمان ہزارہا سال اور زندہ رہے اور ترکی قوم کے آخری مستقر تک ہلال عثمانی کا سایہ برقرار رہے اگر ترک اور عرب ایشیا مین اسطرح مخلوط ہو کر رہتے ہوتے جسطرح ولایت موصل اور حلب کے بعض اضلاع مین ہین جہان وہ کسی طرح ایک دوسرے سے جدا نہین ہو سکتے تب تو بیشک ہماری خواہش بھی ہوتی کہ سلطانی حقوق کوئی صدمہ

نہ پہونچے - مگر واقعہ یہ ہے کہ ایشیائے عثمانی ذوجداجدا ملک کا مجموعہ ہی ایک عرب دوسرا اناطول عرب سے اب ترک دست بردار ہوچکے ہین مگر اناطول مین وہ اپنی قوم کو اب بھی سمیٹے بیٹھے ہین سمرنا اور تھریس بھی انکا ملک ہی اور انکا ہوکر رہیگا خواہ لوائڈ جارج یا وینازیلا کی نصرانیت اپنے ایڑی چوٹی کا زور لگا ڈالے - ترک صرف اناطول مین نہین رہتے - انکی قوم آذربائیجان (روسی اور ایرانی دونون) تمام قفقاس - ترکستان (افغانی چینی - اور رومی تینون) کی وسیع ملکون پر پھیلی ہوئی ہی - اگر عرب کے پتھر کی سل ان کی گردنون کا قلادہ نہ رہی تو وہ اپنی فرصت اور ترقی مین جلد اپنے پراگندہ اور منتشر بھائیون کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کرینگے - انکی خوش قسمتی سے اناطول اور بقیہ ممالک ترکستان ایک ہی سلسلے مین پھیلے ہوے (اسکی مفصل بحث ہمنے ترک اور انکے مستقبل پر اٹھا رکھی ہی) عربی قوم بھی ترکون کی طرح ایک وسیع دنیا کے حصے پر آباد ہی - جو اس کتاب کے پڑھنے کے بعد معلوم ہوچکا ہوگا - وہ بھی سب مل جلکر ایک زبردست قوت بنجانیکا قدرتی اور مستحسن خیال رکھتے ہین - اور ہمسے اپنے اس خیال کی داد چاہتے ہین مصریون کی سرپرستی مین عرب ضرور ایک شاندار قوم جلد سے جلد بنجائیگی اور یہ خیال آجکا نہین بلکہ محمد علی اور ابراہیم پاشائی فتوحات شام و عرب کے وقت کا ہی جبکہ مصریون نے اتنی ترقی بھی نہ کی تھی - عرب کے اہل الرائے عموماً اس خیال کو پسند کرتے ہین -

مصریون کے متعلق ہمارے بعض احباب کو یہ گمان ہوگا کہ اس حالت مین جبکہ حکمران نسل خود عجمی ہے تو انکو ترکون پر ترجیح دینے کی کیا وجہ ہے لیکن یہ سوال وہی لوگ اٹھا سکتے ہین جو ابتک یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ بادشاہ کی ذات ملک کے حق مین اب ویسی ہی ہی جسطرح ولید اور ہارون رشید کے وقت مین تھی - قطع نظر اسکے قومیت کا معیار اب زیادہ تر زبان اور معاشرت پر رہگیا ہے سوائے چند اندرون عرب کے بدوی قبائل کے جو اپنے کو عرب بعاربہ کہتے ہین خود عربی قوم

تمام مستعرب ہین جسکا ترجمہ ہم انگریزی مین نیچرلائزڈ عرب کر سکتے ہین۔ محمد علی کا خاندان خود بھی اور تمام مصری نیچرلائزڈ عرب ہین اور ان مین اور بغداد کے عربون مین کوئی مغایرت نہین۔

مصریون کی آزادی اتحاد عرب کا پہلا قدم ہوگی مگر ان کے بعد کئی مرحلے طے کرنے ہین۔ ممالک عرب کے اوپر ابھی بہت سے خطرے اور بلائین مسلط ہین۔ فرانس والے جیسا مین پہلے کہہ آیا ہون الجیریا کو فرانسیسی کالونی بنانے کے پچاس ۵۰ برس سے کوشش کر رہے ہین۔ اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ شمالی الجیریا کی تمام املاک اور تجارت فرانس کے ہاتھ مین ہے۔ موجودہ زمانے مین یہی خطرہ طرابلس مین اطالیون کی طرف سے اور فلسطین مین یہودیون کی طرف سے ظہور ہو رہا ہے۔

یہودیون کے تعلقات فلسطین سے غالباً ہر مسلمان واقف ہوگا۔ اس جنگ سے کئی سال پیشتر انکی ایک جماعت جو یروشلم کے ایک پہاڑ کی طرف اپنے کو نسبت کرکے صیہونی یا زائنسٹ کہلاتی ہے وہ در پردہ اس کوشش مین ہے کہ فلسطین مین پھر تمام یہودی مراجعت کرین۔ روس اور جرمنی کے استبداد اور سوشیل بائکاٹ سے وہانکی یہود کا زیادہ حصہ ترک وطن کرکے فلسطین مین آباد ہونے لگا۔ چونکہ یہ یہودی اقتصادی اور تمدنی حالت مین فلسطین کی عرب آبادی سے فوقیت رکھتے ہین اور اسکے ساتھ وہ اپنے پولیٹکل تعلقات اپنے پہلے ملک سے قائم رکھتے ہین۔ اسلیے انکا خیال ہے کہ عرب ان کے سوشیل اور پولیٹکل قوت کے آگے ٹھہر نہ سکین گے اور بالآخر بھر مردار کے پار ریگستان مین بدویانہ طریقون پر رہ جاوینگے۔ فتح القدس کے بعد انگریزون نے باضابطہ ان کے حقوق کو تسلیم کرلیا ہے اور اسکا اعلان کردیا ہے کہ تمام ممالک کے یہود کو فلسطین مین آباد ہونے کے لیے آسانیان دیجائینگی۔ اور اگرچہ اس بات کا صریحاً اظہار نہین کیا گیا مگر یہ واضح ہے کہ انگریزی مینڈیٹ کے اختتام پر فلسطین مین یہودیون کی قومی حکومت قائم کرلی جائیگی۔ بدقسمتی سے موجودہ انگریزی پولیٹکل پارٹی بھی انتہا اینٹی مسلم اور پروجیوش واقع ہوئی ہے۔ موجودہ وزیر اعظم انگلستان خصوصیت سے ایک نہایت تنگ خیال

اور متعصب نان کنفرمسٹ پادری ہین اور ان کے ہمخیال مسٹر بالفور - لارڈ کرزن اور مسٹر چرچل ہین ان کے ساتھ پارلیمنٹ کے چند سر برآوردہ ممبر مثل لارڈ براسن سر رابرٹ سیسل - ارچ بشپ کنٹربری اور بشپ آف لنڈن کا ایسا مضبوط جتھا مسلمانون کی مخالفت اور مٹانے پر کمربستہ ہوا ہی کہ خدا ہی ان کے مکائد اور شر سے بچائے - یہ انھین کا طفیل ہے کہ سمرنا تھریس کی کثیر ترکی آبادی مٹھی بھر یونانیون کے ہاتھون تباہ ہو رہی ہے - یہی تمام کردستان شمال کو جہان اب مشکل سے ایک ارمنی کی صورت نظر آتی ہے - خودمختار ارمینین ریپبلک مین شامل کرنے پر مصر تھے - انگلستانکی پالیٹکس مین زائنسٹ کی خوش قسمتی سے وزیر ہندوستان اور لارڈ چیف جسٹس انگلستان دونون یہودی النسب ہین اور غالباً انھین کا اثر ہے کہ فلسطین اور عراق دونون کے انگریزی ہائی کمشنر یہودی ہین - یہودیونکا پروپیگنڈا بہت سخت اور اہم ہے - ان مین یورپ کے بڑے بڑے سرمایہ دار جنکی کئی دولتین مقروض ہین پالیٹیشن اور سوشلسٹ لیڈر کے علاوہ صنف نازک کا طبقہ بھی اپنی دلربایانہ ڈپلومیسی سے کام کر رہا ہے اور اکثر یورپ کے فیشن ایبل ڈنر کے سوشیل اجتماع کا خاتمہ یہودی پالیٹکس پر ہوتا ہے -
لیکن یہود کا فلسطین مین حاکمانہ حیثیت سے قائم رہنا خود ان کے انبیاء کے پیشینگوئی کے خلاف ہے اور غالباً یہی امر ان کی ہستی کے کامل زوال کا پیش خیمہ ہوگی کیونکہ قرب قیامت کی ایک خاص نشانی نہایت مستند حدیث مین یہ بھی ہے کہ مسلمانون اور یہودیون مین معرکۂ قتال گرم ہوگا جس کا نتیجہ ہوگا کہ یہودی اگر پتھر کے نیچے بھی چھپے گا تو پتھر بھی پکار کر کہے گا کہ اے مسلمانون یہان یہودی بیٹھا ہوا ہے تو اسکو پکڑو اور قتل کرو - قتل عام مسلمانون کا شیوہ نہین لیکن وہ سعدی کے اس شعر کو مانتے ہین ؎

چو دست از ہمہ حیلتے درگذشت
حلال است بردن بہ شمشیر دست

اور اس قتل عام کی ذمہ داری انکے سر ہوگی جو مرنجان مرنج یہودی کے دماغ کو سبز باغ دکھلا کر بوکھلا رہے ہین - یہودی کا عرب آگے کھلا خطرہ سے خالی نہین - یثرب کے باشندے یہودی مدینہ کے چند مسلمانون سے اسکا تلخ تجربہ تیرہ سو برس پہلے اٹھا چکے ہین - اسرائیل رینگول جیسے یہودی اور انکے ہم نوا اس بات کو یاد رکھین کہ اپنے گوشۂ عافیت مین جو خیالی پلاو پکا رہے ہین جب وہ حقیقت اور عرب کے مقابلے مین آئین گے تو ان کے دماغ سے حکومت کی تمام ہوس رفو چکر ہو جائیگی یہودیت کا خطرہ عرب کے لیے اتنا زیادہ قابل تشویش نہین جتنا مسیحیت کا ہے - عرب اور اسلام کا صعب ترین دشمن اسوقت نصرانیت ہے جس کے ہاتھون سے تمام اسلام کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور نصرانیت کا جوش خصوصاً اس قوم مین زیادہ ہے جو خود اپنے اصلی طریقہ سے بہت دور یعنی مسلمانون کے طریقے سے بہت زیادہ نزدیک ہے - یہ انگلستان اور امریکہ کے پروٹسٹنٹ ہین جنکی رہنمائی مین لوائڈ جارج اور پریسیڈنٹ ولسن ہین - امریکہ کو براہ راست اسلام سے ربط و تعلق نہین مگر انگلستان کے تعلقات اسلامیون سے سب سے زیادہ ہین - اس کے ماتحت ایک کروڑ مسلمان ہین یعنی خود تمام انگلستان و مقبوضات ماوراء البحر کے نصرانی آبادی سے تقریباً ایک کروڑ زائد - لیکن باوجود اسکے اسنے ہمارے تمام حسیات کو ٹھکرا دیا ہے اور ہماری دشمنی کا اسکو اسقدر غلو ہے کہ صرف ہمارے ہی جلانے کے لیے وہ یہودیون کی امداد کر رہا ہے مگر ان مین سے ہر ایک کی پولیٹیکل ہستی اسکے خود مفاد کے لیے باعث خطرہ رہیگی انگلستان کو ہم سے کیا کد ہے - میرے نزدیک تو اس کے ذمہ دار ہم خود انکی رعایا ہین - ہم نے اب تک اپنی زندگی کی بنیاد ذلیل دروغگوئی اور چاپلوسی پر رکھی ہے - ہمارے لیڈر اس بڑے آقا کے ساتھ عرصے سے اس چھوٹے کتے کی طرح حرکت کر رہے ہین جو اسکے پھینکے ٹکڑے پانے پر دم ہلاتے ہین اور اس کے نہ پانے پر بھونکنے لگتے ہین - مگر اس دم ہلانے اور اس بھونکنے کو ایک معمولی

ہاتھ سے سہلانے یا ٹھوکر مارنے سے زیادہ اسکو متوجہ نہین کرتا۔ ہم نے جب اپنی خودداری چھوڑی۔ اور علی الاعلان انکو یہ جتا کر سنایا کہ ہم اپنے ملکی بھائی کے کسی شریفانہ آزادی کے خیال کی تائید نہین کرنے۔ یعنی اپنے خاص وطن سے دغا بازی کی تو جیسی عزت کے ہم مستحق تھے وہی ہمکو ملی انھون نے ہمارے ساتھ رہ کر ہم ہی سے ہمارے مذہب اور رسالت کو ذلیل سمجھنے کا طریقہ سیکھ لیا جسکو یورپ کی دوسری قومین نہین جانتی اور وہ ابتک اسلام سے مرعوب ہین۔ جب ان کے دل سے اسلام کی طاقت کا رعب ہمنے مٹا دیا۔ تو انھون نے بلا خوف و خطر ہمارے احساسات کو پیرون کے نیچے مسل ڈالا۔ آجکل ہم ہندوستان کی پولیٹکل جد و جہد مین اپنے ملک کے ہمنوا ہین مگر کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ بلا ترمیم صلحنامہ سیورے ہمارے برادران دین کب اس لفظ کو سکھین گے کہ "یہ ہمارا ملک ہے اور یہی ہمارا اپنا پیارا اور پاک زاد بوم ہے"۔ وطن کی آزادی کی خواہش ہمارا پیدائشی فرض ہے اور اسکے طلب کرنے مین ہمکو کسی شرط کے لگانے کی ضرورت نہین۔ اگر ہمکو غیر قوم سونے سے لیپ دے تو بھی ہماری آزادی کی آواز مین ایک ذرہ کمی نہین ہوسکتی۔ دوران سیاحت عراق و عرب مین مین کسی وحشی سے وحشی کرد اور عرب سے نہین ملا جسنے میرے اس فخریہ الفاظ کے کہنے پر کہ ہم لوگ ۲۳ کروڑ ہین یہ نہ کہا ہو کہ تم پر مٹھی بھر آدمیون کی غلامی جو تمہارے وطن سے ہزارہا کوس سے آکر تم پر حکومت کرتے ہین تمکو تف ہے اور افسوس ہے۔ آزادی کے حصول کے دنیا مین کئی طریقے ہین اور سب اگر سریع الحصول نہین تو سہل الحصول یہی ہے کہ ہم ابھی دو تین پشت تک خاموشی سے اپنی ترقی مین لگے رہین یعنی ہم ماڈریٹ کے ہمنوا رہین اور قوم کو تعلیم و ترقی کے راستے سے جدا نہ ہونے دین کہتا ہون کہ ہماری قوم کم سے کم مصر یا ہندوس کے برابر بھی تعلیم یافتہ ہونے کے بعد یہ ناممکن ہو جائیگا کہ پھر کوئی غلامی کا طعنہ دے سکے۔ جہان پر آزادی نے تلوار کا شارٹ کٹ اختیار کیا ہے اسکی زندہ مثال ہمارے سامنے چین روس اور ترکی کی موجود ہے اور اسکو مدنظر رکھتے

ہوئے کم سے کم مین اپنے پیارے مادر ہند کو اس حالت مین دیکھنے کے لیے تیار نہین۔ ہمارے جن احمقون نے اور خدا کرے انکی تعداد کم ہو اپنے تئین ہم سے اسلامی مفاد کے لیے بصورت سمجھی ہے کہ دوسری غیر قومون سے جو اگرچہ ہمارے ہم مذہب یا ہمارے حامی ہین مگر ہمسے اجنبی اور ہمسے زیادہ پستی کی حالت مین ہین کسی قسم کی سازش کرین۔ تاکہ ہمارے وطن پر تباہی اور بربادی لائی جائے تو ایسے لوگ ملکی دغا باز ہین اور ہمکو اُن سے بالکل ہاتھ دھو لینا چاہیئے یاغستان یا میر اور افغانستان کی سازشین ہمارے کانون تک پہونچی ہین مگر شکر ہے کہ انکی حقیقت زیادہ تر خیالی ہین۔ مسلمانون کو حب الوطنی چین کے مسلمانون سے سیکھنا چاہیئے جب تیمور نے چین پر حملہ کیا تو مسلمانان چین جوق در جوق اپنے تاتاری مسلمان بھائیون کے مقابلے کو نکلے۔ جب ہم مین اپنے وطن کے لیے اتنی غیرت و پاس نہین کہ ہم اسکو غیر قومون کے ہاتھ مین دینے کے لیے تیار ہین تو عرب کے لیے کسی نیک کام کی ہمارے طرف سے اُمید رکھنا فضول ہوگی۔

ہندوستان کے مسلمانون کا نصب العین موجودہ حالت مین اگر انگریزونکی مخالفت کرنا ضرور ہو تو اتنا ہونا چاہیئے کہ بالفعل فوج سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ اسی واسطے اگرچہ مین ماڈریٹ پالیسی کا مؤید ہون مین پہلے لکھ آیا ہون کہ علماء کے فتوے ترک موالات پر ہر مسلمان کو حتی المقدور عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ ترک موالات چونکہ ایسی چیز ہے جو صرف ایک دفعی وقتی کارروائی ہے اور اس پر عرصہ تک سلوبری سے کاربند ہونا تقریباً ناممکن العمل ہے۔ اس لیے مین اسکو وہین تک کام مین لانے کی صلاح دیتا ہون جسکی وجہ سے برٹش گورنمنٹ کو تخریب عرب و اسلام مین رکاوٹ پہونچ سکے۔ عراق اور شام کی فتح ہمارے ہندوستان کی فوج سے عمل مین آئی ہے۔ اور اسکی لعنت کا سب سے بڑا طوق مسلمانون کی گردن پر ہے۔ ممالک عرب کی آیندہ تخریب مین گورنمنٹ کی فوج کا استعمال بہت کم ہوگا کہ وہان کی آب و ہوا انکے بہت ناموافق ہے اور پھر ہماری قوم کو دین و دنیا کی روسیاہی مول لینی ہوگی۔

ہکو اس سے بچنا چاہیے۔ مگر اسکا کیا علاج ہے کہ خود ہندوستان مین انگریزی ثبات مغربی ایشیا کے اسلامی سلطنتون کے زوال اور مزید خطرہ کا سبب ہے۔ ہمکو اطمینان رکھنا چاہیے کہ باڈریٹ بقہ کے ہاتھ مین اب اسکا سررشتہ ہے۔ جو بحیثیت ایشر رپورٹ کے بموجب برٹش امپیریلزم کے لیے غریب ہندوستان کو آلہ بنانے کی خواہشمند ہین۔ اس کی وہ نہایت سختی سے مخالفت کر رہے ہین۔

ہم اپنے ملک اور اس کے نظام آسائش اور امن مین خلل انداز ہوے بغیر عربون کی خدمت کرنے سے کسی طرح روکے نہین جا سکتے۔ ہم ہندوستان مین ویسے ہی سوسائٹی بلکہ اس سے باثر و باقوت کی تشکیل کر سکتے ہین جو یورپ مین مثلاً پیرس کی سوسائٹی سائنٹفک ڈے دلا اک جسکا معروف ارگن ریویو ڈی ماند مسلمان ہے) یا جنیوا کی سوسائٹی یا برلٹر یچر ڈی عربس یا اسٹاکہام اور کنٹنل سوسائٹی یا دمشق کی سوسائٹی احیاء العرب یا مغربی نجد اور عراق کی اخوان الصفا اور حال مین مکہ مین قائم شدہ سوسائٹی الفلاح ہے۔ خوش قسمتی سے ہندوستان مین کچھ دنون پہلے ایک سوسائٹی خدام کعبہ کے نام سے قائم ہوئی تھی۔ خدام کعبہ کا لفظ بھی اگرچہ محدود ہے مگر اس لحاظ سے کہ عرب و کعبہ لازم و ملزوم ہین کوئی زیادہ فرق نہوگا۔ مگر یہ بہتر ہو کہ بجاے خدام کعبہ کے اسکا نام خدام العرب کر دیا جاے جو غالباً زیادہ مناسب ہے۔ خدام کعبہ کے مقاصد بعض ہوائی اور مبہم ہین ضرورت ہے کہ نظام جدید کے سلسلہ مین یہ موجودہ خلافت کمیٹی، جمعیۃ العلماء وغیرہ وغیرہ کی قائم مقام ہو اور اسکے نصب العین اور مقاصد حسب ذیل ہون۔ اور کم سے کم اتنی باثر جماعت ہو جتنی ہو دیکی زائنسٹ جماعت ہے۔

١۔ اتحاد و حریت عرب کے لیے عربون کی عملی۔ مالی۔ اخلاقی امداد کرنا جو جس ممبر سے ممکن ہو سکے بشرطیکہ وہ خود اپنی قومی حکومت اکے خلاف نہو۔

٢۔ احیاء و اتحاد عرب کے لیے ایک موقت الشیوع پرچے کی جو عربی اور ہندوستانی مین

دونون ممالک کے موجودہ معاملات اور لٹریچر پر بحث کرے ۔ اشاعت ۔

۳ - ہندوستان مین عربی لٹریچر و پالیٹکس کی اشاعت بذریعہ لائبریری ۔ کلب اور ٹریکٹس رسالے اور خصوصًا عربی سیکھنے کے لیے سہل الحصول ذرائع بہم پہونچانا ۔

۴ - حجاج و زائرین حرمین ۔ القدس ۔ شام شریف ۔ بغداد ۔ کربلا ۔ نجف وغیرہ کے لیے آسانیان بہم پہونچانا ۔

۵ - اپنی قومی حکومت کو عرب کے کسی حکومت کے خلاف معاندانہ کارروائی سے باز رکھنے کی کوشش کرنا ۔

فقط

سید مقبول

نوٹ

کتاب کی اشاعت کے جملہ حقوق مسرس ایم اے کمپنی پبلشر کے لیے محفوظ ہین جس کتاب کے آخر مین مذکورہ بالا دستخط مصنف کی نہ ہوگی وہ مسروقہ سمجھی جائے گی ۔

مصنف کی دوسری تصانیف جو زیر اشاعت ہین

(۱) ترک اور اونکا مستقبل - جسمین ترکان قدیم - فتوحات اقوام ترک - تمدن ترک - ممالک ترک - اور اونکے مستقبل کے افکار خصوصًا ہین تورانزم یا یمینی توران (اتحاد توران) کی مفصل اور مشرح تاریخ ہے مع ترکی ممالک یعنی یوک توران کے نقشہ کے - قیمت

(۲) سفرنامۂ عراق - عجم والجزیرہ کردستان - مصنف کی چارسالہ سیاحت و قیام مفصل ڈائری مع اغلاط نامۂ فارسی مروجۂ ہندوستان اور دوسرے مفید معلومات کے تتمہ جات - قیمت عہ -

تاریخ احمدی

تالیف جدید جناب نواب شیخ احمد حسین خان صاحب بہادر - او - بی - ای
متخلص بہ مذاق رئیس پریانوان

کتاب مذکور شان تدوین اور حسن ترتیب کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہی جسمین عہد رسالت دور خلافت - اموی اور عباسی سلطنت کے ضروری حالات اور چیدہ واقعات اختصار جامعیت کے ساتھ درج کئے گئے ہین - مؤلف نے جن مستند کتابون سے مضامین اخذ کئے اونکے حوالون ہی پر اکتفا نہین کی بلکہ اون کتابونکی عبارت بھی حاشیے پر نقل کردی مزید بران کتب منقول عنہا کی توثیق کا ایک انڈکس بھی شروع کتاب مین لگا دیا - یہ کتاب فلسکیپ سائز کے سفید کاغذ پر خوشخط چھپی ہے - حجم ۶۷۲ صفحہ - قیمت چار روپیہ شائقین باتمکین ذیل کے پتے سے طلب فرمائین -

سید نور الحسن مالک مطبع نور المطابع - وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

یات (۵) ابن عباس اور انکی احادیث (۶) طلاق و متعہ (۷) اوقاف (۸) رجم زانیہ (۹) ختنہ و عقیقہ

مہدی (۱۱) دجال (۱۲) آثار قیامت (۱۳) اسرائیلیات (۱۴) نصرانیات (۱۵) مجوسیات (۱۶) تعدد ازدواج

ازدواج النبی (۱۷) قصہ افک و زینب و ماریہ قبطیہ (۱۸) قصہ اسفار شام (۱۹) قصہ بنی قریظہ عکل و عرینیہ

کتابت وفود و معاہدات رسول (۲۱) قصہ معجزات رسول وغیرہ وغیرہ -

(۱) تقدیر (۲) معاد (۳) خلق قرآن (۴) اصول معتزلہ (۵) عالم ارواح (۶) تصوف (۷) نور محمدی وغیرہ وغیرہ

(۱) اجماع (۲) قیاس (۳) اجتہاد (۴) مسائل مختلف فیہ بین المجتہدین (۵) تبصرہ موطا امام مالک

مسند امام حنبل (۷) تبصرہ ام امام شافعی (۸) تبصرہ فقہ اکبر و ہدایہ (۹) تبصرہ تقویۃ الایمان عبدالوہاب

وغیرہ وغیرہ -

رد (۱) رد تثلیث و شرک (۲) رد کفارہ (۳) رد اوتار و تجسیم (۴) رد تناسخ (۵) رد دہریت (۶)

ت وغیرہ وغیرہ -

ام مسلمانان عالم کی علحدہ علحدہ تاریخ اور اُن کی موجودہ کیفیت - اخلاقی - معاشرتی اقتصادی

اور علمی -

ب غیر (۱) تحقیق اناجیل (۲) اناجیل متروکہ (۳) توراۃ یعنی تحقیق شریعت موسوی (۴) زبور (۵) تالمود

(۶) قصص الانبیا (۷) تحقیق وید (۸) پوران یعنی ہندو میتھالوجی (۹) میتھالوجی یونان و روما (۱۰) ژند و پاژند

کنفوشس (۱۲) بدھ (۱۳) کرشن و بھاگوت گیتا (۱۴) رام و رامائن (۱۵) قرامطہ مع احوال نصیری

ز و خوجہ اسماعیلی - (۱۶) عبداللہ ابن سبا - (۱۷) بابیت و بہائیت (۱۸) صابی ستارہ پرست

بتان پرست (۲۰) لوتھر و کالون (۲۱) مارمنزم (۲۲) نانک و کبیر (۲۳) دیانند و راجہ رام موہن رائے

ویدانت و تھیوسفی - وغیرہ وغیرہ -

رفیع الزمان - ۱۶۹ وکٹوریہ اسٹریٹ

لکھنؤ

اطلاع

یہ کتاب آفیس مسرس ایم - اے - اینڈ کو - انجنیرس و کنٹریکٹرس
نمبر ۱۶۹ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے مل سکتی ہے۔

IDARAH-I ADABIYAT-I DELLI
2009, Qasimjan Street,
DELHI-6 (India)

کس ناز سے فرماتے ہیں "الفضل" میں محمود
اسلام کا دشمن یہ ہے کمبخت "بخاری"

بھیجا ہے بخاری نے زمیندار کو پیغام
معشوق جو بیمار رہے تو کمالی بھی ہے بیماری

UNIVERSITY OF TORONTO
3 1761 00254334 6
DS
62
A4